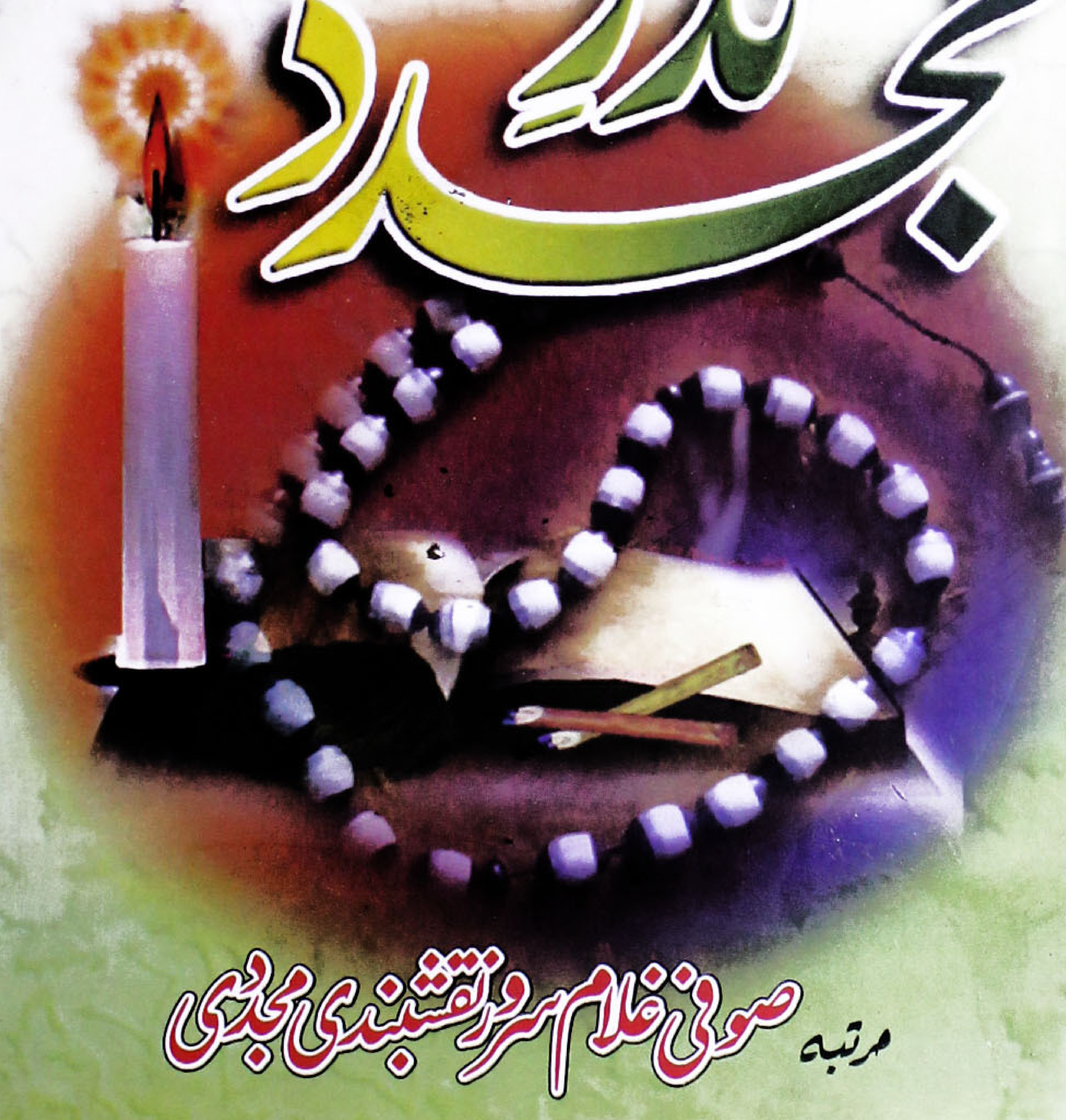
علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

نذرِ مجدد

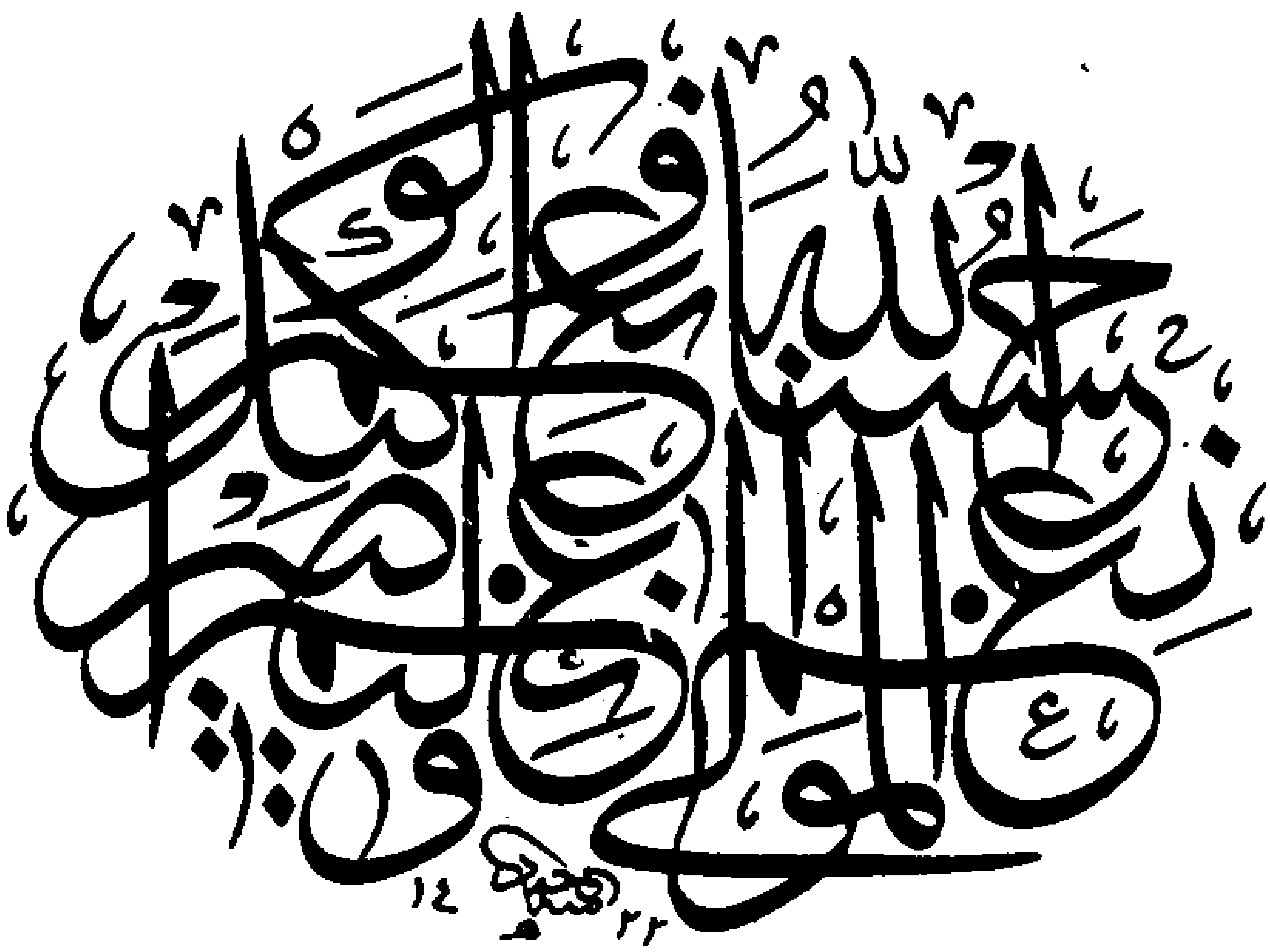


مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر

شیر ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۔ ۲۱ ۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد ۔ لاہور



امام ربانی

مجدد الف ثانی کانفرنس

منعقدہ ۹ مارچ ۲۰۰۸ء

بمقام: سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

کے موقع پر پیش کیے جانے والے

علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

نذرِ مجدد

مرتبہ

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر

شیر ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی۔ ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد۔ لاہور

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۴۱

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	نذرِ مجدد
مرتبہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجدّدی
صفحات	۵۵۱
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۳۰ھ بمطابق جنوری ۲۰۰۹ء
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	شیر ربانی پبلیکیشنز، لاہور
کمپوزنگ	محمد ناظم بشیر نقشبندی

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر

شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

فون آفس 042.7571809 موبائل 0321-7574414

انتساب

بندہ ناچیز اپنی کاوش کو عظیم مفکر و محقق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم محسن مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنے میں خاص روحانی کیف و سرور محسوس کرتا ہے جن کی مساعی جمیلہ سے مجدد ہزارہ دوم کی علمی، تحقیقی، اصلاحی، دینی و ملی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنے کے لئے اہل علم و دانش اور محققین کیلئے نئی راہیں کھلیں اور جنہوں نے جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی اور باقیات جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا (۱۴ جلدیں) مرتب فرما کر حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندری رحمۃ اللہ علیہ پر کام کرنے والوں کیلئے لازوال مثال قائم کی اور ان پر کام کرنے والوں کیلئے گذشتہ چار صدیوں پر محیط جمود کو توڑا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، عقائد و نظریات اور کارہائے نمایاں کو

بین الاقوامی سطح پر کالجوں، یونیورسٹیوں اور مدارس دینیہ تک عام کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا جن کے اخلاق و کردار اور محبت و شفقت سے لبریز راہنمائی سے متاثر ہو کر ایک زمانہ حضرت امام ربّانی علیہ الرحمہ کی شخصیت پر کام کرنے کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

نذرِ مجدد مقالات و مضامین کا ایک نیا مجموعہ اور فکر و دانش کا ایک تازہ شگوفہ ہے۔ یہ شگوفہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے ایک مخلص و صادق عقیدتمند جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے قلب و روح سے پھوٹا ہے۔ اور مقالات کے اس نئے مجموعہ کی جمع و ترتیب بھی انہی کی سعی مشکور کا ثمر ہے۔ اس میں پاکستان کی ملت اسلامیہ کے نامور و معتبر اہل علم و دانش کی بحث و تحقیق کے نتائج ہیں۔ ان نامور و معتبر اہل فکر و دانش کی عظیم کہکشاں کے ستاروں کے رشحات قلم نے اس مجموعہ کو رونق بخشی ہے اور اہل ایمان کے قلب و روح کے لئے تسکین و شادابی کا سامان کیا ہے! صوفی صاحب موصوف وقتاً فوقتاً سیمناروں اور کانفرنسوں کے مسلسل انعقاد سے پاکستان کی نوجوان نسل کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی عظیم الشان خدمات اسلام اور فکر و تعلیمات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ مجموعہ مقالات "نذر مجدد" اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو محترم قارئین کی نذر ہے۔ یہ بھی حضرت صوفی صاحب کی کرم نوازی ہے کہ ان کے ارشاد کی تعمیل میں یہ چند سطور لکھ کر اپنے ان ممتاز و نامور اہل دانش کی تحسین و تکریم سے راقم کو بھی اس وقیع بزم فکر کی رونق سے مستفیض و بہرہ ور ہونے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ جو "خریداران یوسف کی فہرست" میں نام لکھوانے کے مترادف ہے بایں ہمہ برعظیم کی ملت اسلامیہ کے ایک عظیم و جلیل محسن اور بقول اقبال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بروقت

خبردار ہو کر ایک فیصلہ کن گھڑی میں اپنے فیصلہ کن اور مدبرانہ اقدام سے تاریخ کا دھارا بدل دینے والے مجدد وقت حضرت شیخ سرھند کی شان میں یہ چند حروف سپاس پیش کرنے کی سعادت میرے لیے توشہء آخرت بھی ہے اور سرمایہ فخر بھی۔!

اکبر کے دین الٰہی کے کھیل نے مسلم ھندوستان کو ایک نہایت پُر خطر ڈگر پر ڈال دیا تھا۔ ھندو راجپوتوں نے اپنے داماد، بہنوئی اور خالو جلال الدین اکبر کی سلطنت پر اپنے پنجے گاڑ دیئے تھے اور اس کا ملک ھندو انقلاب کے دروازے پر پہنچ گیا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ مسلم مغلیہ سلطنت ھندو مغلیہ سلطنت میں ڈھلنے والی ہے برہمن بنیا مہاراج کی باچھوں سے رالیں ٹپک رہی تھیں اور وہ مساجد کو مندروں میں اور ھندو مزاج مسلمانوں کے توسط سے مسلمانوں کو ھندو بنانے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ خصوصاً علماء و صوفیہ کرام کے قتل و جلاوطنی اور قید و بند کے گھناؤنے کاروبار میں تمام حدود کو پھلانگ چکے تھے۔ ایسے میں خوف زدہ اور ھندو دہشت گردی سے سہمے ہوئے مسلمانوں کو حوصلہ دلانا بھی جان جوکھوں کا کام تھا۔ چہ جائیکہ ھندو انقلاب کا منہ پھیر کر پھر سے اسلام کا بول بالا کر دیا جائے مگر اپنی رگوں میں فاروقی خون کی حرارت و قوت ایمانی رکھنے والے ایک درویش صفت عالم و صوفی نے فیصلہ کن گھڑی میں فیصلہ کن ضربت کاری سے یہ سب کچھ کر دکھایا! یہ کارنامہ بلاشبہ تاریخ اسلام کے معجزات میں سے ایک زندہ و پائندہ معجزہ ہے اور اسلام کے شاندار مستقبل کی نوید بھی!!

کرسیء اقتدار اور جاہ پرستی کے نشے میں مبتلا اور دنیادار مذہبی پیشواؤں کے برعکس حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ امت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے

سچے خیر خواہ اور غلبہ اسلام کے مخلص آرزو مند تھے۔ انہوں نے اپنے قول وعمل سے مغل حکمرانوں پر یہ ثابت کر دیا کہ وہ تخت شاہی کے خواہشمند ہونے کے بجائے تخت حکومت کے خیر خواہ اور اسے راہ راست پر ڈالنے کا عزم رکھتے ہیں۔ دین حق کو خیر خواہی اور غلبہ کے لیے انہوں نے پورے پورے تعاون پر آمادگی ظاہر کی تو حکومت وقت نے بھی ان سے بھرپور تعاون کیا جس کے نتیجہ میں نہ صرف جہانگیر راہ راست پر آ گیا اور دین الٰہی کو ایک ڈھکوسلا قرار دیکر مسترد کر دیا بلکہ سلطنت اکبری پر اپنے پنجے گاڑنے والے راجپوت بھی ادھر ادھر سر چھپانے پر مجبور ہو گئے بلکہ برہمن بنیا مہاراج کے خواب بھی بکھر کر رہ گئے، یہی نہیں بلکہ شاہ جہانی اور عالمگیری دور میں اسلام کو بھی وہ سربلندی اور عظمت نصیب ہوئی جس کی مثالیں مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دور حکمرانی میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملیں گی اندرونی و بیرونی سازشوں اور "طاؤس ورباب آخر" کا مرضِ زوال لاحق نہ ہوتا تو مسلم ھندوستان کی تاریخ مختلف ہوتی لیکن مسلم حکومت کمزور ہونے اور بالآخر زوال وعدم سے دوچار ہونے کے باوجود تحریک مجددی تسلسل و استمرار کے ساتھ زندہ و پائندہ ہے اور صرف پوری اسلامی دنیا میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں اس کی اشاعت وسعت پذیر اور اثرات تقویت پاتے جا رہے ہیں۔ تحریک پاکستان بھی تحریک مجددی کے گہرے اور وسیع اثرات کا نتیجہ تھی اور اب پاکستان کی بقا اور دوام کے لیے بھی تحریک مجددی روح کے ساتھ ساتھ ڈھال کا کام بھی دے گی!

میرا یہ پختہ یقین ہے کہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے فکر مجددی کی ہمیشہ ضرورت ہوگی۔ یہ فکر اگر ہمارے علماء میں پختہ ہو جائے تو وہ اقتدار کی پوجا کی بجائے اس دولت

خداداد پاکستان کے استحکام، بقاء اور سر بلندی کو اپنی تمام سرگرمیوں کا محور بنالیں۔ یہی فکر اگر ہمارے اعلیٰ منتظمین میں راسخ ہو جائے تو انتظامی مشینری کی تمام خرابیاں معدوم ہو جائیں۔ اگر ہمارے نوجوان فکر مجدد سے آگاہ ہو جائیں تو ہمارے لیے ایک نہایت پختہ، طاقتور اور ناقابل شکست قوم بننے کے رستے کھل جائیں، اگر ہماری خواتین بلا قید طبقہ، عمر اور پیشہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات وہدایات کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں تو ہم ایک انسان دوست اور ایک نفع بخش معاشرہ تعمیر کر سکتے ہیں اور اگر ہمارے سیاسی وفکری قائدین فکر مجددی کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو اپنے گرد و پیش کی فریب کاریوں اور سازشوں سے بھی خبردار ہو جائیں اور قومی سطح کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنے ملک وقوم کی صحیح قیادت کا فریضہ انجام دینے کے قابل ہو جائیں! اور وجہ اس کی یہ ہے کہ علماء وصوفیہ کرام کے لیے حضرت مجدد کی عملی راہ ایک قابل تقلید نمونہ ہے فرائض منصبی کی ادائیگی، تعمیر وطن اور خدمت خلق کے متعلق حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنے عہد کے منتظمین سلطنت کو جو مشورے دیے وہ ہمارے وطن کی انتظامی مشینری کے لئے امرت دھارے کا حکم رکھتے ہیں۔ مکتوبات امام ربانی ان مشوروں سے بھرے پڑے ہیں، مسلم نوجوان کے لئے حضرت مجدد کی فکر صائب وراسخ اس صراط مستقیم کو واضح کرتی ہے جو ملک وقوم کی تعمیر کے لیئے شاہ راہ کا کام دیتی ہے، مکتوبات امام ربانی میں مسلمان عورت کے تعمیری کردار کو بقائے امت اور نسل میں سیرت سازی کا ضامن قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اہل سیاست وحکومت تو حضرت مجدد کے اولین مخاطب اور اصل توجہ کا مرکز ہیں۔ خصوصاً برعظیم کے مسلم قائدین، ارباب حکومت اور اہل سیاست کے لیے تو

تعلیمات و ہدایات مجددیہ سے قدم قدم پر راہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی نے اس خطے کی حقیقی آفت و غلاظت برہمن بنیا کی صحیح صحیح پہچان کروائی ہے ان کی سنگدلی اور ہٹ دھرمی کا پردہ چاک کیا ہے۔ اور ان کے سازشی ذہن سے خبردار کیا ہے یہاں پر اشاعت اسلام کی راہ میں اصل روکاوٹ برہمن بنیا کی دسیہ کاریاں اور مکر وفریب کے جال ہیں۔ گذشتہ نصف صدی سے خصوصاً قائد اعظم کی وفات کے بعد سے ہماری سیاسی قیادت ہندو شناسی سے بے بہرہ چلی آتی ہے اس لئے ہم ہر میدان میں مات کھا رہے ہیں۔ کبھی برہمن بنیا کے فریب میں آکر متحدہ ہندوستان کے جھانسے میں آکر قیام پاکستان کی مخالفت میں کانگرسی منافقین سے بھی آگے نکل جاتے ہیں، کبھی تقسیم کے وقت ہندو برہمن بنیا کی گہری چالوں سے مات کھا جاتے ہیں کبھی مذاکرات کے ڈرامے میں شریک ہو کر دنیا کی نظر میں ہندو کا قد کاٹھ بلند کرنے میں اپنے بھولے پن کا کردار ادا کرتے ہیں اور کبھی ہم " لچکیلے جرنیل " بنکر رعایات دینے میں ہندو نواز کا مقام حاصل کرتے ہیں حالانکہ ہندو نہ تو تقسیم سے پہلے مسلمانوں کو آئینی حقوق دینے کے لیے تیار تھا نہ منصفانہ تقسیم کے لیے آمادہ ہوا اور پھر آزادی کے بعد سے اب تک تو خفیہ اور علانیہ برعظیم کے مسلمانوں کو آزادانہ و معزز زندگی کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں، بیس کروڑ بھارتی مسلمان آج بھارت کے طبقاتی معاشرہ میں پانچواں طبقہ بن کر غلاموں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اپنے بنائے ہوئے بنگلہ دیش اور بچے کھچے پاکستان کے لیے بدترین پڑوسی کا سلوک ہندو کی چانکیا سیاست کا مظہر ہے واہگہ کی سرحدی لکیر جو برہمن بنیا مہاراج کو چبھتی ہے جب یہ مٹ جائے گی تو کشمیر کا

مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا پھر اکھنڈ بھارت اور رام راج کے سایہ میں اسلام کو بھی بدھ مت اور جین مت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا، اس طرح برہمن بنیا بزعم خویش تمام مسائل حل کرے گا۔ اس خطے کے سیاہ وسفید کا مالک بن چکا ہوگا جس کے نتیجے میں ایشیاء کی ایسی نسل مذہبی ریاست سے دوچار ہو جائے گا جو شاونزم اور فاشزم کی بدترین شکل ہوگی اس لیے پاکستان کو ایک ایسی نڈر، پرعزم، بیدار مغز قیادت کی ضرورت ہے جو ہندو مزاج اور ہندو نواز ہونے کی بجائے ہندو شناس ہو! ایک ایسی قیادت ہی ایشیاء کو اس خوفناک نسل پرست اور تنگ نظر مذہبی، ریاست سے بچا سکے گی۔ یہاں لچکیلے اور کرسی پرست کام نہیں آئیں گے اور یہ تبھی تک ممکن ہے جب برعظیم کے سب سے پہلے ہندو شناس درویش کے فکر و دانش کو عام کیا جائے! ہندو مزاج، ہندو نواز اور لچکیلے ہندو پرور قائدین سے میری صرف ایک گذراش ہے کہ دبئی (متحدہ عرب امارارات) میں ایک لیکچر کے دوران اپنے ایک ہندو سائل اور اس کے گاندھی بھگت کانگرسی مسلمان تائید کنندہ کو قیام پاکستان کی افادیت اور ضرورت سمجھانے کے لیئے میں نے ایک چیلنج دیا تھا کہ اگر قیام پاکستان کو آپ مسلمانوں کی ہی نہیں برعظیم یا پورے سارک علاقہ کی ضرورت نہیں سمجھتے تو پھر یہاں کے بسنے والے تمام انسانوں سے ریفرنڈم یا استصواب رائے کروالیجئے۔

1۔ بھارت کے بیس کروڑ مسلمانوں سے صرف یہ پوچھ لیا جائے کہ قائداعظم نے ہندو اکثریت کو ایک خونخوار اکثریت (Brutual Majority) کہا تھا یہ غلط تھا یا درست ؟! اگر درست تھا تو پھر ان بیس کروڑ مسلمانوں کو ایک اور پاکستان دے دیجئے! بصورت

دیگر قیامِ پاکستان کی افادیت اور ضرورت ختم سمجھی جائے گی۔

2۔ سارک علاقہ (Saarc Area) کے تمام ملکوں کے انسانوں کو یہ آزادانہ رائے دینے کا موقع (ریفرنڈم) دیا جائے اور پوچھا جائے کہ کیا چانکیا کا چیلا برہمن بنیا ایک بد ترین پڑوسی نہیں ہے؟ اگر باون فی صد بھارتی اچھوتوں سمیت اس خطے کے تمام انسانوں نے ہاں میں جواب دیا تو پھر "برہمن بنیا مہاراج" کو اپنا بستر گول کر کے وہاں چلے جانا چاہیے جہاں سے آریا آئے تھے اور یہاں آنے کے بعد ہزاروں سال سے یہاں کے اصل باشندوں (دراوڑ) اچھوتوں کو جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ جہاں برہمن کے طبقاتی معاشرہ کے چکر نے مسلمانوں، عسائیوں، سکھوں اور دیگر اقلیتوں کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔! آپ ہندو مزاج، ہندو نواز یا لچکیلے بنکر برہمن بنیا کو کتنی ہی مراعات دے دیں اس کا پرنالہ وہیں گرے گا اور وہ "ہندو کا ہندو " ہی رہے گا! ہندو انسانیت دشمن ہے، تنگ نظر ہے، سنگدل ہے، موقع آنے پر گدھے کو باپ کہنا بھی جانتا ہے اور موقع پاتے ہی درندہ بھی بن جاتا ہے! لیکن یہ ہندو شناسی صرف حضرت مجدد الف ثانی کا فیض اور قائداعظم محمد علی جناح کی تاکید کا نتیجہ ہے!

حضرت مجدد الف ثانی پر لکھے جانے والے ہر محققانہ جملے پر مجھے ہمیشہ دلی مسرت اور راحت محسوس ہوتی ہے لیکن اس احساس و شعور کے ساتھ کہ ابھی تک حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فکر و تعلیم پر تحقیقی کام تشنۂ تکمیل ہے، ابھی تو ان کے مکتوباتِ گرامی کا وسیع اور عریض مجموعہ تحقیق اور (Editing) کا منتظر و محتاج ہے اور یہ کام صرف وہ عالم و فاضل شخص کرسکتا ہے جو بیک وقت عربی و فارسی کا گہرا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ

فکر مجددی کی باریکیوں سے بھی آگاہ ہو اور حضرت مجدد سے عقیدت و محبت بھی رکھتا ہو، مختلف زبانوں میں مکتوبات امام ربانی کے تراجم سے پہلے ایک تصحیح شدہ محقق و مدقق ایڈیشن تیار کرنا اولین اور بنیادی کام ہے۔ امام سرہندی کی فکر و تعلیم کو عام کرنے اور تحریک مجددی کو دنیا میں پھیلانے کا بہترین ذریعہ مکتوبات ہیں!

کچھ عرصہ سے پاکستان میں فکر و تعلیم اور تحریک مجددی کے حوالے سے احباب کرام نے تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی کام کو حرز جان بنالیا ہے اور اس کا سہرا پیرطریقت میاں جمیل احمد شرقپوری کے سر ہے، ان کے مریدین و عقیدتمند اس کام کو آگے بڑھا رہے ہیں، ان مخلص پیروکاروں اور عقیدتمندوں میں جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی بھی ہیں بلکہ بے حد نمایاں ہیں اور نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ وادخلہ فسیح جنانہ نے حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے سے "جہان امام ربانی" کا جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے وہ ناقابل فراموش، قابل قدر اور ہمیشہ زندہ رہنے والا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس عملی کارنامہ کو قبولیت بخشے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے!

یہ مجموعہ مقالات ومضامین "نذر مجدد" بلاشبہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے حضور ایک خوبصورت نذرانہ عقیدت ہے، یہ مقالات ومضامین شیخ سرھند کے فکر و تعلیم، سیرت و شخصیت اور خدمات کے مختلف پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہیں اور وقیع افادیت کے حامل ہیں مجھے امید ہے کہ ان سے پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو نفع پہنچے گا، میری دلی دعا ہے کہ اس مجموعہ نذر مجدد سے استحکام پاکستان اور ملت اسلامیہ کی راہنمائی کا سامان ہو اور حضرت صوفی صاحب کو توفیق مزید کے ساتھ ساتھ اجر عظیم بھی نصیب ہو، آمین

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی ﷺ
دیکھنی ہے حشر میں عزّت رسول اللہ کی ﷺ

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

کافروں پر تیغ والا سے گری برقِ غضب
ابرآسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی ﷺ

لَاوَ رَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ

وہ جہنم میں گیا ان سے جو مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا اُن سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی ﷺ

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی ﷺ

ٹوٹ جائیں کے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر میں کھل جائیں گی طاقت رسول اللہ کی ﷺ

یارب اک ساعت میں دُھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی ﷺ

ہے گلِ باغ قدس رُخسار زیبائے حضور
سروِگلزارِ قدم قامت رسُول اللہ کی ﷺ

اے رضؔا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامِ اقبال بحضور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں و لیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا کہ سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہل نظر کشور پنجاب سے بیزار

عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلہٗ فقر سے ہو طرۂ دستار

باقی کُلہٗ فقر سے تھا ولولہ حق
طُروں نے چڑھایا نشۂ خدمت سرکار

بحضور حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

کلیم عثمانی

تو چراغ راہ ایماں تھا رسالت کا نقیب
تیرے افکار تھے بیمار عقائد کے طبیب

تو نے تکبیر پڑھی ہند کے بت خانے میں
گل کھلائے تیرے انفاس نے ویرانے میں

سر جھکایا نہ کبھی تو نے جفا کے آگے
سر خرو ہو کے رہا اپنے خدا کے آگے

تیرا اندازِ سخن پھولوں کی خوشبو جیسا
تیرے مکتوب کا ہر حرف ہے جگنو جیسا

اپنے کردار سے یوں رنگ بکھیرا تو نے
کردیا گھور اندھیروں میں سویرا تو نے

نور عرفان سے منوّر تیرا سینا ایسے
صبح کے نور میں ہنستا ہو مدینہ جیسے

مصلحت کوش ہوا تو نہ صداقت میں کبھی
فرق آنے نہ دیا اپنی عزیمت میں کبھی

تیرا ایثار ہے شاہد کہ وفا کیش تھا تو
تھا شہِ وقت مگر صورتِ درویش تھا تو

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

دربار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

میں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ

کی مقبولیت

نحمدہ' و نصلّی علی رسولہ الکریم

دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مقبولیت

مولانا جاوید اقبال مظہری

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کی امت کے اولیائے کاملین میں سے جس جس کو اپنا عرفانِ کامل عطا فرمایا، جس جس کو قرآن کریم کے بطون کا فہم عطا فرمایا ان کی پہچان یہ بتائی کہ ان کی سیرتیں اتباع سنت نبوی ﷺ کے نور سے روشن ہوں گی ان کی زندگی کا کوئی گوشہ عشق مصطفی ﷺ سے خالی نہیں ہوگا اور سب سے بڑھ کر وہ دربار رسالت ﷺ میں مقبول ہوں گے انہی نفوس قدسیہ میں حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے کہ جن کی سیرت سورۂ آل عمران کی آیت (۳۱) کی مکمل تفسیر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فنا فی الرسول ﷺ کی منزل پر فائز ہو کر مقام محبوبیت پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ وہ دربار رسالت ﷺ میں اس وقت بھی مقبول تھے جب آپ اس کائنات میں تشریف نہیں لائے تھے، اس وقت بھی مقبول تھے جب آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی ولایت کے انوار جگمگا رہے تھے اس وقت بھی مقبول تھے جب آپ نے وصال فرمایا اور آج عالم برزخ میں بھی دربار رسالت ﷺ میں مقبول ہیں۔

احادیث مبارکہ، مکتوبات امام ربانی، اولیائے کاملین کے ارشادات و مکاشفات احقر کی دلیل کے لئے نہ صرف بیّن ثبوت ہیں بلکہ حجت بھی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''گیارھویں صدی کے شروع میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا اہم نام ہوگا، نور عظیم الشان ہوگا، ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہونگے'' [۱]

حدیث صلہ:

حضرت جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ ایک حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کو ''صلہ'' کہا جائیگا اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ [۲]

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اِس کائنات میں تشریف لانے سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں کیا مقام رکھتے تھے۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ حیات طیبہ میں دربار رسالت مآب ﷺ میں آپ کی کیا قدر و منزلت تھی چند مکاتیب ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ خواجہ کمال الدین محمد احسان، روضۃ القیومیہ رکن اول مطبوعہ لاہور ص ۳۷، ۳۸

۲۔ جلال الدین سیوطی، جوامع الجوامع بحوالہ جواہر مجددیہ، ص ۱۵

مکتوب بنام حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ:

''اس وقت ایک رسالہ نقل کیا ہوا تھا، ارسال خدمت ہے اور یہ رسالہ بعض دوستوں کی التماس پر لکھا گیا ہے ان دوستوں نے خواہش کی تھی کہ ایسی نصیحتیں لکھی جائیں جو طریقت میں نفع دینے والی ہوں اور ان کے مطابق زندگی بسر کی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ رسالہ بینظیر اور بہت برکتوں والا ہے اس رسالہ کو لکھنے کے بعد (واقعہ میں) ایسا معلوم ہوا کہ حضرت خاتم الانبیاء رسالت پناہ ﷺ اپنی امت کے مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور اس رسالہ کو اپنے دست مبارک میں لئے ہوئے ہیں اور نہایت مہربانی سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھا کر فرماتے ہیں کہ اس قسم کے عقائد ہونے چاہئیں (جو کہ اس رسالہ میں مذکور ہیں) اور (مشائخ کی) وہ جماعت ان (رسالے والے) علوم سے سعادت مند تھی جو اپنی نورانیت سے ممتاز اور عزیز الوجود (نادر) ہیں اور وہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے سامنے کھڑے ہیں اور اسی مجلس میں آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کو شائع

کرنے (بیان) کرنے کا حکم فرمایا'' ۳ے

مکتوب بنام خواجہ محمد تقی علیہ الرحمہ:

''چند سال پہلے فقیر کی عادت تھی کہ (بغرض ایصالِ ثواب) طعام پکواتا تھا تو اہل عبا (اہل بیت) کی ارواح پاک کے لئے مخصوص کرتا تھا اور آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت امیر حضرت فاطمہ اور حضرت امامین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو شامل کر لیتا تھا ایک رات فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں فقیر نے سلام عرض کیا تو آپ فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور چہرہ مبارک دوسری طرف کرلیا اسی اثناء میں فقیر سے فرمایا کہ ''میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر کھانا کھاتا ہوں جس کسی کو میرے لئے طعام بھیجنا ہو وہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر بھیج دے۔''

اس وقت فقیر کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی توجہ شریف نہ فرمانے کا باعث یہ ہے کہ فقیر اس طعام میں

۳ے مکتوبات امام ربانی مترجم سید زوار حسین شاہ، دفتر اوّل، مکتوب ۱۶ صفحہ ۷۶/۷۷

128991

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شریک نہ کرتا تھا بعد ازاں
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ تمام ازواج
مطہرات کو جو تمام اہل بیت ہیں شریک کرلیا کرتا تھا اور تمام
اہل بیت کو اپنا وسیلہ بناتا تھا" ۴؎

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس مکتوب گرامی میں ولایت محمدی ﷺ اور ولایت موسوی علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ ولایت محمدی ﷺ پر فائز ہونا اور نسبت محبوبی حاصل کرنا بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبولیت کی دلیل ہے۔ چنانچہ مولانا صالح کولابی کو مکتوب تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس فقیر کی ولایت اگرچہ ولایتِ محمدی اور ولایتِ موسوی
علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پروردہ ہے اور ان دونوں
اکابر علیہما الصلوٰۃ والتسلیمات کے طفیل نسبتِ محبوبی اور
نسبت محبی سے مرکب ہے کیونکہ محبوبوں کے رئیس حضرت
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور محبوبوں کے
سردار حضرت کلیم اللہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں لیکن
حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم وعلیٰ آل کُلّہِ الصلوٰۃ والسلام کی
متابعت کے وسیلے کی وجہ سے میری ولایت کا کاروبار دوسرا

۴؎۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب ۳۶ ص ۱۱۷

ہے اور ایک علیحدہ معاملہ اس کے ساتھ وابستہ ہے اگر چہ
اس ولایت کی اصل خود پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی
ولایت ہے جو ولایت محمدی ہے کہ جس کا منشاء بالا صالت
نسبتِ محبوبیتِ صرف ہے۔ لیکن چونکہ اس میں ولایتِ
موسوی کی کیفیت بھی ہے جو بالا صالتِ محبیت صرف
سے شناسی ہے اور اس ولایت کے ساتھ پیوستہ ہوگئی ہے
اور اسی کے رنگ میں رنگین ہو کر ایک دوسری ہیئت
پیدا کر لی ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک دوسری حقیقت
بن گئی ہے اور اس نے دوسری طرح کا پھل دیا ہے اور ایک
دوسرا ہی نتیجہ (اثر) پیدا کر لیا'' ۵؎

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے وصال سے پہلے حضور انور ﷺ کی زیارت کی اس خواب میں سرکار دو عالم ﷺ نے دنیا کے اجازت نامے کی جگہ آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا، اسی خواب میں حضرت مجدد الف ثانی نے دیکھا کہ وہ حضور انور ﷺ کے اہل خانہ کی طرح رہ رہے ہیں، اس خواب کے بعد حضرت مجدد الف ثانی نے حضور ﷺ کی زیارت کی خوشی میں ہمہ اقسام کے کھانے پکوائے اور ان کو تقسیم کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرات مخدوم زادگان خواجہ محمد سعید اور خواجہ معصوم علیہما الرحمہ کے نام

۵؎ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم مکتوب ۹۵، ص ۲۸۳

مکتوب تحریر فرماتے ہیں:

''ایک تازہ معاملہ جو آج ہی ظاہر ہوا ہے لکھتا ہوں۔ اچھی طرح سماعت کریں ۔۔۔ آج شنبہ (ہفتہ) کی رات کو بادشاہی مجلس میں گیا تھا، ایک پہر رات گزرنے پر وہاں سے واپس آیا اور حافظ صاحب سے تین پارے قرآن مجید کے سنے، چونکہ دو پہر سے زیادہ رات گزر چکی تھی کہ نیند میسر ہوئی صبح حلقہ کے بعد چونکہ رات کا تھکا ہوا تھا سو گیا۔۔ (خواب میں) کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فقیر کے لئے اجازت نامہ لکھا ہے۔ جس طرح کہ مشائخ کی عادت ہے کہ اپنے خلفاء کیلئے لکھتے ہیں اور میرے دوستوں میں سے ایک دوست بھی اس معاملہ میں (ہمراہ) ہے ۔۔ اسی اثناء میں ظاہر ہوا گویا کہ اس اجازت نامہ کے اجراء میں ایک طرح کا فتور (تاخیر) ہے۔ اس فتور کی خاص وجہ بھی اسی وقت معلوم ہوگئی وہ دوست جو اس خدمت میں پیشکار ہے گویا وہ دوبارہ اس اجازت نامہ کو آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت میں لے گیا اور آں سرور ﷺ نے اس اجازت نامے کی پشت پر دوسرا اجازت نامہ لکھا ہے یا لکھوایا ہے،

اس بات کی تشخیص نہ ہوسکی لیکن آنسرور ﷺ کی طرف
اس کی نسبت صحیح ہے اور لکھنے کے بعد آپ علیہ وعلیٰ آلہٖ
الصلوٰۃ والسلام نے اس کو اپنی مہر مبارک سے مزین
فرمایا ہے۔اس اجازت نامے کا مضمون یہ ہے کہ دنیا کے
اجازت نامے کے عوض آخرت کا اجازت نامہ دیا گیا ہے
اور مقام شفاعت سے بھی حصہ عنایت فرمایا ہے۔اور کاغذ
بھی بہت بڑا ہے اور اس میں سطریں بھی بہت سی لکھی ہوئی
ہیں ۔۔۔میں اس دوست سے پوچھتا ہوں کہ پہلا
اجازت نامہ کون سا ہے اور دوسرا اجازت نامہ جو لکھا ہے وہ
کون سا ہے؟۔۔اور مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ
میں اور آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام باہم ایک ہی جگہ
ہیں ۔ باپ بیٹے کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں حضور
آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت علیہ وعلیٰ آلہ
الصلوٰۃ والتسلیمات میرے لئے کچھ اجنبی نہیں ہیں اور میں
اس کاغذ کو لپیٹ کر اور اپنے ہاتھ میں لے کر محرم فرزندوں
کی طرح ان کے حرم شریف میں داخل ہوا ہوں امہات
المومنین میں سے بڑی اماں (یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہا) مجھ سے آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

میں بعض خدمات کے لئے بڑے اہتمام سے حکم فرماتی ہیں
اور کہتی ہیں میں تیرا انتظار کر رہی تھی اس طرح کرنا چاہیے"

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضور ﷺ نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی اور وصال سے پہلے آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نہ صرف اپنی حیات ظاہری میں دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول تھے بلکہ عالم برزخ میں بھی دربار رسالت ﷺ میں مقبول ہیں۔

دو واقعات پیش خدمت ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے فرزند دلبند حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے سرہند شریف میں واقعہ میں دیکھا کہ حضرت محبوب رب العالمین حضور ﷺ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے ہیں اور عظیم انوار حضور ﷺ پر جلوہ فگن ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی اس گھر کے صحن کے ایک کونے میں کھڑے ہوئے ہیں اور اپنی نسبت میں ایک گونہ مستغرق ہیں۔ حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کمال بندہ نوازی سے ان کی تعریف میں بہت سے کمالات ارشاد فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔۔۔ "سبحان اللہ ان لوگوں میں یا اس ملک میں حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایسے بندہ (حضرت مجدد الف ثانی) کو پیدا کیا ہے کہ جس کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ

۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۰۶، ص ۳۲۴، ۳۲۵

کے مقرب فرشتے آتے ہیں اور وہ ان کی طرف التفات نہیں کرتا''۔

حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ نے جو کچھ واقعہ میں مشاہدہ فرمایا اس کی تصدیق اس وقت ہوئی کہ جب ایک صاحب دل شاعر دربارِ عالیہ سرہند شریف میں حاضر ہوا اور اس نے ملائکہ کی آمد کا مشاہدہ کیا تو بے اختیار کہہ اُٹھا

چہ عالی شان دربار امام دینِ ربانی
ملائک صف بہ صف ایستادہ ایں جا بہر دربانی

سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے نامور شیخ طریقت اور روحانی بزرگ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

''ایک بار حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کی زیارت ہوئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا ''میری امت میں ان کی مثل کون ہے''۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا ان کے مکتوبات بھی آپ کی نظر سے گزرے ہیں؟ فرمایا ''اگر اس میں سے تمہیں کچھ یاد ہو تو سناؤ'' میں نے آپ کے ایک مکتوب کی یہ عبارت پڑھی:

''سبحانہٗ تعالیٰ وراالوراء ثم وراالوراء'' (یعنی علم، فہم، عقل اور ادراک کی جہاں تک رسائی ہے اللہ کی ذات اس سے کہیں

پرے ہے بلکہ اس سے بھی پرے ہے)
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عبارت بہت پسند فرمائی
محظوظ ہوئے فرمایا پھر پڑھو میں نے دوبارہ وہی عبارت
پڑھی تو اس سے بھی زیادہ تعریف فرمائی'' ے

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ عالم ارواح سے لیکر عالم برزخ تک دربار رسالت میں مقبول ہیں آپ کو یہ مقام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کامل سے حاصل ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے مکاتیب میں جگہ جگہ اپنے خلفاء، مریدین اور عقیدت مندوں کو اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر وابستہ ہے آپ ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام میں پہنچتے ہیں اور آپ ہی کی متابعت سے تجلی ذات سے مشرف ہوتے ہیں اور آپ ہی کی متابعت سے مرتبہ عبدیت میں جو کمال کے مراتب سے اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہے، سرفراز فرماتے ہیں اور آپ کے کامل

ے۔ مقامات مظہری مؤلفہ حضرت شاہ غلام علی تحقیق وترجمہ محمد اقبال مجددی مطبوعہ ۱۹۹۹ء لاہور ص ۳۱۷۔۳۱۸

تابعداروں کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے
ہیں اور اولوالعزم پیغمبر آپ کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں،
آپ کی امت آپ کی متابعت کے سبب خیر الامم ہوئی اور
اس میں سے اکثر اہل جنت ہیں قیامت کے دن آپ کی
تابعداری کی بدولت تمام امتوں سے پہلے آپ کے امتی
بہشت میں جائیں گے اور ناز و نعمت حاصل کریں گے۔"[۸]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک دوسرے مکتوب میں اتباع کی روح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دونوں جہاں کی سعادت کا نقد دونوں جہان کے سردار
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے"

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی سیرت طیبہ کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جو اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے شب و روز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر ہوتے تھے۔ صاحب زبدۃ المقامات حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے آپ کے معمولات طیبات اپنی تالیف زبدۃ المقامات کے صفحات ۲۷۹، ۲۸۲، ۲۸۳۔ اور ۲۸۴ میں تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

۸۔ دُررلا ثانی خلاصہ مکتوبات امام ربانی مطبوعہ ۱۳۹۹ھ کراچی ملخصہ مولانا شاہ ہدایت علی نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ ص ۹۷

حضرت مجدد الف ثانی فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔
ان کے لئے صرف اور صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی
نسبت کافی تھی ہاں:
کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ
حضرت مجدد الف ثانی کی رگ رگ میں جذبہ اتباع سنت
نبوی راسخ تھا یہی وجہ تھی کہ آپ وصال کے وقت سراپا
سنت بنے ہوئے تھے جب آپ نے وصال فرمایا تو آپ
دائیں کروٹ لیٹے ہوئے تھے، دایاں دست مبارک دائیں
رخسار مبارک کے نیچے رکھا ہوا تھا جو مسنون طریقہ ہے اور
اسی حالت اتباع میں اسی عالم عشق و محبت میں آپ نے
وصال فرمایا۔[9]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی اتباع کامل آپ کی حیات طیبہ تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آپ کے وصال کے بعد یہ بات مشاہدہ میں آئی کہ آپ کا سراپا اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے معمور تھا چنانچہ وصال کے وقت حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے حضرت مجدد الف ثانی کے مبارک ہاتھ سیدھے کر دیئے تھے لیکن جب غسل دینے کے لئے تخت پر لٹایا گیا تو دونوں ہاتھ اس طرح بندھے ہوئے تھے۔

۹۔ وصال احمدی۔ ص۔۱۲، ۱۳، ۱۷

جیسے نماز میں باندھے جاتے ہیں غسل کے وقت داہنی کروٹ سے جب نہلایا گیا تو دست مبارک اسی طرح بندھے رہے جس طرح نماز میں یعنی داہنا اوپر بایاں ہاتھ نیچے اور جب کفن دینے کیلئے ہاتھ پھیلائے تو حاضرین نے دیکھا کہ دونوں ہاتھ متحرک ہوئے یہاں تک کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر زیر ناف آ گیا یعنی نماز کی نیت باندھ لی۔ حاضرین نے آفرین کی صدا بلند کی جس وقت آپ کا کفن تیار کیا گیا تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے تبسم فرما کر سنت پر عمل فرمایا۔ وصال کے بعد سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایت کرنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ آپ منصب قیومیت پر فائز تھے، بہر حال جب حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ اسی طرح بندھے ہوئے ہیں کہ جیسے نماز میں ہوتے ہیں تو فرمایا کہ جب حضرت کی مرضی اسی میں ہے تو اسی طرح رہنے دو۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے وصال کے بعد بھی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے اتباع سنت نبوی کی دولت نہیں چھینی بلکہ آپ کو یہ اعزاز عطا فرمایا کہ آپ تا قیامت اپنی قبر شریف میں حالت اتباع میں ہوں گے اور بروز قیامت حالت اتباع میں اپنی قبر شریف سے اٹھیں گے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو عشق مصطفیٰ ﷺ کی معرفت عطا فرمائی تھی جب ہی تو حضور انور ﷺ کے سمندرِ عشق میں ڈوب کر ارشاد فرماتے ہیں۔

"فقیر اللہ کو محض اس لئے دوست رکھتا ہے کہ وہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے"

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے گمان کا کہ وہ اللہ کو محض اس لئے دوست رکھتے ہیں کہ وہ ربّ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پورا پورا صلہ عطا فرمایا اور ان کو حالت اتباع میں رحمت حق سے پیوست فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے واصلان مصطفیٰ ﷺ کی صف میں کھڑا کر دیا۔

کتابیات / ماخذ و مراجع

۱۔ بدرالدین سرہندی، وصال احمدی ص ۱۲، ۱۳، ۱۷ بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

۲۔ جلال الدین سیوطی، علامہ، جوامع الجوامع بحوالہ جواہر مجددیہ مصنفہ حضرت مولانا احمد حسین خان مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء، ص ۱۵

۳۔ زوار حسین شاہ سید، مترجم مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ء دفتر اول مکتوب نمبر ۱۶ ص ۷۶/۷۷

۴۔ ایضاً، دفتر دوم مکتوب ۳۶ ص ۱۱۷

۵۔ ایضاً، دفتر سوم مکتوب نمبر ۹۵ ص ۲۸۳

۶۔ ایضاً، دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۶ ص ۳۲۴، ۳۲۵

۷۔ غلام علی شاہ دہلوی مؤلفہ مقامات مظہری، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۱ء ص ۳۱۷، ۳۱۸ (تحقیق وترجمہ محمد اقبال مجددی)

۸۔ کمال الدین محمد احسان، خواجہ روضۃ القیومیہ رکن اوّل مطبوعہ لاہور ص ۳۷، ۳۸ بحوالہ سیرت مجدد الف ثانی مؤلفہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۶ء

۹۔ محمد ہاشم کشمی، خواجہ، زبدۃ المقامات مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ ص ۲۷۹،
۲۸۲،۲۸۳،۲۸۴

۱۰۔ ہدایت علی، مولانا، درلا ثانی، خلاصہ مکتوبات امام ربانی مطبوعہ کراچی، ۱۳۹۹ھ ص
۹۷

۱۱۔ زوار حسین شاہ مؤلف انوار معصومیہ مطبوعہ کراچی، ص ۹۸

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کے مقامات عالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات عالیہ

صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد (کراچی)

صدر محترم و مہمانانِ گرامی!

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں...... جن کی رفعت و بلندی انسانی فکر سے بالاتر ہے...... آپ کے ظاہری اور باطنی کمالات حیران کن ہیں...... چودہ سو برس پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

"میری امت میں شخص ہوگا جس کو صلہ کہا جائے گا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے"۔[1]

اسی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب شریف میں فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَ مُصْلِحًا بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ"۔[2]

۱۔ جلال الدین سیوطی، جمع الجوامع بحوالہ جواہر مجددیہ، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۴ء، ص ۲۳

۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد ۲، مکتوب ۶

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوش خبری بھی سنائی:

"گیارہویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو جابر بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا ہم نام ہوگا۔ نور عظیم الشان ہوگا۔ ہزاروں انسان اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے"۔[۳]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ گیارہویں صدی ہجری میں منظر عام پر آئے...... دو جابر بادشاہوں یعنی اکبر بادشاہ اور جہانگیر بادشاہ کے دور حکومت میں پیدا ہوئے اور آپ کا نام نامی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر "احمد" تھا...... یقیناً اس حدیث پاک کا مصداق آپ ہی کی ذات اقدس ہے...... آپ کی ولادت سے بہت پہلے متعدد مشائخ کرام نے بھی آپ کی ولادت کی پیش گوئی فرمائی...... آپ ۹۷۱ھ/۱۵۶۳ء میں سرہند میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء میں سرہند شریف میں وصال فرمایا اور ۶۳ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پائی...... آپ کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام شفاعت سے نوازا......

آپ کے بچپن ہی سے آثار رفعت وکمال ظاہر ہونے لگے تھے...... چنانچہ جب آپ بچپن میں شدید بیمار ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ شاہ کمال کیتھلی قادری کی خدمت میں دعا کے لیے لے گئیں...... تو آپ نے فرمایا:

۳۔ کمال الدین محمد احسان مجددی، روضۃ القیومیہ، مطبوعہ لاہور، ص ۳۷۔۳۸

''خاطر جمع رکھو، یہ بچہ عمر دراز پائے گا، باعمل عالم اور عارف کامل ہوگا...... میرے اور تمہارے جیسے اس کے دامن سے بہت سے لوگ وابستہ ہوں گے''۔ ۴

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے والدین کے زیرِ سایہ تربیت پائی...... زیادہ تر علوم وفنون اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد علیہ الرحمۃ سے حاصل کیے...... آپ کے علاوہ محققِ دوراں مولانا کمال کشمیری سے مشکل کتابیں پڑھیں اور کتب حدیث شیخ یعقوب کشمیری سے پڑھیں جو شیخ حسین خوارزمی ہروی کے بزرگ خلفاء میں تھے اور محدث وقت قاضی بہلول بدخشی سے روایت واجازات حدیث مسلسل حاصل کیں جن کے اجداد کا دولت کدہ مکہ معظمہ میں ''بیت الحدیث'' کہلاتا تھا۔ ۵

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے فن حدیث میں وہ مہارت حاصل کرلی تھی کہ آپ نے خود فرمایا:

''محسوس ہوتا ہے کہ مجھ کو طبقہء محدثین میں داخل کردیا گیا ہے''۔ ۶

جب آپ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ اور اصول وفروع کی تحصیل وتکمیل سے فارغ ہوچکے تو درس وتدریس کا آغاز کیا اور ایک مدت تک طالبان علوم کو اپنے فیوض سے بہرہ ور فرماتے رہے اور بعض رسالے عربی اور فارسی میں نہایت فصیح وبلیغ زبان میں تصنیف فرمائے۔

۴۔ محمد ہاشم کشمی، زبدۃ المقامات (ترجمہ اردو) مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۱۹۱

۵۔ زبدۃ المقامات، ص ۱۹۲ ۶۔ زبدۃ المقامات، ص ۱۹۴

آپ نے قادریہ اور چشتیہ سلسلے میں اپنے والد ماجد خواجہ عبد الاحد سے اجازت وخلافت حاصل کی...... پھر قادریہ سلسلے میں شاہ کمال کیتھلی قادری سے فیض پایا اور شاہ سکندر کیتھلی قادری سے اجازت حاصل کی اور نقشبندیہ سلسلہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت حاصل کی......

سلسلہ چشتیہ میں اگر چہ آپ کو اپنے والد بزرگوار شیخ عبد الاحد سے اجازت وخلافت تھی......لیکن کمال تقویٰ اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے سرود و وجد وغیرہ سے پرہیز فرماتے تھے جو اس سلسلے میں رائج ہے......

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد کے واسطے کے بغیر بھی قادری نسبت سے حصہ پایا تھا لیکن خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت سے واپسی کے بعد خرقہ و اجازت کی نسبت کاملہ حضرت شاہ کمال کی روحانیت سے پہنچی......ان کے پوتے شاہ سکندر کیتھلی نے جب حضرت شاہ کمال کا خرقہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر ڈالا تو عجب کیفیت رونما ہوئی......جس کا ذکر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس طرح فرمایا:

> ''خرقہ کو میں نے پہنا تو دیکھا کہ شیخ الجن والانس حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بڑے خلفاء کے ساتھ جو حضرت شاہ کمال تک گزرے ہیں موجود ہوئے، غوث ربانی نے میرے دل کو اپنے قبضے میں لیا اور خاصی نسبتوں کے اسرار و انوار سے منور کیا اور میں ان انوار واحوال کی موجوں میں غرق

ہو گیا''۔ ے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ عالم جوانی میں جب کہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر تھے، سخت بیمار ہوئے...... والدہ ماجدہ نے نفل ادا کر کے گریہ وزاری کے ساتھ دعا فرمائی...... نیند آ گئی خواب میں بشارت ملی:

''مطمئن رہو، ہم اس مرد سے وہ بڑے کام لیں گے کہ ہزاروں میں سے ایک سے بھی ظاہر نہیں ہوئے''۔ ۸

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے والد ماجد سے بہت زیادہ فیض حاصل کیا...... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے والد ماجد کی خدمت میں اپنے باطن کے کام میں اور علوم ظاہری کے درس میں مشغول رہے...... لیکن ۱۰۰۷ھ میں والد ماجد کے انتقال کے بعد شدید بیماری سے صحت یاب ہو کر ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں روانہ ہوئے...... اسی زمانہ میں وہ افغانستان سے دہلی تشریف لائے تھے...... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تربیت فرما کر وہ بلندیاں عطا کیں کہ باید وشاید......

خواجہ محمد ہاشم کشمی لکھتے ہیں:

''اس علم اتم کو احوال اکمل کا ہم آغوش بنا دیا اور احوال سابق کی

ے۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۰ ۸۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۰۲

اس نہر کو کمال و اکمال کے سمندر تک پہنچا دیا اور آپ نادر روزگار، قطب دوراں اور پناہِ جہانیاں ہو گئے''۔۹

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو آپ کے دوست مولانا حسن کشمیری نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی طرف متوجہ کیا تھا اس لیے آپ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کے اس احسان کا بدلہ چکانے میں عاجزی کا معترف ہوں...... یہ سارے کاروبار اس نعمت پر مبنی ہیں اور یہ دید و داد اسی احسان سے وابستہ ہے...... آپ کے حسن توسط سے جو کچھ ملا ہے وہ کم کسی نے دیکھا ہے...... اور آپ کے توسل کی برکت سے جو کچھ بخشا ہے کم کسی نے چکھا ہے...... مخصوص عطایا سے اس قدر عطا ہوا ہے کہ اکثر کو عام عطایا میں سے اس قدر میسر نہیں ہوا ہے''۔۱۰

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مرشد کریم حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں جو فیض پایا اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کی صحبت و تربیت اور ارشاد ہرگز کہیں نہیں دیکھی گئی فقیر اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے

۹۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۰۲ ۱۰۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۲۷۹

کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا
لیکن اس صحبت کی سعادت سے بھی محروم نہیں رہا''۔[۱۱]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی رفعت و بلندی کا اندازہ آپ کے بارے میں مرشد کریم خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے تاثرات اور خود آپ کے مکتوبات سے ہوتا ہے..... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''شیخ احمد نامی سرہند کے ایک کثیر العلم اور قوی العمل شخص ہیں..... کئی دن فقیر نے ان کے ساتھ نشست و برخاست کی..... ان کے روزگار اوقات سے بہت سے عجائبات مشاہدہ کیے..... ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغ ہیں ایک عالم اس سے روشن ہوا''۔[۱۲]

اور ایک روز اپنے مرید خاص خواجہ محمد نعمان برہانپوری سے فرمایا:

''میاں شیخ احمد ایک آفتاب ہیں کہ ہماری طرح کے ہزاروں ستارے ان کی ضمن میں گم ہیں اور متقدمین اولیائے کاملین میں ان کی مثال کم گزرے ہیں''۔[۱۳]

آخری زمانے میں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدوں کو تربیت کے لیے

۱۱۔ مجدد الف ثانی، مبداء و معاد، ص ۶۷ ۱۲۔ (حضرت خواجہ باقی باللہ، مکتوبات شریف، مکتوب، ۶۵) ۱۳۔ (زبدۃ المقامات، ص ۲۲۳)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سپرد کیا...... حضرت میر محمد نعمان برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جس زمانے میں کہ یہ فقیر حضرت دُرالاعظم حضرت خواجہ کی خدمت میں تھا اور آپ نے اپنے عام ساتھیوں سے فرمایا تھا کہ امام المحققین حضرت (مجدد) کی خدمت میں جاؤ اور جس قسم کے شغل کا حکم وہ دیں اس طریقے کے مطابق مشغول رہو اور ان کی خدمت میں ہماری تعظیم نہ کرو...... بلکہ اپنی توجہ بھی ہماری طرف نہ کرو"۔[۱۴]

۱۰۱۲ء میں جب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مرشد کریم کی حیات میں آخری بار دہلی حاضر ہوئے تو آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ دہلی کے دروازہ کابلی تک جو آپ کی منزل شریف سے دور تھا، پاپیادہ آپ کے استقبال کے لیے تشریف لائے...... اسی سفر میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادگان خواجہ محمد عبداللہ اور خواجہ محمد عبیداللہ اور ان کی والدات علیہم الرحمۃ کو توجہ دینے کا حکم فرمایا...... آپ نے توجہ دی اور یہ توجہ اندرون خانہ محسوس کی گئی...... حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ قول آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے...... آپ نے فرمایا:

"آج آسمان کے نیچے اس مبارک گروہ میں ان کی مثل کوئی نہیں"۔[۱۵]

۱۴۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۲۳ ۱۵۔ ایضاً، ص ۲۲۶)

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ، حضرت خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد علیہما الرحمۃ کے باہمی تعلق کو ''عجائبات عالم'' میں ایک عجوبہ قرار دیتے ہیں...... آپ لکھتے ہیں:

''الغرض یہ صحبت اور معاملہ کہ ان پیر اور مرید قدس سرہما کے درمیان ظاہر ہوا کم کسی نے سنا ہوگا...... یہ روزگار کے عجائب میں سے ہے''۔۱۶

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ دہلی سے واپسی پر ایک مدت شہر سرہند میں رہے اور سالکین الی اللہ کی فیض رسانیوں میں مشغول رہے...... آپ نے طالبان حقیقت کو ظاہری اور باطنی فیوض و برکات سے مستفیض فرمایا...... خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''فصل الخطاب لوصل الاحباب'' میں فرماتے ہیں:

''جو حضرات علم ظاہر اور علم باطن کے عالم ہیں وہ اپنے وقت کے قطب ہوتے ہیں اور تمام عالم والے ان کی دولت کی پناہ میں ہوتے ہیں''۔۱۷

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اسی قول کے صحیح مصداق تھے...... آپ کے ظاہری اور باطنی کمالات کو دیکھتے ہوئے دربار سرہند میں مخلوق اُمڈی چلی آتی تھی...... چنانچہ ایک مکتوب میں جو آپ نے اپنے بھائی شیخ مودود کے نام لکھا ہے (جو طریقت کی راہ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے) تحریر فرماتے ہیں:

۱۶۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۲۵ ۱۷۔ ایضاً، ص ۲۰۲

"اے بھائی لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ دور دور سے چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح یہاں آرہے ہیں اور تم اپنے گھر کی دولت کی قدر و قیمت نہ جانتے ہوئے کمینی دنیا کی طلب میں شوق و ذوق کے ساتھ دوڑ رہے ہو"۔ ۱۸

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جس مقام بلند پر فائز تھے اس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا...... آپ ہی کے اس قول سے آپ کی عظمت کا یہ اشارہ ملتا ہے:

"وہ ارحم الراحمین اس بات پر بھی قادر ہے...... مجھ جیسے پس ماندہ کو سابقوں کے درجات تک پہنچا دے اور ان کے طفیل ان کی دولت کا شریک کر دے"۔ ۱۹

ایک اور مکتوب میں بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:

"وہ اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر ممتاز ہے ان کا ذرا سا حصہ بھی بیان نہیں کیا جا سکتا...... بلکہ رمز و اشارے سے بھی ان دقائق کا ذکر نہیں کیا جا سکتا"۔ ۲۰

"حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی باطنی رفعت و بلندی کا یہ عالم ہے کہ آپ کائنات میں اور خود ہندوستان میں ارواح انبیاء

۱۸۔ زبدۃ المقامات، ص ۱۸۷ ۱۹۔ مکتوبات شریف، جلد سوم، مکتوب: ۹۵

۲۰۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۲۶۷

علیہم السلام کے انوار ملاحظہ فرما رہے ہیں"۔۲۱

"لوح محفوظ پر آپ کی نظر ہے"۔۲۲

"توجہ سے مریضوں کے احوال سلب کر رہے ہیں اور قبروں میں عالم برزخ میں اپنی توجہ کاملہ سے گناہگاروں سے تکلیفیں دور کر رہے ہیں"۔۲۳

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقامات عالیہ کی ایک تفصیلی فہرست پیش کی ہے...... ہم زبدۃ المقامات کے ص ۲۵۳ تا ۲۷۳ سے بعض مقاماتِ عالیہ کا ذکر کرتے ہیں...... یہ زبدۃ المقامات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہء اجل، عالم و فاضل اور ہم نشین و ہمراز خواجہ محمد ہاشم کشمی نے قلم بند کیے ہیں اس لیے ان کی ثقاہت سے انکار نہیں کیا جا سکتا...... آپ فرماتے ہیں:

۱...... آپ کو کمالاتِ ولایت اور کمالاتِ نبوت کی تمام نسبتیں عطا ہوئیں......

۲...... آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آسمانوں کو علم عطا فرمایا......

۳...... آپ کو حضرت خضر علیہ السلام نے علم لدنی سے نوازا......

۲۱۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۲۵۹ ۲۲۔ وصال احمد، ص ۴۔۵

۲۳۔ مکتوبات شریف، جلد اول، مکتوب: ۱۱

۴......آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کلام کا مجتہد بنایا......

۵......آپ کو مغفرت کی نوید ملی اور اس کی مغفرت کی نوید بھی جو آپ کے وسیلے مغفرت کا طالب ہو......

۶......آپ کے حق میں ''انک من المتقین'' کی ندا آئی......

۷......آپ جس جنازے میں شریک ہوے وہ بخشا گیا......

۸......آپ مردوں کی مغفرت کے لیے دعا فرماتے تو ندا آتی کہ ''اہل قبر سے عذاب اٹھا لیا گیا''......

۹......آپ کو بشارت دی گئی جو علوم آپ نے زبان سے فرمائے یا تحریر کیے وہ سب ہماری طرف سے اور ہمارے کہے ہوئے ہیں......

۱۰......آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آکر اجازت نامہ عطا فرمایا اور شفاعت کی نوید سنائی......

۱۱......آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے سات درجات سے نوازا گیا......

۱۲......قیامت تک آپ کے سلسلے کے مریدوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا......آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ایک ایک کا نام بیان کر دوں (زبدۃ المقامات: ص ۲۶۱)

۱۳......آپ نے اطلاع دی اور دیکھا کہ ہندوستان میں بھی انبیاء آئے ہیں......

۱۴......آپ کی دعا سے قضائے مبرم کی ایک قسم ٹل گئی......

۱۵......آپ کو متشابہات قرآنی اور مقطعاتِ قرآنی کا راز دار بنایا......فرزند و جانشین

خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو صرف رمز "ق" سے آشنا کیا تو وہ بے خود ہو گئے۔ ۲۴

۱۶......آپ کو حقیقت قرآنی، حقیقت کعبہ اور حقیقت بیت المقدس سے آگاہ کیا گیا......

۱۷......اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق الیقین سے سرفراز فرمایا......آپ پر تینوں ولایتوں ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا کے درجات منکشف ہو گئے......

۱۸......آپ کو خزینہ رحمت بنایا گیا......

المختصر بقول آپ کے:

"ہر وہ کمال جو نوع بشر میں ممکن ہے مجھ کو عطا فرمایا"۔ ۲۵

اور آپ کے مرشد کریم خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"آج آسمان کے نیچے اس مبارک گروہ میں ان کی مثل کوئی نہیں"۔ ۲۶

اور مرید باصفا کے لیے مرشد کریم کی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہوگی......بلاشبہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ظاہری اور باطنی کمالات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں......مولیٰ تعالیٰ ہم کو ان کاملین کے نقش قدم پر ثابت قدم رکھے......ہم سب کو اس مبارک مجلس کے فیض سے مستفیض فرمائے......آمین

۲۴۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۶۵ ۲۵۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۷۳

۲۶۔ زبدۃ المقامات، ص ۲۸۶

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اور پیروی میں کوشش کرنا بندے کو مقام محبوبیت تک لے جاتا ہے تو ہر عقلمند اور دانش مند پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں ظاہراً اور باطناً پوری سعی اور کوشش کرے"

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول حصہ دوم، مکتوب ۴۱)

مکتوبات امام ربّانی
میں
عقائد اہلسنت و جماعت

مکتوبات امام ربانی میں عقائد اہلسنت و جماعت

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد کی درستگی پر بڑا زور دیا ہے۔ چونکہ عقیدے کی صحت و درستگی قبولیت اعمال کے لئے لازمی شرط ہے۔ عقیدہ بنیاد و اساس ہے اور اعمال اس کی شاخیں ہیں۔ عقیدے ٹھیک نہ ہوتو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ ادا کیئے جائیں نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے، نہ ان پر ثواب مل سکتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور ازراہِ بغض و حسد حضور ﷺ کی تعریف اور فضائل و کمالات جو تورات و انجیل میں مذکور ہیں اسے چھپاتے ہیں۔ اور اس میں تحریف کرتے ہیں اس لئے دوسرے کفار و مشرکین کی طرح یہ بھی آتشِ دوزخ میں جلیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ
اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ

تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنَ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ

اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ

بِاَمۡرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۱؎

ترجمہ: اے نبی تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان میں سے کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اسکی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو یہاں تک کہ اللہ عذاب اتارے اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دیتا۔

قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"کہ کفار کے اعمال کو ہم آخرت میں ذرہ بے مقدار کی طرح اُڑا کر نیست نابود کردیں گے"

قرآن حکیم میں ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:

ہم ان کے اعمال کا وہی حشر کریں گے جو تیز آندھی، راکھ کے ڈھیر کا کرتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چوتھی جگہ فرمایا: فلا نقیم لهم يوم القيمه وزنا یعنی بدعقیدہ

۱۔ (پ ۱۰، سورت التوبہ)

لوگوں کے اعمال کا ہمارے ہاں کوئی وزن نہیں اور اُن کی کوئی وقعت نہیں۔ اس کی وجہ اُن کی بدعقیدگی اور بے دینی ہے۔ عقیدہ کی شقاوت انہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔ درستگی عقیدہ کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے لئے قرآن حکیم میں جس جگہ بھی نیک اعمال کا ذکر آیا ہے اس سے پہلے ایمان اور عقیدے کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس امر کو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بار بار تکرار سے ظاہر فرمایا بہت سے نصاریٰ ایسے ہیں جو حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ پر سے اعتراضات کے دفاع میں کتابیں تصنیف کر چکے ہیں مگر آپ پر ایمان نہ لائے۔ اس لئے اُن کے لئے کچھ مفید نہ ہوا۔ یہ محض ظاہری تعظیم ہے۔ جب تک نبی کریم ﷺ کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت میں گزارے یہ سب بے کار ہے۔

ہر چیز کی آزمائش میں یہ دیکھا جاتا ہے جو باتیں واقع ہونی چاہئیں وہ اس میں موجود ہیں یا نہیں۔ حقیقی مومن بننے کے لئے دو باتیں درکار ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعظیم و تکریم اور تمام چیزوں سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰہ والسلام سے محبت۔ اس بات کی آزمائش کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے تم کو عقیدت و محبت ہو یا وہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کریں تو آپ کے دلوں سے اُن کی عظمت اور اُنکی محبت بالکل نکل جائے۔ اُن کی محبت و عقیدت کا تمہارے دلوں میں نام و نشان باقی نہ رہے۔ اُن کی صورت اُن کے نام سے بھی نفرت کریں اور اِن سے کسی رشتے، دوستی، الفت کا پاس و لحاظ نہ کریں۔ مذکورہ بالا آیت نمبر۱ میں صاف فرمایا کہ بدعقیدہ لوگوں سے سچا مومن دوستی نہیں کرے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا جو ان سے دوستی کرے وہ مسلمان

نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کی اہمیت بیان فرمائی کہ باپ بیٹے بھائی عزیز و اقارب سب کو گنا یا یعنی کوئی کیسا بھی صاحب عظمت، کیسا ہی محبوب ہو، بدعقیدہ ہو جانے کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی عظمت کے آگے آپ نے کسی کا پاس نہ کیا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

۱۔ اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا۔ اس میں انشاء اللہ حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ کیونکہ اللہ کا لکھا ہوا مٹایا نہیں جا سکتا۔

۲۔ اللہ تبارک و تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا۔

۳۔ تمہیں جنت میں لے جائے گا جہاں نہریں بہتی ہیں۔

۴۔ منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ وہم و گمان سے کروڑوں درجہ زیادہ۔

۵۔ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا اور تم اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جاؤ گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بدعقیدہ لوگوں کو دوست نہ بنانے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْعَشِیْرَتَھُمْ اُوْلٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ وَیُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اُوْلٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ ۝ ۲

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دلوں میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی۔ چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا۔ اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتے ہو اللہ والے ہی مراد کو پہنچتے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کی روشنی میں عقائد اہلسنت و جماعت کا احاطہ اس مقالہ میں کرنا بہت مشکل ہے۔ چونکہ آپ نے مکتوباتِ امام ربانی میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح اور وضاحت بڑی شرح وبسط سے اس انداز میں کی ہے کہ عقائد اہلسنت و جماعت کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بنیادی فرقوں کا ذکر کیا اور اہلسنت و جماعت کو ناجی فرقہ قرار دیتے ہوئے اس کی نشانیاں بھی بیان فرمائی اور اسی پر

۲۔ (پ ۲۸ المجادلہ)

زندہ رہنے کی دعا ان لفظوں میں کی:

"پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں بہتر (۷۲) فرقے بن گئے تھے جن میں سے ایک کے سوا سب جہنمی تھے۔ قریب ہے کہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے بن جائیں، جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کونسا ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اُسی طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں اور اُسی نجات پانے والے فرقے کا نام اہلسنت و جماعت ہے اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو ضروری قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اہلسنت و جماعت کے عقیدے پر قائم رکھنا، اسی جماعت میں رہتے ہوئے ہمیں موت آئے اور اِن حضرات ہی میں ہمارا حشر و نشر ہو۔"[۳]

مولانا محمد اشرف صاحب کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی سلسلے میں نصیحت فرمائی تھی:

"پس چاہیے کہ اہلسنت و جماعت کے معتقدات پر اپنے

۳۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷)

عقائد کا دار و مدار رکھیں اور زید و عمرو کی باتوں پر کان نہ دھریں۔
دوسروں کی لفاظی اور چرب زبانی پر اعتماد کرنا اپنے دین کو ضائع
کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تا کہ نجات کی اُمید ہو
ورنہ محنت رائیگاں جائے گی'' ؏

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم و فضل سے ہمیں اہلسنت و جماعت سے بنایا جو ناجی گروہ ہے، جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

''اس دولت عظمیٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے
محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں نجات پانے والے گروہ (ناجی
فرقہ) میں شامل فرمایا جو اہلسنت و جماعت ہے۔ نفس پرستوں
اور نئے فرقوں میں ہمیں مبتلا نہ کیا۔ ؎

نجات پانے والی جماعت یعنی فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہلسنت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہے۔ نجات صرف اہلسنت و جماعت کی ہوگی اور دوسرے تمام فرقے گمراہ ہیں اور وہ جہنم میں جائیں گے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے:

''نجات کا طریقہ اہلسنت و جماعت کی متابعت میں ہے
اللہ سبحانہ تعالیٰ اہلسنت کے اقوال و افعال اور اُصول و

۴۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب ۲۵۱) ۵۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب)

فروغ میں برکت مرحمت فرمائے کیونکہ ناجی فرقہ یہی ہے اور
اِس کے سوا باقی سب فرقے خرابی کا شکار ہیں اور اس ہلاکت کا
خواہ آج کسی کو علم نہ ہو لیکن کل بروز قیامت یہ راز سب پر کھل
جائے گا لیکن فائدہ نہیں ہوگا۔''[٦]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات پر پورا زور دیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک ہی مرکز پر جمع رکھا جائے۔ سارے مسلمان اہل حق کی جماعت سے پوری طرح وابستہ رہیں اور خصوصاً عقائد میں کوئی اس سے سرِ مو انحراف نہ کرے کیونکہ اہلسنت کے عقائد سے ذرا بھی انحراف کرنا حق وصداقت اور دین و دیانت سے انحراف ہے اور ایسا کرنا شجرہ اسلام میں اپنے نظریات کی پیوند کاری ہے۔ جس کی شریعت مطہرہ قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ چنانچہ سرمایہ ملت کے عظیم نگہبان نے مرزا داراب بن خان خانان کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے تلقین فرمائی:

''منعمِ حقیقی کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے
پہلے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کی آراء کے
مطابق درست کیا جائے اِس کے بعد اس گروہ کے مجتہدین
عظام کی تحقیقات کے مطابق احکام شرعیہ پر عمل کرے اور
تیسرا درجہ یہ ہے کہ اِس عالی قدر جماعت کے صوفیائے

٦۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ٤٩)

کرام کے طریقے پر راہِ سلوک طے کرتا ہوا اپنا تزکیہ نفس کرے۔
اِس آخری رکن کا وجوب درجہء استحسان میں ہے بخلاف دونوں
پہلے ارکان کے کیونکہ اسلام کے کمال سے متعلق ہے اور وہ عمل
جو اِن ارکانِ ثلاثہ کے خلاف ہو خواہ وہ سخت ریاضت یا شدید
مجاہدے کی قسم ہی سے کیوں نہ ہو، داخلِ معصیت ہے ایسا کرنا
اُس منعمِ حقیقی جلّ سلطانہٗ کی نافرمانی اور ناشکری ہے۔ ؎

مرزا بدیع الزمان کے نام مکتوب گرامی لکھتے وقت آپ نے اسی حقیقت کو ان لفظوں میں بیان فرمایا تھا:۔

"سرورِ کونین علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اِس طرح
ہوتی ہے کہ سب سے پہلے عقائد کو درست کیا جائے۔ اس کے
بعد فقہ کے ضروری احکام و مسائل کا علم حاصل کیا جائے اور
وسیلے سے یا بغیر وسیلے کے حق سبحانہ تعالیٰ سے اُس کی رضا طلب
کی جائے۔ اللہ سبحانہ تمہیں سلامتی اور عافیت کے ساتھ رکھے۔
سعادت دارین کی دولت سرورِ کون و مکاں ﷺ کی پیروی
میں ہے، لیکن اُس طریقے پر جو حضرات علمائے اہلسنت، اللہ
تعالیٰ اُن کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے، نے بیان فرمایا ہے

ے۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۷)

یعنی سب سے پہلے بزرگانِ اہلسنت کی آرائے صائبہ کے
مطابق اپنے عقائد کو درست کیا جائے۔ دوسرے درجے میں
حلال و حرام اور فرض، واجب، سنت، مستحب مباح اور مشتبہ کا علم
حاصل کرے اور اِن علوم کے مطابق عمل کرنا اصل مقصود ہے۔
یہ عملی اور اعتقادی دونوں پَر حاصل کر لینے کے بعد اگر سعادتِ
ازلی مدد فرمائے تو عالمِ قدس کی جانب پرواز میسر آسکتی ہے۔"[۸]

اصول عقائد اور فقہ کی کتابیں ان تصنیفات سے مالا مال ہیں۔ مختصر یہ کہ عقیدے کی درستگی تمام اعمال کی بنیاد ہے اور اسی پر نجاتِ آخرت کا دارومدار ہے۔ افسوس کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان عقائد کی درستگی کی طرف دھیان نہیں دیتے بلکہ ہر بدعقیدہ کی گفتگو سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اس رواداری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے رفتہ رفتہ وہ بدعقیدگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور صحیح عقائد کی دولت و سعادت سے محروم ہو کر اپنی آخرت تباہ کر لیتے ہیں۔ اگر اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں میں بھی سچائی کا نام و نشان ہوتا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس معاملہ میں بار بار تاکید نہ فرماتے، حالانکہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارشادات مبارکہ میں بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہلسنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ

۸۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب ۷۵)

آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت و جماعت کے طریقہ پر چلنے والوں کو ہوگی۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:۔

"اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے مطابق رکھنا ضروری ہے، کیونکہ صرف یہی فرقہ قیامت کے روز نجات پائے گا اور ان کے عقیدوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ اگر ایک بال برابر بھی ان کے عقائد سے مخالفت واقع ہوگئی تو پھر خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل صحیح کشف اور روشن الہام کے ذریعہ بھی یقیناً ثابت ہو چکی ہے۔ اسمیں غلطی کا امکان نہیں۔[9]

"ہر عاقل بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے کو علمائے اہل سنت و جماعت کے بیان کردہ عقیدوں کے مطابق و موافق کرے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کیونکہ آخرت میں نجات انہی بزرگوں کے بیان کردہ عقیدوں کی پیروی میں ہے اس روز نجات صرف انہی بزرگوں

۹۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۵۹)

کے پیروکاروں کو نصیب ہوگی اور صرف اہل سنت و جماعت ہی وہ گروہ ہے جو نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقہ مستقیمہ پر قائم ہے۔ قرآن مجید اور حدیث مبارک سے اخذ کردہ صرف وہی مطالب اور علوم اور عقائد قابل اعتبار و اعتماد ہیں جو ان علمائے حق نے بیان کیے اور سمجھے ہیں۔ کیونکہ ہر بد عقیدہ اور گمراہ شخص بھی اپنے عقائد فاسدہ قرآن مجید اور حدیث نبوی سے ہی ثابت کرتا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کے بیان کردہ معنے لائق اعتبار نہیں ہو سکتے۔[۱۰]

''اگر معاذ اللہ ایک بھی ضروری عقیدے میں خلل پڑ گیا تو نجات اخرویکی دولت سے محروم ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔پس سب سے اہم اور عمدہ کام عقیدے کی صحت اور درستی ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے کہ اگر صوفیوں کے وجد و حال کی تمام کیفیتیں ہم کو دے دی جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ زینت نہ بخشیں تو یہ بہت سی خرابی ہوگی اور اگر تمام برائیاں ہم پر جمع کر دی جائیں لیکن

۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۱۹۳

ہماری حقیقت اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ مزین و
آراستہ رہے تو کچھ غم نہیں۔ ۱۱

''ہر ذی عقل پر سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد اہل
سنت و جماعت کے اعتقادات کے مطابق و موافق رکھے کیونکہ
آخرت میں نجات پانے والا صرف یہی گروہ ہے شکر اللہ تعالیٰ
سَعْیَھُم'' ۱۲

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں جا بجا عقائد کی درستگی کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس نمبر ا میں حضرت امام ربانی ؒ نے کھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ آخرت میں نجات صرف اُسی شخص کو نصیب ہوگی جو کہ سُنی العقیدہ ہوگا۔ خدانخواستہ اگر بال برابر بھی عقیدے میں فرق نکلا پھر عذاب دوزخ سے بچنا ناممکن ہے اور خطرہ ہی خطرہ ہے۔ مکتوب کے اقتباس نمبر ۲ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ کو پوری وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور ایک نہایت ہی خطرناک فتنہ کی طرف توجہ فرمائی ہے۔ اے سادہ لوح مسلمانو! تمہارے سامنے ہر بدعقیدہ قرآن و حدیث ہاتھ میں لئے آئے گا اور قرآن و حدیث پر عمل پیرا ہونے کا دعویٰ کر کے تم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا لیکن آپ لوگ اس بات کو مت بھولیں کہ قرآن

۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۱۹۳ ۱۲۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)

وسنت کا صرف وہی معنی اور وہی تعبیر و تفسیر درست ہے۔ جو علمائے اہلسنت و جماعت نے بیان کئے ہیں۔اس لئے ایسے لوگوں سے آپ نے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر قرآن وحدیث کی ہر تفسیر و تشریح اور تاویل معتبر ہوتی تو صرف ''اھدنا الصراط المستقیم'' کے الفاظ ہی کافی تھے۔ ''صراط الذین انعمت علیھم'' کے الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ آجکل بدعتقادی کا جو عظیم سیلاب اُٹھ رہا ہے اور ہر طرف خودسری و الحاد کا دور دورہ صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں نے اس اصول کو نظر انداز کر دیا ہے جو حفاظت دین کے لئے قرآن حکیم اور بزرگانِ دین نے بتایا اور بیان فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا اقتباس نمبر ۳ اور ۴ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ہر عاقل، بالغ مرد و عورت پر پہلا فرض عقائد کی درستگی اور اصلاح ہے۔ کیونکہ نجات اخروی اسی پر موقوف ہے پھر حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی خاص طور پر قابل مطالعہ ہے کہ آپ نے عقائد کی درستگی کو کس قدر اہمیت دی ہے۔

اہلسنت و جماعت جو مسلمانوں کی اصل جماعت اور حق وصداقت کی علمبردار ہے۔ ناجی گروہ اور مسلمانوں کا سوادِ اعظم اسی کو کہا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

''بنی اسرائیل بہتر ۷۲ فرقوں میں بٹے اور میری اُمت تہتر جماعتوں (فرقوں) میں بٹ جائے گی۔ وہ سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک جماعت کے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ ایک جماعت کونسی ہے! فرمایا، جس

پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ ۱۳؎

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی اتباع اور صحابہ کرام کی جماعت کی تابعداری کے باعث اہل حق نے اپنی جماعت نام اہلسنت و جماعت رکھ لیا تھا تا کہ بدعقیدہ اور جدید فرقوں سے امتیاز رہے اور نام بھی ان کی حقانیت اور صداقت کی وہ گواہی دے جو فخر دو عالم ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ دوسری حدیث میں آپ نے یوں تذکرہ فرمایا:

"عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو جماعت سے جدا ہوا وہ جدا ہو کر جہنم میں گیا" ۱۴؎

یہ حدیث بھی اِس امر کی داعی ہوئی کہ اہل حق کی جماعت کے نام میں لفظ جماعت بھی ہونا چاہئے۔ اِس برحق جماعت کی ایک واضح خصوصیت نبی اکرم، نور مجسم، فخر دو عالم ﷺ نے یوں بیان فرمائی:

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ جو اُس سے جُدا ہوا، جُدا ہو کر جہنم میں گیا۔ ۱۵؎

قرآن و سنت، حدیث مبارکہ اور مکتوبات امام ربانی سے یہ بات ثابت ہوئی

۱۳۔(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ) ۱۴۔ایضاً ۱۵۔ایضاً

کہ اہل سنت و جماعت درست اور صحیح ہیں اور ان کے عقائد پر عمل نجات اخروی کا ضامن ہے۔ اور جماعت کی پیروی میں گمراہی سے نجات ہے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت کے عقائد جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے اس پر عمل لازمی اور ضروری ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و منظور ہیں اور علمائے اہلسنت و جماعت کے موئید ہیں۔ جیسا کہ آپ کے مندرجہ ذیل مکتوب سے واضح ہے۔

> ”اور یہ رسالہ بعض یاروں کی التماس سے لکھا گیا ہے۔ یاروں نے التماس کی تھی کہ ایسی تصریحیں لکھی جاویں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے موافق زندگی بسر کی جاوے۔ واقعی رسالہ بے نظیر اور برکتوں والا ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنھوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عزّ الوجود ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرنے کا

حکم فرمایا'' ۱۶ے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں عقائد اہلسنت و جماعت کی تصریح و وضاحت بڑے عالمانہ اور محققانہ انداز میں کی ہے۔ آپ کے مکتوبات میں سے اہلسنت و جماعت کے قابلِ ذکر عقائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ا۔ حمد باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ

حمد باریِ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا شان و مرتبہ بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:۔

''کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذات بلند کی پاک بارگاہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اس کی عزت و جلال کے پردوں سے ورے ہی ورے رہ جاتی ہے۔ اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ ہی کہی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے وہ ذات، پاک آپ ہی حامد اور آپ ہی محمود ہے۔ تمام مخلوقات حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو

۱۶ے۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶)

قیامت کے دن لواء حمد کے اُٹھانے والے ہیں جس کے نیچے
حضرت آدم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے۔ رسول
اللہ ﷺ ظہور میں تمام مخلوقات میں افضل واکمل اور مرتبہ میں
سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن و جمال و کمال
کے جامع ہیں۔ ان کی قدر سب سے بلند اور ان کی شان و شرف
سب سے عظیم۔ اُن کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور ان کی
ملت سب سے زیادہ راست اور درست ہے، حسب میں سب
سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے شریف اور خاندان میں
سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا
منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر
فرماتا وہ نبی تھے جب کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے (یعنی پیدا
نہ ہوئے تھے) قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب
اور اُن کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ اُنھوں نے اپنے
حق میں یوں فرمایا ہے قیامت کے دن ہم ہی پیچھے چلنے والے
ہیں اور ہم ہی آگے جانے والے ہیں۔ میں یہ بات فخر سے
نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبین ہوں لیکن
مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ جب قیامت کے دن لوگ قبروں
سے نکلیں گے تو سب سے اول میں ہی نکلوں گا اور جب وہ گروہ

درگروہ جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ خاموش کیے جائیں گے تو ان کی طرف سے کلام کرنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ بند کیے جائیں گے تو اُن کی کفایت میں ہی کروں گا اور جب وہ رحمت و کرامت سے نا اُمید ہوں گے تو میں ہی اُن کو خوشخبری دوں گا۔ اُس دن تمام کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی۔ اُن پر اور اُن کے تمام بھائی نبیوں اور مرسلوں اور ملائکہ مقربین اور تمام اہل طاعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام وتحیۃ و برکت نازل ہو جو ان کی شان بلند کے لائق ہے۔ جس قدر کہ ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں اور غافل اس کے ذکر سے غافل رہیں۔ ۱۷

۲۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ موجود ہے۔ اُسی کی ہستی بذات خود قائم ہے اور جس طرح سے وہ اب ہے، ہمیشہ سے اسی طرح ہے اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ عدم سابق اور عدم لاحق کی اُس ذاتِ مقدس تک رسائی نہیں کیونکہ وجوب وجود اُس کی بارگاہِ

۱۷۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۱۰)

عالی کا ادنیٰ خادم ہے اور سلب عدم اُس مقدس بارگاہ کا کمترین خاکروب اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے جسے عالم کہتے ہیں، خواہ وعناصر و افلاک ہوں، خواہ ممقول ونفوس اور خواہ بساط و مرکبات تمام خداوند تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوئے ہیں اور عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ قدم ذاتی اور زبانی صرف اللہ ہی کے لئے ثابت ہے اور اُس کے ماسوا کے لئے حدیث ذاتی وزبانی ثابت ہے۔" ۱۸

۳۔ صفاتِ باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی نہیں ہے، جوہر اور عرض نہیں ہے، محدود اور متناہی نہیں ہے، طویل اور عریض نہیں ہے، دراز اور کوتاہ نہیں ہے، فراخ اور تنگ نہیں ہے۔ وہ فراخی والا ہے۔ لیکن ایسی وسعت کے ساتھ نہیں جو ہمارے فہم میں آ سکے۔ وہ محیط ہے لیکن اُس کا احاطہ ایسا نہیں جسکا ادراک کیا جا سکے۔ وہ قریب ہے، لیکن ایسے قرب کے ساتھ نہیں جو ہماری سمجھ میں آتا ہے۔ وہ

۱۸۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۵۷)

ہمارے ساتھ ہے لیکن معیت متعارفہ کے ساتھ نہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ فراخی والا ہے، احاطہ کرنے والا ہے۔ قریب ہے، ہمارے ساتھ ہے لیکن اِن صفات کی کیفیات کو ہم سمجھنے سے عاجز ہیں۔ کہ وہ کیسی ہیں؟ اور جو کچھ اِس سلسلے میں ہم سمجھتے ہیں اُس پر یقین کرنا مجسمہ کے مذہب میں قدم رکھنا ہے۔'' ۱۹

۴۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہے اور کوئی چیز اُس سے متحد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ کوئی چیز اُس میں حلول کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اجزا و حصص ہونے محال ہیں اور ترکیب و تحلیل اُس کی بارگاہ میں ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل اور کفو نہیں ہے۔ اُس کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ اُن کی ذات و صفات، بے چون و بے چگون اور بے شبیہ و بے نمونہ ہیں۔ ہم صرف اِتنا جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہے اور اپنے اُن اسماء و صفات کاملہ سے متصف ہے جن کے ساتھ خود اُس نے اپنی تعریف کی

۱۹۔(مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷)

ہے۔لیکن اُن صفات کا جو مفہوم ہماری سمجھ میں آئے یا جس کا ہم تصور کر سکتے ہیں، اُن سے اُس کی ذات پاک اور بلند ہے۔[۲۰]

۵۔ خیر و شر

خیر و شر کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حق و تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا اور اِن دونوں کا پیدا کرنے والا ہے،لیکن خیر سے راضی ہے اور شر سے راضی نہیں ہے ارادہ اور رضا کے درمیان یہ ایک بڑا دقیق فرق ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہلسنت و جماعت کو ہدایت فرمائی ہے۔جبکہ باقی تمام فرقے اِس فرق کی طرف ہدایت نہ پانے کے باعث گمراہ ہیں۔" [۲۱]

۶۔ جس چیز کا بندے کو مکلّف ٹھہرایا گیا ہے اسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"بندے میں اختیار و قدرت ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ

۲۰۔(مکتوباتِ امام ربانی،دفتر دوم،مکتوب نمبر ۶۷)

۲۱۔(مکتوباتِ امام ربانی،دفتر اول،مکتوب نمبر ۲۶۶)

جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے۔ یہ بات تو اُصول بندگی سے دور ہے، بلکہ اختیار کا مطلب تو یہ ہے کہ جس چیز کا بندے کو مکلّف ٹھہرایا گیا ہے اُسے کرنے کی طاقت بھی دی ہے۔ مثلاً بندہ پنج وقتہ نماز پڑھ سکتا ہے، چالیسواں حصہ مال سے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے، سال میں ایک مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے اور اپنی عمر میں سواری اور خرچ ہوتے ہوئے حج کرسکتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شریعت کے باقی احکام بھی ہیں۔ اِن میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے بندے کے ضعف اور کمزوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے کمال مہربانی سے سہولت اور آسانی کی رعایت رکھی ہے۔" [۲۲]

۷۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے، پہاڑوں اور سمندروں کا خالق ہے، درختوں اور پھلوں کا خالق ہے، کانوں اور نباتات کا خالق ہے، جس طرح اُس نے آسمانوں کو ستاروں سے زینت دی ہے اُسی طرح زمین کو انسانوں سے مزین فرمایا

۲۲۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

ہے۔ اگر بسیط ہے تو اللہ تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوا ہے اور اگر مرکب ہے تو اُسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ تمام اشیاء کو وہی عدم سے وجود میں لایا ہے اور حادث بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز بھی قدیم نہیں ہے اور نہ قدیم ہو سکتی ہے۔ تمام اہل مذہب اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے حدوث پر اجماع رکھتے ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قدیم نہیں ہے اور جو خدا کے سوا کسی اور کے قدیم ہونے کا قائل ہوا اُسے گمراہ اور کافر کہتے ہیں۔ امام حجۃ الاسلام غزالی نے اپنے رسالہ منقذ عن الضلال میں اِس معنی کی تصریح کی ہے اور اُن لوگوں کو کافر کہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بھی قدیم جانتے ہیں اور وہ لوگ جو آسمانوں ستاروں اور اِن جیسی دوسری چیزوں کے قدیم ہونے کے قائل ہیں۔ قرآن مجید اُن کی تردید کرتا ہے۔" ۲۳

۸۔ اللہ تعالیٰ نے جو قصد و اختیار بندے کو دے رکھا ہے وہ فعل اور ترک فعل دونوں کے متعلق ہے

۲۳۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے جو قصد و اختیار بندے کو دے رکھا ہے وہ فعل اور ترک فعل دونوں کے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبانی فعل کا حسن و قبح تفصیلی طور پر بیان کر دیا ہے۔ اِس کے باوجود جب بندہ ایک جہت کو اختیار کرتا ہے تو اِس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اُس کی ملامت کی جائے یا اُسے ممدوح ٹھہرایا جائے۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو وہ قدرت و اختیار دیا ہے کہ شرعی اوامر و نواہی سے عہدہ برآ ہو سکے اور یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ پوری قدرت اور پورا اختیار دیا جاتا بلکہ اتنا دے دیا ہے جتنا چاہیے تھا اور اِس کا منکر ہدایت کا معارضہ کرتا ہے۔ بیمار دل والا ہے اور شریعت کی تکمیل میں عاجز ہے۔۔۔۔۔۔ یہ مسئلہ علم کلام کے دقیق مسائل میں سے ہے۔ اس مسئلہ کی انتہائی شرح و بیان یہی ہے جو اِن اوراق میں مندرج ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے جو کچھ علمائے اہل حق نے فرمایا ہے وہ پورا کرنا چاہیے اور مقابلہ اور جنگ میں پڑنا نہیں چاہیے۔" [۴۳]

۴۳۔ مکتوبات امامِ ربانی، دفتر سوم مکتوب ۱۷

۹۔ رویت باری تعالیٰ

رویت باری تعالیٰ کے بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

''مومن اللہ تعالیٰ کو بہشت میں بے چون و بے چگون دیکھیں گے کیونکہ جو رویت بے چون سے متعلق ہے وہ خود بھی بے چون ہوگی بلکہ دیکھنے والا بھی بے چون سے وافر حصہ پائے گا، تاکہ بے چون کو دیکھ سکے۔ بادشاہ کے عطیات کو اُسی کی سواریاں اُٹھا سکتی ہیں۔ آج اِس معمہ کو اپنے اخص اولیاء پر حل کر دیا اور اُن پر منکشف فرما دیا ہے۔ یہ دقیق مسئلہ اُن بزرگوں کے نزدیک تحقیقی ہے اور دوسروں کے لئے تقلیدی۔ اہلسنت و جماعت کے علاوہ دیگر فرِق و مذاہب سے خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، کوئی بھی اس مسئلہ کا قائل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی رویت کو بزرگانِ اہلسنت و جماعت کے سوا سب محال سمجھتے ہیں اور اُن مخالفین کی دلیل غائب کا حاضر پر قیاس ہے، جس کا فساد ظاہر ہے۔ ایسے دقیق مسئلہ میں ایمان کا حصول سنتِ سَنیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نورِ متابعت کے بغیر محال ہے''

لائقِ دولت نہ بعد ہر سرے بار مسیحانہ کشد ہر خرے [۲۵]

۲۵۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷)

۱۰۔ جو دنیا میں رویت باری تعالیٰ کا قائل ہو وہ مفتری ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ فرماتے ہیں:

"دنیا میں رویت باری تعالیٰ واقع نہیں ہے۔ یہ دنیا اِس دولت کے ظہور کی قابلیت نہیں رکھتی اور جو دنیا میں رویت کا قائل ہو وہ مفتری ہے، اُس نے خدا کے سوا کسی اور کو خدا سمجھ رکھا ہے۔ یہ دولت اگر دنیا میں میسر آسکتی تو حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دوسروں کی نسبت اِس کے زیادہ حقدار تھے۔" ۲۶

۱۱۔ آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ فرماتے ہیں:

"آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا ہونا برحق ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ لیکن ہم اِس بات کے درپے نہیں ہوتے کہ اُس کی کیفیت کیا ہوگی، کیونکہ عوام کا فہم اُس کے ادراک سے قاصر ہے، اس وجہ سے نہیں کہ خواص بھی اِس کا ادراک نہیں کر سکتے، کیونکہ اُن کے لئے تو اس دولت سے دنیا میں بھی حصہ ہوتا ہے اگرچہ اُس کا نام رویت نہیں رکھا جاتا اور سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔" ۲۷

۲۶۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۷) ۲۷۔ (مبدأ معاد: ص۔ ۴۷)

۱۲۔ معراج النبی اور رویت باری تعالیٰ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''محبت شعار! غیب شہود کے مقابل ہے جو ظلّیت کا شائبہ رکھتا ہے اور غیب اس آمیزش کے غیب سے پاک ہے۔ پس غیب شہود سے کامل و اکمل ہے لیکن سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام جب معراج کی رات رویت باری تعالیٰ سے مشرف ہوئے جو کہ ظلال کے پردوں سے دور تھی بلکہ بہت ہی دور تھی کہ وہ ظلّیت کے شائبہ اور آمیزش سے بھی پاک ہے تو اُن کے حق میں غیب رویت سے کامل کب رہ گیا؟ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام۔ غیب پر اکتفا تو صرف ظلّیت کو رفع کرنے کے لئے تھا اور جب ظلّیت پوری طرح رفع ہوگئی اور عین حضوری میسر آگئی تو غیب کی کیا ضرورت رہ گئی؟ یہ وہ متاع عزیز ہے جو صرف سید الکونین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مخصوص ہے اور آپ کے کامل ترین پیروکاروں کو تبعیت اور وراثت کے طور پر اِس دولت میں سے کچھ حصہ مل جاتا ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ و التسلیمات لیکن چونکہ یہ مقام رویت نہیں ہے پس شہود و مشاہدہ بھی نہیں ہے۔ اِس مقام کو لفظ غیب سے تعبیر کرنا بہترین عبارت

ہے۔" ۲۸

مزید فرماتے ہیں:

"ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام اگر اِس دولت (رویت باری تعالیٰ) سے مشرف ہوئے ہیں تو اس کا وقوع دنیا میں نہیں ہُوا ہے بلکہ آپ بہشت میں گئے اور وہاں دیکھا کہ وہ عالم آخرت سے ہے دنیا میں نہیں دیکھا بلکہ دنیا سے باہر نکلے، آخرت سے ملحق ہوئے، تب دیکھا۔" ۲۹

۱۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان

انبیاء علیہم السلام کی شان بیان فرماتے ہوئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

"انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات اللہ کی طرف سے مخلوق کے پاس بھیجے گئے تاکہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی جانب بلائیں اور گمراہی سے راہِ راست پر لائیں اور جو اُن کی دعوت کو قبول کرے اُسے بہشت کی خوشخبری دیں اور جو انکار کرے اُسے دوزخ کے عذاب سے ڈرائیں۔ جو کچھ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا ہے اور جس کی تبلیغ فرمائی ہے وہ سب حق و

۲۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۸ ۲۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوبات ۶۷

صداقت پر مبنی ہے اور اُس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں۔ ۳۰

۱۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں

ختم نبوت کا تذکرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے:

> ''محمد رسول اللہ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم اور آپ کا دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب پہلی کتب سے بہترین ہے۔ آپ کی شریعت کا ناسخ کوئی نہیں ہوگا اور قیامت تک یہی شریعت رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نزول فرمائیں گے وہ بھی آپ کی شریعت ہی پر عمل کریں گے اور آپ کے اُمتی کی حیثیت میں رہیں گے۔'' ۳۱

۱۵۔ نُور و بشر

حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نور بھی ہیں اور بشر بھی ہیں اور آپ کی بشریت بے مثل ہے۔ اور جن و انس و ملائکہ میں سے کوئی بھی اوصاف کمال میں آپ کا مثیل و شریک نہیں۔ اور آپ کی بشریت اس قدر اعلیٰ و ارفع ہے کہ ملائکہ کی نورانیت اس بشریت کی گرد کو بھی نہیں پا سکتی۔

۳۰۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷ ۳۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

اور بشریت بمنزلہ لباس ہے اور باطن ظاہر سے قطعاً جدا ہے۔ اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کے نور کی بلندی اور حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

مخالفین اہلسنت و جماعت عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارے علماء تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف نور ہی مانتے ہیں اور بشریت کا بالکل انکار کرتے ہیں حالانکہ بشریت نور سے افضل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو جو نور ہیں حضرت آدم علیہ السلام کو جو بشر ہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا تم حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو نور مان کر حضور ﷺ کی شان گھٹاتے ہو۔ اس لئے بے ادب تم ہو ہم بے ادب نہیں۔

مخالفین کی یہ گفتگو سراسر دھوکے پر مبنی ہے۔ کیونکہ اہلسنت و جماعت بشریت انبیاء کے ہرگز منکر نہیں بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ اپنی ہی طرح جاننا اور اس کا پرچار کرنا رسائل و کتب کے ذریعے، اس کی تشریح کرنا یہ بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اور مخالفین یہی کچھ کرتے ہیں۔ اس مقالہ میں چونکہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ و مسلک اور نقطہ نظر پیش کرنا مقصود ہے۔ اس لئے یہاں ہم حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کی چند فیصلہ کن اور واضح عبارتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ قرآن مجید و احادیث مبارکہ سے دلائل کی طرف نہیں جاتے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک حضرت امام ربانی کے فرمودات قرآن و حدیث کے ترجمان ہیں۔

۱۶۔ حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔

حضرت امام ربانی اس ضمن میں فرماتے ہیں:

”جاننا چاہئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ جہاں کے تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپ کی پیدائش اور آپ کا وجود انور مناسبت و مشابہت نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باوجود جسم عنصری رکھنے کے نور حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا ”میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں“ اور دوسرے کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔“ [۳۲]

۱۷۔ حضور ﷺ نور ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہ ہے:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے دنیا میں جلوہ گر ہوئے

۳۲۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰)

ہیں اور محمد و احمد کے مبارک نام سے موسوم ہوئے ہیں۔" ۳۳؎

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج بدنی سے مشرف ہوئے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ یہی ہے کہ آپ معراج بدنی سے مشرف ہوئے اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

"اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام طلب رویت کے بعد لن ترانی کا زخم کھا کر (جواب پا کر) بے ہوش ہو گئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جو رب العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اوّلین و آخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت مشرف ہوئے بلکہ عرش و کرسی سے گزر کر حدود زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔" ۳۴؎

۱۹۔ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

"اور کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس

۳۳۔(مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب ۱۰۰) ۳۴۔(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۷۲)

امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو حق تعالیٰ کی صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جو باقی کائنات عالم میں پایا جاتا ہے اور کتنی ہی باریک نظر سے صحیفہ ممکنات کا مطالعہ کیا جائے نبی کریم ﷺ کا وجود انور اس میں سے معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ آنحضرت ﷺ اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند وارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا۔ اور نیز اس عالم شہادت میں شے کا سایہ شے سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حضور علیہ السلام سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ کے جسم مبارک کے لئے سایہ کس طرح متصور ہوسکتا ہے۔" ۳۵؎

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ایک سوال ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی

"سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا" ۳۶؎

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے تین طریقوں سے بشریت و نور کے

۳۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰ ۳۶۔ علامہ زرقانی، شرح مواہب

بارے میں روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"افرادِ انسانی میں سے کوئی فرد اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے ذرہ برابر بھی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ آپ وجود عنصری رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہو چکا ہے کہ خَلَقْتُ مِنْ نُوْرِ اللہ اور نورِ الٰہی سے پیدا ہونے کی سعادت کسی اور فردِ بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔" ۳۷

جس سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئی بلکہ آپ اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اضافیہ میں پایا جاتا ہے۔ بصورت دیگر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف ہی فرمادیا ہے کہ آپ اس امکان سے ہی منزہ ہیں جو ممکنات عالم میں موجود ہے۔

مندرجہ بالا عبارتوں پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے نظر بصیرت سے ممکنات عالم کا مطالعہ اور مشاہدہ کیا جائے۔ آپ کی ذات مقصد اس سے ورا اور فائق ہے۔ اس بناء پر آپ کے وجود مبارک اور جسم مقدس کا سایہ نہیں تھا اور اس بناء پر بھی سایہ نہیں تھا۔ آپ سے زیادہ لطیف چیز دنیا میں کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سایہ صاحبِ سایہ سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور آپ نے اس بات کو آخر میں بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے کہ آپ نور ہیں مگر حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے بشکل انسان جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اور محمد

۳۷۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰)

اور احمد کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں اور آپ نے مندرجہ بالا ایک عبارت میں مشہور حدیث نقل فرمائی ہے۔

"سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا"۔

۲۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنے والے

نبی کریم ﷺ کو بشر کہنے والوں کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"جن محجوبوں نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے لوگوں کی طرح خیال کیا۔ بالآخر منکر ہوگئے اور جن سعادت مندوں (صاحب قسمت) نے اُن کو رسول اور رحمت کائنات جانا تمام لوگوں سے ممتاز اور ارفع جانا وہ ایمان کی سعادت سے مشرف ہوگئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہوئے"۔ [۳۸]

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے ان لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور عام لوگوں جیسا ہی خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کفار مکہ کی طرح نبی کریم ﷺ کے کمالات عالیہ کے معترف نہیں ہوسکتے۔ اور وہ سعادت مند لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے عام بشر کا تصور

۳۸۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۶۴)

نہیں کرتے بلکہ آپ کو معزز رسول اور رحمت عالمین کی صفت کے آئینے میں دیکھتے ہیں وہی دولت ایمان اور باقی برکات سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں فلاح و نجات پائیں گے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی غلطی کا دوبارہ ذکر کیا ہے جس میں مبتلا ہو کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرح اور اپنی مثل سمجھ لیں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

> ''جس طرح کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کو دوسرے لوگوں کی طرح جانا اور کمالات نبوت کے منکر ہو گئے (اللہ تعالیٰ ان اکابر منکرین دین کے انکار سے محفوظ رکھے)۔'' ۳۹

کائنات وجود میں آئی ہی صرف حضور علیہ السلام کے طفیل اور واسطہ سے ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مقصود نہ ہوتی تو کائنات عدم کے پردوں میں مستور رہتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت بھی ظاہر نہ فرماتا اور حضور علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ تیار نہیں ہوا تھا۔ اور یہاں یہ نقطہ بھی قابل غور ہے کہ بشریت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوئی اور حضور سرور عالم ﷺ اس سے بہت پہلے اپنے نورانی وجود سے موجود تھے۔ جیسا کہ آپ نے مندرجہ ذیل اقتباس میں فرمایا ہے:

۳۹۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۰۱)

"اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا
ہوتا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ اور آپ نبی تھے
دراں حالیکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کی حالت میں تھے" ۴۰؎

نبی کریم ﷺ کی بشریت اور نور کی تائید و حمایت میں مکتوبات شریف سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن چونکہ مقصود حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدہ کی صراحت و وضاحت ہے۔ اس لئے صرف مذکورہ اقتباسات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔

۲۱۔ علم غیب

اہلسنت و جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے علم غیب کے بارے میں اس امر کے قائل ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے کائنات کی اشیاء ہر وقت اس طرح ظاہر اور روشن ہیں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی۔ اور اس طرح کا انکشاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زندگی مبارک میں بھی تھا اور بعد از وصال بھی بدستور موجود ہے۔ ہاں کسی وقت اگر حضور نبی کریم ﷺ کی توجہ مبارک دنیا کی جانب مبذول نہ ہو اس وجہ سے کوئی واقعہ مستور رہے تو یہ امر دیگر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم مبارک کے متعلق یہی عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عقیدہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ، اقوالِ علمائے اہلسنت و

۴۰۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر۱)

جماعت، مفسرین و محدثین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اور تصریحات صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم سے ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

”اے نبی اللہ تعالیٰ نے وہ تمام کچھ آپ کو سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے“ ۴۱

نبی کریم ﷺ کے ارشاداتِ گرامی جن کو محدثین نے نقل فرمایا ہے اُن میں سے صرف دو احادیث نقل کی جاتی ہیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا:

”میں نے زمین کے مشارق و مغارب جان لئے“

اس مقالہ میں چونکہ صرف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا نقطہ نظر اور عقیدہ مبارکہ پیش کرنا مقصود ہے اس لئے مزید آیات و احادیث پیش کرنے کی بجائے مکتوباتِ امام ربانی کی چند واضح عبارات پیش کرنے پر اکتفا کیا جائے گا۔

”حدیث تنام عینای ولا ینام قلبی جو آپ نے تحریر کی ہے۔ اس میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ اس حدیث میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ آپ اپنے اور اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے نیند آپ کے وضو کو نہیں توڑتی تھی۔ اور چونکہ نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کی نگہداشت اور محافظت میں ”شبان“ (بکریوں کے ریوڑ کے

۴۱۔ (پ ۵ سورت النساء)

رکھوالے) اور کامل نگران ہیں۔ اس لئے ادنیٰ سی غفلت بھی
آپ کے منصب نبوت کے شایان نہیں ہے۔۴۲

حضور نبی کریم ﷺ کے علم کے متعلق اہلسنت و جماعت جو عقیدہ رکھتے ہیں حضرت امام ربّانی رحمتہ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا عبارت میں اس عقیدے کی بالکل صاف الفاظ میں تصدیق و تائید کی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے یہ الفاظ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ''اپنے اور اپنی اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں۔۔۔۔اور ادنیٰ سی غفلت بھی منصب نبوت کے شایانِ شان نہیں''۔ خاص طور پر قابل غور ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات شریف میں اپنا ایک مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:

''دوبارہ پھر عروج روحانی حاصل ہوا جس میں درج ذیل حضرات کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ حاصل ہوا مشائخ عظام اور ائمہ اہل بیت کے مقامات کا مشاہدہ، خلفائے راشدین کے مقامات کا مشاہدہ، حضور علیہ السلام کے مقام خصوصی کا مشاہدہ، اسی طرح انبیاء کرام اور رسل عظام کے مقامات کا علیحدہ علیحدہ اور ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کے مقامات کا مشاہدہ حاصل ہوا''۔۴۳

۴۲۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۹۹ ۴۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱

مندرجہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ جب امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے برگزیدہ امتی ہیں اُمت کے اولیاء، انبیاء کرام و رسل و ملائکہ، ملاء اعلیٰ وغیرہ کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ کرتے ہیں تو حضور ﷺ کے لئے کائنات اور اپنی اُمت کے حالات کا مشاہدہ بطریق اولیٰ ثابت اور جائز ہوا۔

پہلے مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۱۶ کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضور ﷺ کا تشریف لانا اور حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ رسالہ پسند فرمانا اور آپ کی تحریرات اور تصنیفات بارگاہِ رسالت میں مقبول و محبوب ہیں۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی اُمت کے مشائخ و اولیاء کو حضرت امام ربانی کی تحریرات میں درج شدہ اعتقادات اختیار کرنے کی تلقین فرمائی اور اُن سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضور علیہ السلام بعداز وصال مبارک اور آپ کی اُمت کے اولیاء و مشائخ اپنی مقابرِ مقدسہ سے باہر تشریف لے جاتے اور مجالس میں رونق افروز ہوتے ہیں۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم کا یہ حال ہے کہ آپ اپنی اُمت کے اہل تحقیق و اہل علم کی تصنیفات و تالیفات سے بھی باخبر ہیں۔ اور جو بزرگانِ دین حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک و معتقدات سے پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ نورانی زیادہ مقبول اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے نبی کریم ﷺ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم فرمایا اس واقعہ کی اشاعت کرو نیز لوگوں میں اس کو مشہور کرو اگر اس طرح کی باتیں درست اور صحیح نہ ہوتیں تو نہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح کے واقع پیش آتے اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی تشہیر کا حکم

صادر فرماتے، اور نہ ہی حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ ان کو درج کرتے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متعلق اہلسنت کے اعتقادات کی صحت کی اس سے زیادہ صاف اور واضح تائید و تصدیق اور کیا ہو سکتی ہے۔

سب اہل علم جانتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر یا قضاء و قدر نہایت ہی مشکل اور پوشیدہ مسائل میں سے ہے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر اس کی حقیقت اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند، اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں:

> ''مجھے مسئلہ تقدیر پر بھی مطلع کر دیا گیا ہے اور جس طرح مجھ کو اس مسئلہ کی حقیقت بتائی گئی ہے اس سے ظاہر شریعت کے ساتھ اس مسئلہ کی بالکل مخالفت لازم نہیں آتی۔ اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ پر کوئی شے لازم آتی ہے اور نہ ہی انسان کی مجبوری کا پہلو نکلتا ہے بلکہ وہ ان دونوں سے مبرا اور منزہ ہے اور اس مسئلہ کی حقیقت مجھ پر اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند''۔[۴۴]

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کے امتیوں پر اس قسم کے مشکل ترین مسائل کی حقیقت بالکل روشن ہے تو پھر حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی وسعت علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

۴۴۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۸

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر نبی کریم ﷺ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے یہ حدیث نقل فرماتے ہیں: ''سو میں نے اولین اور آخرین کے علوم جان لئے'' ۴۵؎

یہ حدیث مبارک اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام اولین و آخرین کے علوم کے جامع ہیں۔ جب علم شریف کے بارے میں حضور ﷺ کے علم کا اپنا ارشاد مبارک موجود ہے تو پھر آپ کے علم شریف کا انکار کرنا کس قدر جہالت کا مظاہرہ ہے۔ حروف مقطعات یعنی آلٓمٓ، حٰمٓ، قٓ، نٓ، وغیرہ کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''حروفِ مقطعات قرآنی سارے کے سارے حالات کی حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز واشارے ہیں جو محب (اللہ) اور محبوب (نبی علیہ السلام) کے درمیان وارد ہیں لیکن اور کون ہے جو ان کو پا سکے''۔ ۴۶؎

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں مخالفین عموماً یہ کہتے ہیں کہ آپ حروف مقطعات کے معانی ومطالب سے بھی ناواقف تھے۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا اس معاملے میں جو عقیدہ ہے وہ آپ کی عبارت سے ظاہر اور واضح ہے۔ اس سلسلے

۴۵؎ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۲۲ ۴۶؎ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۰

میں حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان کردہ عقیدہ رکھنا چاہیے جو ایک صاحب تحقیق عارفِ کامل ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ ایک جگہ ابلیس لعین کے متعلق لکھتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اور اس کے حالات پر لوگوں کو اطلاع کی قوت نہیں دی۔ مگر ابلیس کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ لوگوں کے حالات سے بینا اور واقف رہتا ہے"۔ [۴۷]

مذکورہ بالا عبارت میں کہا گیا ہے کہ ابلیس لوگوں کے حالات سے واقف اور بینا ہے تو غور فرمائیں کہ عطائی طور پر اگر لوگوں کے حالات پر ابلیس تک کے لئے اطلاع ثابت ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اس کا اثبات شرک و کفر ہو جائے حالانکہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک جو بات ابلیس تک کے لئے ثابت ہے وہ سید المرسلین ﷺ کے لئے ثابت کرنے سے کس طرح شرک ہو سکتی ہے۔ صدیاں قبل اہل تحقیق اس سلسلے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ ہمارا یہ مدعا ان مذکورہ بالا عبارات سے صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے صرف ان ہی عبارات پر کفایت کی ہے اور باقی عبارتیں یہاں نقل نہیں کیں۔ اہل سنت و جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جس طرح کے غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعینہٖ یہی

۴۷۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر سوئم، مکتوب نمبر ۱۰۳

عقیدہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

۲۲۔ حیاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بعد الوفاۃ

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مقابر مقدسہ میں (مزارات مقدسہ) میں زندہ اور حیات ہیں۔ اور ان پر موت کا ورود وعدہ خداوندی کے مطابق محض ایک آن کے لئے ہوا۔ اس کے بعد ان کی ارواح مقدسہ ان کے اجسام طاہرہ میں لوٹا دی گئیں اور اب وہ عالم برزخ میں حیاتِ حسّی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اس مسئلے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک اور نقطہ نظر کو ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے، ملاحظہ ہو:

"عالم برزخ کے حالات و کوائف اشخاص کے اختلاف کے لحاظ سے بہت ہی مختلف و متفاوت ہیں "الانبیاء یصلون فی القبور" انبیاء کرام اپنی قبروں میں نمازیں ادا فرماتے ہیں کے الفاظ آپ نے سنے ہوں گے۔ ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شبِ معراج جب حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت کلیم اللہ اپنی قبر انور میں نماز ادا فرما رہے ہیں اور عین اسی لحظہ میں جب حضور علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آسمان پر بھی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ دراصل برزخ کا معاملہ

(۲۲۱) [illegible]

اپنے اندر بڑے عجائب و غرائب رکھتا ہے"۔ ۴۸؎

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور محدثین کرام و علمائے عظام نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ اس صحیح حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر شریف میں زندہ ہونا صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مقبولانِ حق تعالیٰ اپنے مقابر مقدسہ میں بالکل زندہ اور حیات ہیں۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے تو حیات انبیاء کرام علیہم السلام کو قطعی یقینی قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ حیات انبیاء کے ثبوت میں متواتر احادیث و روایات موجود ہیں

۲۳۔ اِمکانِ کِذب :

قرآن حکیم میں متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کے نقائص و عیوب سے پاک اور منزہ ہونے کا ذکر موجود ہے اور اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق چلا آ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریفہ میں مسلک اہل سنت کی وضاحت فرمائی، ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) "پس گویا اس آیت کریمہ میں خلاف وعدہ کی بھی نفی ہوگئی اور خلاف وعید کی بھی"۔ ۴۹؎

(۲) "نیز خلف وعید بھی خلف وعدہ کی طرح مستلزم کذب

۴۸۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۱۶ ۴۹۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۶)

واجب تعالیٰ ہے۔ جو اس کی ذات پاک کے ہرگز شایانِ شان نہیں''۔ ۵۰

(۳) ''واجب تعالیٰ کے لئے ایسے معنی کو۔۔۔۔۔۔ جائز قرار دینا جس سے خلاف وعدہ یا وعید لازم آئے نہایت ہی بُرا ہے۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون''۔ ۵۱

یہ ایک ہی مقام کی تین عبارتیں ہیں جن کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جس طرح خلاف وعدہ کی نفی ہے اسی طرح خلاف وعید کی بھی نفی ہے۔ واجب تعالیٰ کے لئے خلف وعید کو جائز ماننا اتنا ہی قبیح ہے جتنا خلف وعدہ کو جائز ماننا۔ قرآن کریم کی کسی بھی آیت یا نص کے ایسے معنی کرنا جس سے اس ذات کی طرف کذب کی نسبت لازم آئے، نہایت ہی شنیع اور ناروا ہے اور وہ ذاتِ پاک اس سے بالکل بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہر عیب اور نقص سے پاک و منزہ ہونے کا عقیدہ چونکہ اہلسنت و جماعت کے ہاں اجماعی عقیدہ ہے۔ اس لئے اس کی تصریح صرف حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ ہی نے نہیں فرمائی بلکہ دوسرے بے شمار علمائے حق نے بھی صاف صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کذب کے عیب و نقص سے قطعاً پاک و منزہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں جھوٹ کے عیب کا پایا جانا ناممکن اور محال ہے۔ لیکن اس کے برعکس مخالفین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں اس عیب کا پایا جانا ممکن ہے۔ صرف مصلحت کے طور پر اس سے دور رہتا

۵۰۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۶۶) ۵۱۔ ایضاً

ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سچا ایمان اور سچا ادب نصیب فرمائے۔

۲۴۔ توقیرِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوباتِ امام ربانی میں یوں رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، (اے میرے رسول ﷺ جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو رسالت کے حق کو ادا نہ کیا اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا''۔ (پ ۵ النساء)

کفار کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ اس وحی کو جو آپ کے موافق ہوتی ہے ظاہر کر دیتے ہیں اور جو مخالف ہوتی ہے۔ اُسے ظاہر نہیں کرتے لیکن یہ بات اس امر کی متقاضی ہے کہ نبی ہر حال میں حق کا اظہار کرے ورنہ اس کی شریعت میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جب خلفائے ثلثہ کی تعظیم و توقیر کے خلاف آنحضرت ﷺ نے ظاہر نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اُن کی تعظیم خطا اور زوال سے محفوظ تھی۔

اب ہم زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور ان کے اعتراض کا جواب صاف طور پر دیتے ہیں کہ تمام اصحاب کی متابعت دین کے اصول میں لازم ہے کہ وہ اصول میں ہرگز

اختلاف نہیں رکھتے۔ اگر کچھ اختلاف ہے تو فروع میں ہے ۔۔۔۔۔ اب جو کوئی بعض پر طعنہ زنی کرے وہ دیگر صحابہ کی متابعت سے بھی محروم رہے گا۔ ہر چند ان کا کلمہ متفق ہے۔ مگر دین کے بزرگوں کے انکار پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بدبختی اتفاق اور اتحاد کو ختم کر دیتی ہے۔ کیونکہ قائل کا انکار اس کے اقوال کے انکار تک پہنچا دیتا ہے نیز شریعت کو اُمت تک پہنچانے والے صحابہ ہی ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کیونکہ سب سے پہلے صحابہ عادل تھے۔ ہر ایک نے کچھ نہ کچھ شریعت ہم تک پہنچائی ہے''۔[۵۲]

۲۵۔ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین ہیں

اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اُمت محمدیہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ترین ہیں اور یہی عقیدہ شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جس کی تصریح آپ نے یوں فرمائی ہے:

''تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام

۵۲۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۸۰)

شافعی جو اصحاب کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ بہت بے قرار ہو گئے۔ پس ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص آسمان کے سایہ تلے نہ ملا۔ پس اُنھوں نے اُن کو اپنا والی بنا لیا۔ یہ صریح دلالت ہے۔ اس بات پر کہ تمام صحابہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل ہونے میں متفق ہیں اور ان کے افضل ہونے میں یہ اجماع صدر اوّل میں ہوا اور یہ اجماع قطعی ہے اور اس میں انکار کو دخل نہیں ہے۔ ۵۳

۲۶۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے افضل ہونے کی وجہ

بعض کم فہم لوگ دوسرے صحابہ کرام میں فضائل و مناقب کی کثرت دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں تردد و توقف کرتے ہیں یہ ان کی سراسر غلط فہمی ہے۔ کیونکہ افضلیت کا سبب فضائل کی کثرت نہیں بلکہ اس کا سبب دین اسلام کی خدمت اور حضور نبی کریم ﷺ کی مدد و نصرت و احکام خداوندی کی تائید و

۵۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۹

حمایت میں اوّل و اسبق "ہونا" ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک گروہ۔ دوسرے صحابہ کرام کے کثرت فضائل و مناقب پر نظر کرتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت میں توقف کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اگر افضلیت کا سبب کثرت فضائل و مناقب کو قرار دیا جائے تو ایسی صورت میں تو بعض غیر صحابہ جو کثرت فضائل و مناقب رکھتے ہیں۔ اپنے نبی سے بھی افضل قرار پائیں گے جو اس طرح نہ ہو (حالانکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا عقلاً شرعاً محال ہے۔ لہٰذا کثرتِ فضائل و مناقب افضلیت کی وجہ نہیں ہوسکتی) بلکہ افضلیت کی وجہ اِن فضائل و مناقب کے سوا اور چیز ہے۔ اور وہ اس فقیر کے نزدیک تائید دین اسلام میں اولیت و اسبقیت اور رب العالمین کے احکام کی مدد و نصرت میں جان نثاری اور انفاق اموال میں پیش پیش ہونا ہے۔"[۵۴]

دو سطر چھوڑ کر فرماتے ہیں:

"اور تائید دین متین میں اولیت کی دولت عظمیٰ ہمارے نبی کریم

۵۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

علیہ وعلیٰ آلِہٖ الصّلوٰۃ والسلام کے بعد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے کیونکہ آپ ہی راہ حق تعالیٰ میں اموال خرچ کرنے، کفار سے جدال وقتال کرنے میں اور اپنی عزت وآبرو دین کے لئے لٹا دینے میں، فساد اور خرابیوں کو دور کرنے میں اور تائید دین اور حضور علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی مدد ونصرت کرنے میں سب سے سابق اور پہلے ہیں۔ لہٰذا تمام صحابہ کرام سے افضلیت بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی حاصل ہے۔''۵۵

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مبارک ہے یہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس اُمت میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے ان دو بزرگوں پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اُس مفتری کو کوڑے لگاؤں گا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے اس مؤقف کے بارے میں فرماتے ہیں:

''حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس امت میں سب سے افضل ہیں۔ جو شخص مجھے اُن سے افضل قرار دے وہ مفتری ہے میری طرف سے ایسے شخص کو مفتری کی طرح کوڑے

۵۵۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس مسئلے کی تحقیق اپنے رسائل اور اپنی کتابوں میں کردی ہے"۔ ۵٦

"حضور ختم المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ ہیں"۔ ۵۷

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں عوام میں شیعہ نظریات وخیالات سرایت کرنے لگے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "افضلیت مطلقہ کا عقیدہ اور جن صحابہ کرام نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلافات کئے تھے۔ ان کے متعلق عام لوگوں میں بُغض وعداوت کے اثرات ٹھہرنے لگے۔

۲۷۔ افضلیت شیخین

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی دنیا میں تشریف آوری ہی اس لئے ہوئی تھی کہ اس طرح کے فتنوں کا استیصال کرکے دین اسلام کو سرنو تازہ کریں۔ اس لئے آپ نے اس فتنہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے شیعہ علماء سے مناظرے ومباحثے کئے جن میں اُن کو فاش شکستیں ہوتی رہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے گرانقدر مکتوبات میں جابجا اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلے کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ ان اقتباسات کے مطالعہ سے واضح ہوجائے گا کہ افضلیت شیخین (صدیق وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا عقیدہ اہلسنت و

۵٦۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ٦۷ ۵۷۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ٦۷

جماعت کے نزدیک قطعی و اجماعی ہے اور جو شخص بھی اس عقیدہ سے انحراف کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحابہ کرام پر افضلیت خود تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان و تابعین عظام کے اجماع سے ثابت ہے۔ اس اجماع کو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نقل کیا ہے۔ بلکہ جمیع صحابہ کرام باقی تمام اُمت سے یقیناً قطعاً افضل ہیں کیونکہ اس افضلیت کی علت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شرف صحبت ہے اور یہ شرف صحابہ کرام کو ہی حاصل ہے۔ صحابہ کرام کے نیک کام کے سامنے بعد والوں کے بڑے بڑے نیک کام کوئی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ صحابہ اکرام علیہم الرضوان نے اس وقت اسلام کی خدمت کی جب اللہ کا دین کمزور تھا۔ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارا اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا میرے صحابہ کے نصف صاع جو کے خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔

اس سلسلے مین حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ''اور اسی طرح شیخین (ابوبکر و عمر) علیہم الرضوان کی تمام صحابہ کرام سے افضلیت خود تمام صحابہ کرام اور تابعین سے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ دین نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ ان ائمہ دین میں سے ایک حضرت امام شافعی ہیں علیٰ جمعیہم الرضوان بلکہ تمام صحابہ کرام کو باقی امت پر افضلیت حاصل ہے

کیونکہ کوئی فضیلت بھی صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے برابر نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں کی قلت اور ضعفِ اسلام کے زمانہ میں تائید دین متین اور نصرت سید المرسلین وعلیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں صحابہ کرام سے جو معمولی درجے کا نیک کام بھی صادر ہوا ہے اگر بعد والے تمام عمر ریاضات و مجاہدات میں اپنی پوری طاقت صرف کردیں تو بھی صحابہ کرام کے اس فعل قلیل کے مرتبہ کو نہیں پاسکتے۔ اسی بناء پر حضور سرور عالم علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے (صحابہ کے بعد آنیوالو) اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کی مقدار میں بھی فی سبیل اللہ سونا خرچ کردے تو میرے صحابہ کے ایک صاع بلکہ نصف صاع جو انہوں نے راہ خدا میں دیے اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسرے تمام صحابہ کرام سے افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے میں، جان نثاری میں، راہ خدا میں اموالِ کثیرہ خرچ کرنے میں اور دوسری خدمات لائقہ میں سب سے اول و اسبق ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے صحابہ تم میں وہ لوگ جو فتح مکہ سے قبل راہِ خدا میں مال خرچ کرتے رہے اور جہاد میں مصروف رہے مرتبہ میں برابر نہیں ہوسکتے بلکہ یہ درجہ اور شان میں ان سے بہت بڑھ کر ہیں جنہوں نے بعد فتح اپنے

مال راہ حق میں خرچ کیئے اور کفار سے لڑے۔ لیکن اتنی بات ضروری
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دونوں گروہوں سے کیا ہوا
ہے"۔۵۸

۲۸۔ صحابی کا مرتبہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ صحابی کا مرتبہ واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ باوجود اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے چونکہ خیر البشر ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے ادنیٰ صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔ کسی شخص نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز تو جواب فرمایا کہ وہ غبار جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی درجہ بہتر ہے"۔۵۹

۲۹۔ صحابہ کرام کا کامل اِحترام

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۵۸۔ پ ۲۷ سورت الحدید ۵۹۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۲۰۷

''ایمان اور کفر کے درمیان واسطہ ثابت کرنے کے باعث امام سے جُدا ہو گیا اور امام نے اُس کے حق میں فرمایا اِعْتَزَلَ عَنَّا ، ہم سے جُدا ہو گیا۔ اسی طرح باقی فرقوں کو قیاس کر لو اور صحابہ کے حق میں طعنہ زنی کرنا درحقیقت پیغمبر خدا ﷺ کی ذاتِ گرامی پر نعوذ باللہ طعن کرنا ہے۔ یعنی جس نے صحابہ کی عزت و تکریم نہیں کی وہ رسول اللہ پر ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ اس کا حسد کُفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بداعتقادی سے بچائے اور جو احکام قرآن و حدیث سے ہم تک پہنچے ہیں وہ تمام صحابہ کی نقل اور وسیلہ سے پہنچے ہیں۔ جب صحابہ مطعون ہوں گے تو نقل بھی مطعون ہوں گی۔ کیونکہ نقل ایسی نہیں کہ بعض کے سوا بعض سے مخصوص ہو بلکہ سب کے سب عدل اور صدق اور تبلیغ میں مساوی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک کا طعن دین کے طعن کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور اگر طعن کرنے والے یہ کہیں کہ ہم بھی صحابہ کی متابعت کرتے ہیں تو پھر یہ لازم نہیں کہ ہم صحابہ کے تابع ہوں بلکہ اُن کی آرا کے متضاد ہونے اور مذاہب کے اختلاف کے باعث سب کی فرمانبرداری ممکن نہیں۔ ۶۰''

۶۰۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۸۰

۳۰۔ خلفائے اربعہ کی فضیلت

خلفائے اربعہ کی فضیلت اُن کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرات خلفائے اربعہ کی افضلیت اُن کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔[۶۱]

۳۱۔ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا مؤقف یہ ہے کہ صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے مکتوبِ گرامی کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ بدتر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا

۶۱۔ (مکتوبات امامِ ربانی، دفتر سوئم، مکتوبات نمبر ۱۷)

ہے۔ قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحاب ہی نے کی ہے اور اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے خدا تعالیٰ ان زندیقوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے۔[۶۲]

۳۲۔ مقام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اہلسنت و جماعت کا مسلک ومشرب وہی ہے جو حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ عادل تھے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق پورے کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ صحیح اور باسند اور پختہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں متعدد بار دعا فرمائی کہ اے اللہ انکو اپنی کتاب قرآن حکیم کا علم عطا فرما، اور حساب کا علم بھی عطا فرما، نیز انکو ہادی اور

۶۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۵۴

ہدایت یافتہ بنا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا یقیناً مقبول و مستجاب ہے لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود بھی ہدایت پر تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کی تلقین کرتے تھے ۔مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا گردن زدنی ہے بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا اتنا ہی مجرم ہے جتنا کہ اصحاب ثلاثہ (ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی) رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والا مجرم ہے لہٰذا صحابہ کرام کے باہمی جھگڑوں کے متعلق زبان بند رکھنے میں ہی نجات وسلامتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بھی تاکیداً فرمایا: ”میرے صحابہ کو نیکی سے ہی یاد کرو ان کے باہمی تنازعات کو زبان پر نہ لاؤ ان کے متعلق اپنے سینے صاف رکھو، ان سے بغض رکھنے سے بچو اور کسی بھی صحابی کو اعتراض اور طعن تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بھی جھگڑے رہے ہیں ان میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خطا پر تھے لیکن انکی یہ خطا اجتہادی تھی اسلئے وہ لائق ملامت نہیں ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار دینا اہلسنت و جماعت کے نزدیک اعتقادی مسئلوں میں شامل ہے تو جو شخص انکی اس خطا کو خطائے اجتہادی قرار نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر جانتے ہوئے ان سے ضد اور عداوت کے طور پر ایسا کیا ہے ایسا شخص اس معاملہ میں عقائد اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق تمام شکوک وشبہات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ مجدد قدس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

☆ "یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ اور حقوق مسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے" ۶۳

☆ شیخ ابوشکور سلمی نے اپنی مشہور کتاب تمہید شریف میں تصریح

۶۳۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام میں سے ان کے وہ رفقاء جو جنگ میں ان کے ساتھ تھے، خطا پر تھے تاہم ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی سے حضرت معاویہ کا نزاع اجتہاد پر مبنی تھا اور اس کو انہوں نے اہل سنت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔[۶۴]

☆ احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتبر راویوں کی سند سے وارد ہو چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یوں دعا فرمائی ''اے اللہ اس کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا'' اور ایک دوسرے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے حق میں اس طرح دعا فرمائی ''خداوند اِس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا'' اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعا کے قبول ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔[۶۵]

☆ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعین میں سے ہیں اور

۶۴۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱) ۶۵۔ ایضاً

چند سطر بعد فرماتے ہیں اپنے زمانے مبارک میں علمائے مدینہ منورہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ان کا فتویٰ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنے والے گردن زدنی ہیں نیز امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والے کو حضرتِ ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والے کی طرح قرار دیا ہے (یعنی جس طرح اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والا گردن زدنی ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنے والا بھی گردن زدنی ہے۔اے برادر یہ معاملہ تنہا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نہیں ہے بلکہ قریباً نصف صحابہ کرام اس معاملے میں ان کے ساتھ شریک ہیں پس اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو آدھے دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو انہی حضرات کی نقل و روایت سے ہم تک پہنچا ہے، اور اس انجام سے وہی زندیق اور بے دین راضی ہو سکتا ہے جس کا مقصد ہی دین کو برباد کرنا ہو۔[٦٦]

٦٦۔مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۲۵۱

آخر پر اس معاملہ میں سلامتی کا راستہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

☆اے برادر! اس بارے میں سلامتی کی راہ اور نجات کا راستہ صرف یہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور محاربات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان نہ کھولی جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "میرے صحابہ میں جو جھگڑے ہوں تم ان سے الگ رہو" نیز آپ ﷺ نے فرمایا "میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کا خوف کرو اور ان کو بدگوئی کا نشانہ نہ بناؤ"[۶۷]

۳۳۔ فضائل اہل بیت (علیہم الرحمۃ والرضوان)

خوارج جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی وغیرہ کہلواتے ہیں عوام کو ان کے زہریلے اور خطرناک پراپیگنڈے سے بچانا بھی اس دور میں از حد ضروری ہے کیونکہ انکی باتوں میں اکثر لوگ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی آل اطہار کے مخالف ہو جاتے ہیں لہٰذا ضروری تھا کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی روشنی میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقامات عالیہ سے لوگوں کو باخبر کر دیا جائے تا کہ سادہ لوح لوگ انکے دام میں پھنس کر اپنے ایمانوں کو ضائع نہ کرلیں۔

۶۷۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

مکتوباتِ امامِ ربانی کے اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"اے برادر چونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے بوجھ کے حامل ہیں، اس لیے اقطاب، ابدال اور اوتادوں کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے اور یہ مذکورہ الصدر اولیاء اولیاءِ عُزلت کہلاتے ہیں اور ان پر ولایت کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ قطب الاقطاب جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اُس کے سر پر ہوتا ہے۔ قطب مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت و رعایت کے ذریعہ ہی اپنی ڈیوٹی انجام دے سکتا ہے اور اپنے عہدہ قطب مداریت کو سنبھال سکتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور حسنین بھی اس کام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں"۔[۶۸]

۲)۔ راہ ولایت کے ذریعہ خداوند تعالیٰ تک پہنچنے والوں کے امام اور پیشوا اس گروہ اولیاء کے سردار اور ان اولیاءِ عُزلت کے فیض و برکت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی ذات مبارکہ ہے اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے گویا اس میں

۶۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱

حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہ الزہرہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ میرا گمان ہے۔ کہ دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام تربیت میں اقطاب واوتاد وغیرہ کے ملجاء و ماویٰ تھے۔ جس طرح کے بعد از پیدائش ملجاء و ماویٰ ہیں۔ اور جو بزرگ بھی قطبیت وغیرہ کے درجے پر فائز ہوتا ہے اور جس کسی کو جو فیض اور ہدایت ملتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ و واسطہ سے ملتی ہے کیونکہ آپ اس کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب آپ کا دور مبارک ختم ہوا تو یہ تربیت فیض رسانی کا منصب عظیم حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب سپرد کر دیا گیا۔ اور ان دونوں حضرات کے بعد یہ منصب عظیم علی الترتیب بارہ اماموں کے حوالہ کیا گیا۔ چنانچہ ان حضرات کے زمانوں اور ان کے بعد کے زمانوں میں جس کو بھی جو ہدایت و فیض ملتا رہا ان کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا رہا۔ اگر چہ اقطاب و نجباء وغیرہم ہی کیوں نہ ہوں سب کے ملجاء و

ماوٰی یہی ائمہ اثنا عشر رہے ہیں"۶۹

(۳) "کیونکہ اطراف و جوانب کا کسی مرکز کے ساتھ ملحق رہنا ضروری ہے (یہ سلسلہ فیض رسانی انہی بزرگواروں سے چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آ گیا۔ چنانچہ آپ کے وقت میں یہ منصب عظیم القدر آپ کو سپرد کر دیا گیا۔ آئمہ اثنا عشر اور حضور غوث پاک کے درمیان کوئی بھی اس مرتبہ کا بزرگ محسوس نہیں ہوتا جس کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہو۔ چنانچہ حضور غوث پاک کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک، اور آئندہ بھی جن کو فیض و ہدایت ملتی ہے چاہے وہ اقطاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوں حضور غوث پاک کے وسیلہ واسطہ سے ملتی ہے اور بعد از ائمہ اثنا عشرہ یہ مرکز آپ کو (غوث پاک) بھی عطا ہوا ہے اور کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا اس بنا پر آپ کا یہ شعر مبارک ہے:

یعنی پہلوں پر سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتابِ فیض ہمیشہ بلندیوں پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔ نیز آئندہ بھی

۶۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱

جب تک معاملہ فیضان جاری رہے گا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے اور وسیلے سے ہی جاری رہے گا"۔ ۷۰

(۴)۔ میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام تربیت میں حضرت غوث پاک کے قائم مقام ہوتا ہے اور ان کی نیابت سے یہ معاملہ اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔ ۷۱

(۵)۔ پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔ ۷۲

(۶)۔ وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو اہل بیت کا مُحب نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا ہے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنا شیعیت نہیں بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں تبرا کرنا شیعیت

۷۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۱ ۷۱۔ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم، مکتوب ۳۶

۷۲۔ ایضاً

ہے اور صحابہ کرام سے بیزاری قابل مذمت وملامت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر آل محمد ﷺ سے محبت رکھنا شیعیت ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں'' ۷۳

(۷)۔ میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اہل بیت کے محب نہیں ہیں حالانکہ اہل بیت کرام سے محبت رکھنا ان بزرگواروں (اہل سنت) کے نزدیک جزوِ ایمان ہے اور بوقت موت ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو بڑا دخل ہے۔ اس فقیر کے والد جو ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت سے محبت کی ترغیب دیتے رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے۔ اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیے۔ یہ فقیر آپ کے وصال کے وقت اُن کی خدمت میں حاضر تھا جب حضرت والد ماجد کا آخیر وقت آیا اور (نزع کے وقت) اس عالم دنیا کا شعور کم رہ گیا تو فقیر نے محبت اہل بیت کی بات یاد دلائی اور اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے اُس بے

۷۳۔ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم، مکتوب ۳۶

خودی کے عالم میں فرمایا کہ میں اہل بیت عظام کی محبت میں
مستغرق ہوں (حضرت والد ماجد) کی اس حالت پر خدا تعالیٰ کا
شکر بجالایا گیا اہل بیت سے محبت اہل سنت و جماعت کے
نزدیک سرمایہ نجات ہے۔ ۷۴

حضرت شیخ مجدد صاحب اسی مکتوب ۳۶ کو حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو اشعار پر ختم کرتے ہیں:

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ برقولِ ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ورقبول
من و دست و دامانِ آلِ رسول

ترجمہ:

یاالٰہی حضرت فاطمۃ الزہرا کی اولاد کے صدقے مجھے
ایمان پر خاتمے کی توفیق دے تو میری دعا کو چاہے رد
کردے یا قبول میں تو آل رسول کا دامن ہاتھ میں
لئے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے مندرجہ بالا

۷۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم ۳۶

اقتباسات سے اہل سنت و جماعت کے اہل بیت الرضوان کے بارے میں مندرجہ ذیل عقائد کی وضاحت ہوتی ہے اور انکے مقام و مرتبہ کی تصریح ہوتی ہے۔تمام اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہے انکے تمام کام آپ کی مدد واعانت سے انجام پاتے ہیں اور اس تربیت اور فیض رسانی اور مدد و اعانت میں آپ کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہرہ اور حضرات امامین کریمین (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین) بھی شریک ہیں۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد و اعانت کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہٰذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔

کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو لہٰذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔

۲۔ راہ ولایت کے ذریعہ وصول الی اللہ کا مرتبہ پانے والوں کے سردار و پیشوا حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ ہیں۔سرداری کا یہ منصب عظیم آپ ہی سے خاص ہے

۳۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرِ مبارک پر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک اولیاء اللہ کے سروں پر ہے۔

۴۔ اولیاء اللہ کو فیض اور مدد دینے کا یہ مرتبہ آپ کو اپنی ولادت سے پہلے بھی حاصل تھا اور دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی اندازہ لگایئے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غائبانہ امداد کے کس قدر قائل اور معتقد ہیں۔

۵۔ حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد یہ منصب و مرتبہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب عطا ہوا ان کے بعد یہ منصب بارہ اماموں کو عطا ہوا اور حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک انہی کے پاس رہا اور یہ بارہ امام اپنے وصال کے بعد چار پانچ سو سال تک تمام اولیاء اللہ کی غائبانہ مدد و اعانت کرتے رہے پھر یہ مدد و اعانت کا منصب و مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام اولیاء امت اس اخذ تربیت میں حضور غوث پاک ماتحت ہیں اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی اس معاملہ میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں۔

۶۔ اہل بیت عظام سے محبت عقیدت اہل سنت ہونے کیلئے شرط ہے جس کا دل اس محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت نہیں بلکہ خارجی ہے

۷۔ اہل بیت کرام کے ساتھ محبت و عقیدت کا نام شیعیت نہیں بلکہ صحابہ کرام کی شان میں تبرا بازی کا نام شیعیت ہے۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

۸۔ اہل بیت اور سادات کرام سے محبت و عقیدت اہل سنت کے نزدیک جزو ایمان ہے

۹۔ ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کی محبت کو بڑا دخل ہے مطلب یہ ہوا کہ جو اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا بوقت موت اسکا ایمان چھن جانے کا خطرہ ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اہل بیت عظام کے ساتھ عقیدت محبت رکھنے کی کس قدر تاکید و تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ حُبِّ صحابہ کرام اور حُبِّ اہلِ بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تمام مومنین و مومنات اور مسلمین اور مسلمات کو خاتمہ عطا فرمائے۔

(مآخذ: از مسلک امام ربانی مولفہ حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی مطبوعہ مکتبہ حامدیہ نزد حضرت داتا دربار (گنج بخش روڈ) لاہور)

۳۴۔ تصرفات کاملین

تصرف در حقیقت کرامت اور توجہ باطنی کے طور پر کسی کام کے انجام دینے کا نام ہے اور اہل اللہ کی کرامات اور توجہات قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کام اہل اللہ کی توجہ اور مدد سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ صرف ظاہری اور مجازی طور پر اہل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے فی الحقیقت سراسر اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ مقبول بندہ صرف اس کے ظہور کا ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ جسطرح بسا اوقات بظاہر مرض دوا اور علاج سے دور ہوتا ہے لیکن حقیقت میں شفاء من جانب اللہ ہوتی ہے یا بارش بظاہر بادلوں سے ہوتی ہے مگر یہاں بھی فی الحقیقت پانی اتارنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیمار کو شفاء دیتے تھے مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔مٹی سے پرندے بنا کر اور اُن میں جان ڈال کر اڑاتے تھے۔ان تمام افعال کے صدور میں صرف واسطہ اور ذریعہ تھے درحقیقت یہ سب افعال اللہ تعالیٰ کے تھے۔اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے تصرفات اور مدد وغیرہ کا صرف یہی مطلب ہے۔اور وہ انہیں صرف واسطہ اور ذریعہ تسلیم کرنے ہی کے قائل ہیں۔وہ نہ تو اولیاء اللہ کو معاذ اللہ خدا تصور کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کا مقابل اور شریک مانتے ہیں اس کی کسی صفت میں شریک مانتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں قطعاً اور یقیناً وحدہٗ لا شریک ہے۔اہل سنت و جماعت انہیں اللہ کے بندے، اس کی مخلوق اور اسکے محتاج ہی جانتے اور مانتے ہیں۔بزرگان دین کو اس سے بڑھانا اور اوصاف الوہیت میں حصہ دار ماننا نہ شرعاً درست ہے اور نہ اہل سنت و جماعت اس کے قائل ہیں۔مخالفین کا یہ کہنا کہ سنی بزرگوں کو خدا مانتے ہیں اور انہیں پوجتے ہیں بالکل بے اصل اور بے بنیاد الزام ہے۔اس سلسلے میں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہی ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔مخالفین نے اولیا کرام کے تصرفات کے انکار کیلئے اپنے پاس سے ایک اصطلاح گڑھ لی ہے جسے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب سے تعبیر کرتے ہیں۔اگر انکے سامنے کوئی واقعہ یا روائت یا حدیث وتفسیر کا حوالہ پیش کیا جائے تو یہ کم علم لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں کہ یہ تو اسباب کے تحت چیز ہے اسے ہم بھی جائز اور درست کہتے ہیں۔مافوق الاسباب تصرف اور مدد کرنا ناجائز ہے۔یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ یہ اصطلاح مخالفین کی اپنی اختراع ہے اور اسکی آڑ میں تصرفات سے انکار قرآن و حدیث کی

تصریحات کے خلاف ہے۔قرآن حکیم میں وارد ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی (آصف بن برخیہ) مافوق الاسباب سینکڑوں میل دور سے چشم زدن میں ملکہ سبا کا تخت اٹھالایا۔سورہ مریم میں وارد ہے کہ حضرت مریم کو کہا گیا کہ اس کھجور کے تنے کو ہلاؤ یہ تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا چنانچہ یہی ہوا یہ بھی مافوق الاسباب بات تھی ۔سورہ کہف میں ہے ''تم اصحاب کہف کو دیکھو تو بیدار گمان کرو حالانکہ وہ سو رہے ہیں''

سینکڑوں برس انسان کا بلا خورد نوش صحیح وسالم، زندہ اور باقی رہنا اور آرام کی نیند سوئے رہنا قطعاً اسباب اور معمول کے خلاف ہے اور انسانی طاقت اور قدرت سے باہر ہے۔سورہ کہف میں ہی وارد ہے کہ ایک بندے (خضر) نے عین دریا کے درمیان لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کے نیچے کے تختے اکھیڑ دیئے لیکن کشتی غرق نہ ہوئی بلکہ سلامتی کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئی یہ چیز بھی اسباب سے بالاتر ہے۔فرشتوں کا لوگوں کی حفاظت کرنا اور لوگوں کی روحیں قبض کرنا وغیرہ بھی مافوق الاسباب ہے اور ان باتوں کا انکار قرآن حکیم کی صریح آیات کا انکار ہے جسکا مومن کبھی مرتکب نہیں ہوسکتا۔

قرآن مجید میں اور بھی متعدد واقعات موجود ہیں جن سے اللہ کے بندوں کیلئے مافوق الاسباب، اختیارات اور قوتوں کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث اور اقوال صحابہ کرام اور اولیاء کرام اور سلف وخلف کی تشریحات کا شمار ہی نہیں۔سردست حضرت امام ربانی قدس سرہ کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

''جاننا چاہیے کہ میرے پیر اور وصول الی اللہ راہ نما وہ لوگ ہیں
جن کے توسل سے میں نے اس راہ سلوک میں آنکھیں کھولیں

ہیں اور انہی کی وساطت سے میں نے اس معاملہ میں لب کشائی
کی ہے اور طریقت میں الف اور با کا سبق انہی سے لیا ہے اور
میں نے مولویت کا ملکہ انہی حضرات کی توجہ شریف سے حاصل
کیا ہے اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کے طفیل، اور اگر معرفت ہے تو
بھی انہی کی توجہات کا اثر ہے۔ انتہاء کو ابتداء میں داخل کرنے
کا طریقہ انہی سے میں نے سیکھا ہے۔ اور میں نے قیومیت کی
جہت سے جذب کی نسبت انہی سے اخذ کی ہے اور میں نے
انکی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے جو دوسروں کو چالیس چالیس روز
کی چلّہ کشی سے بھی میسر نہیں آسکتا۔ میں نے انکی گفتگو سے وہ
کچھ پایا ہے جو دوسرے برسوں میں بھی حاصل نہیں کرتے۔"۷۵

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس راہ سلوک و تصرف میں اپنے پیران کرام رہنمایان عظام کے وسیلہ جلیلہ سے آنکھیں کھولی ہیں اور انہی کے وسیلہ اور واسطہ سے مسائل تصوف میں لب کشائی کی ہے اور نہایت مشکل امور کو حل کیا ہے۔ اور آپ نے دینی علوم میں تبحر، کمال اور ملکہ ان بزرگوں کی توجہ شریف سے حاصل اور نصیب ہوا ہے انہی کے طفیل آپ کو علم ملا ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھ میں معرفت بھی انہی کی توجہات کریمہ کا اثر ہے۔ قیومیت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کا شرف بھی انہی کی توجہ

۷۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب ۲۱

سے نصیب ہوا ہے اور مجھ کو بزرگوں کی نظر اور انکے صرف ایک کلمہ سے حیرت انگیز فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اولیا کرام اور بزرگانِ دین کے متعلق جس حسن اعتقاد اور عمدہ عقیدت کا اظہار فرمایا ہے اور وہ موجودہ وقت میں صرف اہل سنت و جماعت میں پایا جاتا ہے اور انہی کا طرۂ امتیاز ہے اور بزرگوں سے یہ عقیدت صرف اہل سنت و جماعت میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہے:۔

"آپ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے انہیں اپنے تصرف سے اپنا مطیع بناتے اور پھر اس طرح ان سے احکام شریعت کی ترویج و اشاعت فرماتے۔ ۷۶

اس عبارت میں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل صاف طور پر تصرف کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر بزرگان دین کا تصرف کوئی چیز نہیں اور کسی ولی میں تصرف کی قوت و طاقت ثابت کرنا شرک اور ناروا ہوتا تو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل بزرگ ہرگز ہرگز کسی کے لئے تصرف کی قوت تسلیم نہ کرتے۔

۷۶۔(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب ۶۵

ایک مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

''تو اے لوگو! متابعت کرو ہمارے سردار، ہمارے مولا، ہمارے شفیع اور ہمارے دلوں کے طبیب جناب محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ ۷۷''

مندرجہ بالا عبارت میں حضور نبی کریم ﷺ کو طبیب قلوب فرمایا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو بیمار دلوں کی درستی، اصلاح اور علاج کی قوت و طاقت نہ عطا فرمائی گئی ہوتی تو آپ ہرگز طبیب قلوب نہ ہوتے تو حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے استعمال نہ کرتے۔

پیر کامل کے ثبوتِ تصرف کیلئے مندرجہ ذیل عبارت بالکل واضح ہے۔ مزید تشریح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

'آپ نے دریافت کیا ہے کہ کیا صاحب تصرف پیر اپنے ذی استعداد مرید کو اپنے تصرف سے اسکی استعداد سے بلند مراتب تک لے جاسکتا ہے یا نہیں؟۔۔۔۔۔۔اس کا جواب یہ ہے ہاں واقعی اسکو بلند مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔۔۔۔۔مثلاً ایک ذی استعداد مرید ولایت موسوی کی استعداد رکھتا ہے وہ بھی نصف راہ تک جانے کی تو اسکا صاحب تصرف پیر اپنے تصرف

۷۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۷۱

سے اسکو ولائت موسوی کے بالکل آخری اور انتہائی مراتب تک
پہنچا سکتا ہے۔۸ے

ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے جو بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنے سے گریز نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا ولی کوئی قوت اور طاقت نہیں رکھتا اور ساتھ ساتھ اس غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ یہی بزرگان دین کے عقائد ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ظلم، فریب اور جھوٹ بولنے کا کیسا بدترین مظاہرہ ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ وہ بزرگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت انکی بلند صحبت سے وابستہ ہے اور ناقصوں کی تکمیل انکی توجہ شریف پر موقوف ہے۔ ان بزرگوں کی نظر تمام امراض قلبی سے شفا بخشتی ہے اور انکا التفات باطنی اور روحانی علتوں اور خرابیوں کو دفع کرتا ہے۔ انکی ایک توجہ سو ۱۰۰ چلوں کا کام کرتی ہے اور انکا ایک دفعہ التفات فرمانا برسوں کے ریاضات اور مجاہدات کے برابر ہے"۔۹ے

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تصرف اولیا اللہ کا مسئلہ بالکل حق اور درست ہے۔ تمام سلف صالحین اور اہل تحقیق کا یہی مسلک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سلف صالحین کے

۷۸۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۱۲ ۷۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۲۳

عقائد پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق عنایت کرے۔

۳۵۔ عظمت اولیاء کرام

پوری دنیا میں جن مبارک ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا دین حق کی اشاعت کیلئے اپنے لمحات زندگی وقف کئے اس کی خاطر مصائب و الام برداشت کئے۔ انسانی نفوس کا تزکیہ کیا انکو اعتقادی، روحانی اور عملی و اخلاقی غلاظتوں سے پاک اور صاف کر کے حسن اخلاق، احسن عمل، حسن اعتقاد اور روحانی طہارت و پاکیزگی کا راستہ دکھایا اور ایثار و قربانی کی زندہ جاوید روایات قائم کیں۔

حسب سابق عظمت اولیاء کرام کے موضوع پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریفہ کے چند ایک ارشادات پیش کئے جاتے ہیں تا کہ انکا مطالعہ دین و ایمان کے لٹیروں سے ایمان بچانے کا باعث بن سکے:۔

☆ پس اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں حق تعالیٰ جل ّوعلا کیلئے کرتے ہیں نہ اپنے نفس کیلئے۔[80]

''الحمد للہ سبحانہ آپکے مکتوب گرامی سے فقراُ کی محبت اور انکی توجہ کا اعتقاد مفہوم ہوتا ہے۔ درویشوں کی توجہ کا اعتقاد اور انکی محبت سرمایہ سعادت ہے کیونکہ یہ (بزرگ) لوگ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے

۸۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۵۹

ہم نشین ہیں اور یہ حق تعالیٰ کا ذکر کرنے والی وہ مبارک قوم ہے جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کفار پر نصرت و کامیابی کیلئے فقراأ اور مہاجرین کے طفیل حق تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے۔(شرح سنہ ۱۲ مشکوٰۃ) اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ان (اولیاء) کے متعلق ارشاد فرمایا "بہت سے پراگندہ بال، گرد آلود، بندے ایسے ہیں جنہیں دروازوں سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ انکی قسم پوری فرماتا ہے"۔ ۸۱

"حضرت حق سبحانہ، وتعالیٰ اس گروہ اولیاء کی محبت پر استقامت نصیب فرمائے اور قیامت میں ان کے ساتھ حشر فرمائے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں اور ان سے انس رکھنے والا محروم نہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں نامرادی نہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں انکو دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ جس نے ان کو پہچان لیا خدا کو پالیا انکی نظر دواء اور ان کا کلام شفاء ہے اور انکی صحبت ضیاء اور رونق بخشتی ہے جس نے انکے ظاہر کو ہی دیکھا وہ خائب و خاسر ہو گیا اور جس نے انکے باطن کو

۸۱۔ مسلم بروائت ابی ھریرہ ۱۲ مشکوٰۃ ، مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل، مکتوب ۴۷

دیکھا وہ نجات اور فلاح پا گیا کسی بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے "اے اللہ تو نے اپنے دوستوں کو کیا کر دیا ہے کہ جس نے انکو پہچانا اس نے تجھے پہچانا اور جب تجھے نہ پہچان سکا انکو بھی نہ پہچان سکا یعنی انکی شناخت اور تیری شناخت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتی"۔۸۲

"حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ علم لدنی کے پہنچنے میں حضرت خضر علیٰ نبینا وعلیٰ جمیع المرسلین الصلوٰۃ والسلام درمیان میں واسطہ اور ذریعہ ہیں۔۔۔۔اس تخصیص کی تائید کرتا ہے۔وہ واقعہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ منبر پر جلوہ افروز ہوکر علوم و معارف بیان فرمارہے تھے کہ دوران وعظ حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ہوا۔شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا اے اسرائیلی ادھر آ اور محمدی کا کلام سن۔"۸۳

"اس عارف کامل کی ظاہری صورت اس کے باطن کے اعتبار سے بالکل اس طرح ہے جس طرح کپڑا پہننے والے کے ساتھ

۸۲۔مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۲ ۸۳۔مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۵۵

کپڑے کی نسبت۔ پس دوسرے (عوام) اس یعنی عارف کی
حقیقت کو کیا پا سکتے ہیں اور اس کے متعلق کیا سمجھ سکتے ہیں
اور اسے اپنی حقیقتوں اور صورتوں کی مثل تصور کرنے کے سوا اور کیا
کر سکتے ہیں ایسے عارف کامل کی پہچان اللہ تعالیٰ کی پہچان کا
ذریعہ ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اولیاء اللہ کی نشانی یہ ہے کہ
ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔" ۸۴

"بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل اللہ کا وجود درحقیقت کرامتوں میں
سے ایک کرامت ہے اور انکی دعوت الی الحق رحمتوں میں سے
ایک رحمت ہے۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنا انکی عظیم نشانیوں میں
سے ایک نشانی ہے یہ لوگ اہل زمین کیلئے باعث امن ہیں اور
زمانے کیلئے غنیمت۔ حدیث شریف میں انکی شان میں یوں
وارد ہے۔ "انہی اولیاء کے طفیل بارش ہوتی ہے اور انہی کے
وسیلے سے مخلوق کو رزق ملتا ہے" انکا کلام دوا اور انکی نظر امراض
باطنہ کیلئے شفاء ہے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں۔" ۸۵

اولیاء اللہ کی بزرگی، عظمت، رفعت شان اور فضائل کے متعلق مکتوبات شریف

۸۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۷۳ ۸۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۹۲

کی یہ عبارتیں آپ کے سامنے ہیں ان عبارات میں جس انداز اور جس صراحت و وضاحت سے بزرگان دین کی عظمت اور جلالت شان کا اظہار کیا گیا ہے وہ کسی تشریح و توضیح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔

۳۶۔ محبت اولیاءِ کرام

اولیاء اللہ کی محبت اہلسنت و جماعت کا طرۂ امتیاز ہے اسی محبت کی بنا پر علماء اہل سنت اولیا کرام کی مدح وثنا میں رطب للسان رہتے ہیں انکے آستانوں پر حاضر ہوتے اور انکی رضا جوئی اور خدمت گزاری کو سعادت جانتے ہیں۔ قاعدہ اور دستور ہے جس سے محبت اور انسیت ہوتی ہے انسان اسکا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور اپنے محبوب کے خلاف ادنیٰ بات بھی سننا گوارہ نہیں کرتا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ صرف چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ محبت وو ابستگی کتنی بڑی دولت وسعادت ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی اہل سنت و جماعت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ دوسرے تمام فرقے اس دولت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

> ''یہ کس قدر سعادت ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول فرمالیں چہ جائے کہ اس سے محبت کریں اور اپنے قرب سے سرفراز فرمائیں۔'' [۸۶]

۸۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۸۷

''اس طائفے (اولیاء اللہ) کی محبت جو معرفت پر مبنی ہے خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے اور اس گروہ سے بغض رکھنا زہر قاتل ہے اور انکی عیب جوئی محرومی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلاء سے بچائے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اے مولا کریم تو جسے برباد کرنا چاہتا ہے اسے ہم سے ٹکرا دیتا ہے۔''۸۷

''فقراء کے آستانے کی جاروب کشی دولت مندوں کے ہاں صدر نشینی سے بھی بہتر ہے۔''۸۸

''اس گروہ کے بیان میں جو اولیاء اللہ کی عیب جوئی کرتے ہیں اس گروہ کی مذمت وہجو شرعاً جائز بلکہ مستحسن ہے۔''۸۹

''اپنے مربی (پیرو مرشد) کی طرف پوری توجہ رکھنی چاہیے کیونکہ اس دولت (معرفت) کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ یہی ہے۔ پیرو مرشد کی خدمت میں حاضری کے وقت اور غیر حاضری

۸۷۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر اول، مکتوب ۱۰۶ ۸۸۔ مکتوباتِ امامِ ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۳۲

۸۹۔ مکتوباتِ امامِ ربانی دفتر اول مکتوب ۱۳۹

ے کے وقت ہر حال میں اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے آداب کی رعایت اچھی طرح کرنی چاہیے اوران بزرگوں کی رضا کوحق تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ اور وسیلہ تصور کریں۔فلاح اورنجات کا راستہ یہی ہے۔" ۹۰

"اس محبت کو دنیوی اور اخروی سعادتوں کا سرمایہ تصور کرتے ہوئے خداتعالیٰ سے اس پر مضبوطی اوراستقامت کی دعا کرتے رہیں۔احکام شرعیہ کی بجا آوری کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطن کی جمعیت کا حصول اسی دوستی کا ثمرہ ہے۔اگر سارے جہان کی ظلمتیں اورکدورتیں باطن میں ڈال دیں مگراولیاء کرام کی محبت کا رشتہ قائم رہے تو کچھ غم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے۔" ۹۱

"درویشوں سے محبت اور انکے ساتھ ربط و الفت اور انکے ارشادات سننے کا شوق اوران کے طور طریقوں کی طرف میلان، خداوند تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اورعظیم ترین دولت ہے۔مخبر صادق (نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا ہے کہ

۹۰۔مکتوبات امام ربانی،دفتر اول،مکتوب ۲۱۸ ۹۱۔مکتوبات امام ربانی،دفتر اول،مکتوب ۲۳۵

انسان اسکے ساتھ ہوتا ہے جس سے اسکو پیار ہوتا ہے لہٰذا ان
اولیاء اللہ کا دوست انکے ساتھ ہے اور حریم قرب میں انکے طفیل
پہنچ کر رہے گا''۔۹۲

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کاملین کی سچی محبت وعقیدت عطا فرمائے اور ان پاک لوگوں کے ساتھ حشر فرمائے اور سعادت دارین سے مالا مال فرمائے (آمین)

۳۷۔ وسیلہ واستمداد

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنا، اپنی حاجات چاہنا اور دینی و دنیوی مشکلات و مہمات میں کاملین کو ذریعہ اور واسطہ جانتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا بالکل جائز و درست ہے۔شرک و بدعت نہیں۔اس سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے عبارتیں پیش کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال سے واقفیت اور آگاہی حاصل ہو۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''اے برادر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ولائت محمدی علیٰ
صاحبہا والصلوٰۃ والسلام وتحیہ کے حامل ہیں اسلئے زمانے کے
قطب، ابدال، اوتاد جو تارک دنیا اولیاء ہیں اور جن پر ولائت کا
رنگ غالب ہے ان سب کی تربیت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ

۹۲۔مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۶

تعالیٰ عنہ کی امداد اور اعانت کے سپرد ہے۔قطب الاقطاب جس
کو قطب مدار بھی کہتے ہیں اس کا سر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے قدم مبارک کے نیچے ہے اور قطب مدار آپ کی حمایت اور
رعایت سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا اور اپنی ذمہ داری کو پورا
کرتا ہے۔اور اس معاملہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا اور آپکے
دونوں صاحبزادے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ
تعالیٰ عنہم بھی آپکے ساتھ شریک ہیں۔''۹۳

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب کے اس اقتباس سے واضح ہوا۔قطب، ابدال، اوتاد وغیرہ سیدنا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور یہ بزرگ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دینے میں مولا علی مشکل کشاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد واعانت کے محتاج ہیں۔اس تربیت اور مدد دینے میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپکے لخت جگر حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شریک ہیں۔ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام اور بہت سی مہمات اپنے کامل اولیاء کے سپرد کر رکھی ہیں۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ دائماً اور ہمہ وقت اولیاء امت کے حالات و مدارج کی طرف رہتی ہے ورنہ تربیت کیسی۔تمام دنیا کے اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ

۹۳۔مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵۱

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کے نیچے ہیں اور آپکے علم میں ہیں ورنہ جس کا علم نہ ہو اس کی مدد و اعانت کس طرح ممکن ہو سکتی ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں رقم طراز ہیں:

''اسی قبیلہ سے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد و اعانت ہے جو جسمانی امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا مختلف وجوہ اور مختلف طریقوں سے۔''۹۴

اکابر اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ بلاشبہ مدد فرماتی ہیں۔ دشمنوں کو اپنے تصرف اور روحانی قوت سے ہلاک کرتی ہیں اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی مدد و نصرت فرماتی ہیں۔ انکی یہ مدد و نصرت اس طرح اثر دکھاتی ہے کہ گویا وہ اپنے اجسام طاہرہ کے ساتھ مدد و اعانت فرمارہے ہیں

اولیاء کرام کی محبت، عظمت اور عقیدت سے اپنے دل کو منور رکھنا چاہیے۔ اولیاء کرام کے حضور میں التجاء و تضرع کو اپنی عادت اور دستور بنایا جائے۔ اولیا کرام رحمۃ اللہ علیہم کی محبت و عقیدت اور عظمت کو اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت کے حاصل ہونے کا ذریعہ اور واسطہ جانے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''بہر صورت گروہ اولیاء اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ محبت قائم رکھے

۹۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب ۲۳۹

اور اس پاکیزہ گروہ کے حضور التجاء و تضرع کو عادت اور اپنا
طریقہ بنائے اور اس بات کا منتظر رہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس
مقدس گروہ کے ساتھ محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت عطا فرمائے
اور پورے طور پر اپنی ذات کی طرف کھینچ لے۔" ۹۵

حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ خورد خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ظاہری پیر و مرشد رکھنے کے باوجود وصال یافتہ بزرگوں سے مدد حاصل کرتے رہے اسی بنا پر اویسی النسبت کہلائے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود
ظاہری پیر (یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے چونکہ خواجہ
نقشبند قدس سرہٗ کی روحانیت سے مدد حاصل کی ہے اسلئے انکو بھی
اویسی کہا جاتا ہے اور اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے
ظاہری پیر (سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ) رکھنے کے باوجود چونکہ کئی
طرح کی امداد خواجہ عبد الخالق غجدوانی کی روحانیت سے حاصل کی
ہے اسلئے یہ بھی اویسی کہلائے۔" ۹۶

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پیر کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۹۵۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل مکتوب ۷۳ ۹۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۱۲۱

"تجھے معلوم ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر کی وہ ذات ہے جس سے تجھ کو ذات حق تعالیٰ تک وصول کا راستہ ملتا ہے اور طرح طرح کی مدد و اعانت اس راہ میں اس سے تجھ کو ملتی ہے۔" ۹۷

حضور غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قضاء مبرم کو تبدیل کرنے کی طاقت اور ہمت رکھتا ہوں اس ضمن میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"میرے قبلہ گاہ (خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہٗ) فرماتے تھے کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ تقدیر مبرم تبدیل کرنے کی طاقت و مجال کسی کو نہیں مگر میں اس کو بھی تبدیل کر سکتا ہوں۔" ۹۸

حضرت امام ربانی مجدد کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جس قدر فیوض امتیوں کو پہنچتے ہیں اس کے ذریعہ اور واسطہ سے پہنچتے ہیں اگر چہ وہ فیض لینے والے قطب و اوتاد ہوں یا ابدال و نجباء ہوں۔" ۹۹

۹۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۹۰　　۹۷۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول، مکتوب ۲۱۷

۹۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۴

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ میں ایک معاملہ، میں مدت تک رکا رہا آخر ایک بزرگ کے مزار شریف پر حاضری کا موقع نصیب ہوا اس مدفون بزرگ نے تو اللہ تعالیٰ سے معاملہ کی حقیقت پورے طور پر ظاہر فرمادی اسی دوران نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح بھی مجھ کو تسلی دینے کے لئے تشریف لائی۔

اس سلسلہ میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب گرامی ملاحظہ ہو:۔

> ''یہ حالت ایک مدت تک رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملہ میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی چنانچہ اس دوران اللہ جلّ شانہٗ کی عنایت شامل حال ہوگئی اور معاملہ کی حقیقت پورے طور پر منکشف ہوگئی اور عین اس وقت حضور خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کی روح مبارک بھی تشریف لائی اور میرے دل غمگین کو تسلی دی۔''[100]

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان خطوط جو آپ نے اپنے پیر و مرشد شیخ الشیوخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کو لکھے ہیں جا بجا آپ کو پیر دستگیر سے یاد فرمایا ہے نیز آپ نے فرمایا ہے:

> ''راہ بین اور راہ نما پیر کی تلاش جو وسیلہ بن سکے، کا بھی شرعاً حکم

۱۰۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۲۲۰

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے لوگو! اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔"۱۰۱

مسئلہ وسیلہ واستمداد کی تائید وحمایت میں مکتوبات امام ربانی سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن مقصود حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کی صراحت ووضاحت ہے اسلئے صرف مندرجہ بالا عبارات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔

۳۸۔ ایصال ثواب

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب ارواح کو بخشنا جائز اور درست ہے اور ان کو یہ ثواب پہنچتا بھی ہے اور یہ مسئلہ قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کرام سے ثابت ہے۔ اس مسئلہ میں حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک و مذہب ظاہر کردینا مناسب وموزوں ہے لہٰذا اس مسئلہ پر حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے چندایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:۔

"اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور ہر گھڑی دعا وصدقہ کے ذریعہ انکی مدد کرتے رہو کیونکہ میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہے اور مردہ ہر وقت اپنے باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا کا منتظر رہتا ہے۔"۱۰۲

۱۰۱۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۱۵۹ ۱۰۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۸۹

"دعا واستغفار اور صدقہ خیرات کے ذریعہ مرنے والے کی امداد کردی ہے بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کیلئے پکار رہا ہو تو مردہ بھی اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے۔ اور جب اسے قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کو پہاڑوں جتنی رحمت کی شکل دیکر اہل قبور کی قبروں میں داخل کرتا رہتا ہے اور زندوں کی طرف سے مرے ہوئے لوگوں کیلئے اصل تحفہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔"۱۰۳

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عقیدت مند کو لکھتے ہیں:

"آپ نے جو نیاز درویشوں کیلئے روانہ کی تھی وہ مل گئی ہے اور اس پر سلامتی کیلئے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی۔"۱۰۴

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور نبی کریم علیہ وعلیٰ جمیع اہل بیتہ الصلوٰات والسلام کی زوجہ پاک ہیں اور ر

۱۰۳۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۰۴ ۱۰۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۱۴۲

حضور نبی کریم علیہ وآلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی منظورِ نظر محبوبہ ہیں۔ آج سے چند سال قبل (فاتحہ دلانے میں) فقیر کا طریقہ یہ تھا (کہ ایصالِ ثواب کیلئے) اگر کوئی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب صرف آلِ عبا کی روحوں کو بخشتا تھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب کرتے وقت سیدنا حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمۃ الزہرا، اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہی شامل کرتا تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام عرض کیا مگر حضورِ انور نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کیا ہوا ہے۔ اس دوران میں آپ نے ارشاد فرمایا'' میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں مجھے جو بھی کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے'' فقیر اس وقت جان گیا کہ مجھ سے چہرہ مبارک پھیرے رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ فقیر اس ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے ایصالِ ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ تمام ازواجِ مطہرات کو کہ یہ بھی حضور کے اہلِ بیت میں داخل ہیں، شامل کرتا ہے اور ان تمام اہلِ بیت سے وسیلہ پکڑتا ہے۔''[۱۰۵]

۱۰۵۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفترِ دوم، مکتوب نمبر ۳۶

۳۹۔ عرس کا ثبوت

کسی ولی اللہ کے وصال کے دن یا کسی دوسرے روز اس کی قبر پر یا کسی اور جگہ مسلمانوں کا جمع ہو کر اس بزرگ کے مناقب و کمالات اور سیرت و اخلاق کا تذکرہ کرنے، لوگوں کو اس کے اخلاق اور اس کی سیرت کی پیروی کی ترغیب دینے اور کوئی چیز پکا کر ایصالِ ثواب کرنے کا نام عرس ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ایک قسم کا تبلیغی اجتماع ہے اور لوگ ایک ولی اللہ کی عقیدت کی بناء پر بغیر کسی دقت و اشتہار کے جمع ہو جاتے ہیں اور دین کی باتیں سن لیتے ہیں۔ اس طرح انہیں تازگیِ ایمان کا سامان میسر آ جاتا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ جب بزرگانِ دین وصال فرما جائیں اور مرشدِ کامل میسر نہ آئے تو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے۔ تاکہ دین و ایمان سلامت رہے۔ آپ نے فرمایا "گذشتہ بزرگوں کے حالات و ارشادات پڑھا اور سنا کرو"۔

عرس ایسی ہی مجلس کا نام ہے جس میں کاملین کے حالات، ان کی سیرتِ پاک، ان کے ارشاداتِ عالیہ اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کا بیان اور تذکرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ایماندار ایسی مبارک روح پرور، پند و نصیحت سے لبریز محفل کو حرام اور بدعت کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اہلسنت و جماعت جس عرس کو جائز کہتے ہیں وہ یہی ہے۔

خواہشات و منکرات، فسق و فجور، لہو و لعب اور ناچ گانے کی مجالس نہ عرس ہیں نہ ان کو عرس کا نام دینا روا اور درست ہے اور نہ ایسی مجالس شنیع کو اہلسنت و جماعت جائز

اور مستند کہتے ہیں۔ جو شخص ان مجالس قبیحہ کو سامنے رکھ کر اصل عرس کی مذمت و تضحیک کرتا ہے اور حرام و بدعت قرار دیتا ہے وہ سراسر زیادتی کرتا ہے اور ذکر خیر کو روکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں تبلیغ دین سے لوگوں کو منحرف کرتا ہے۔ اب ہم حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک ان کے اپنے ارشادت عالیہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

آپ حضرت شیخ فرید قدس سرہ' کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

> ''حضرت خواجہ جیو قدس سرہ' کے عرس مبارک کے ایام میں فقیر دہلی آیا۔ ارادہ تھا حضرت (شیخ فرید) کی خدمت عالی میں بھی حاضر ہو۔ آنے کی تیاری میں ہی تھا کہ آپ کے تشریف لے جانے کی خبر مشہور ہوگئی تو ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔'' ۱۰۶

یہ عبارت بصراحت بتا رہی ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کسی بزرگ کے عرس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لائے۔ عرس میں شرکت یا عرس کے لئے سفر اگر بدعت ہوتا تو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہرگز اسے اختیار نہ فرماتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے منع فرماتے کہ آپ بھی عرس میں شرکت نہ کیا کریں۔ مگر سارے مکتوبات کو چھان دیکھیئے کسی بھی جگہ ممانعت عرس نہیں ملے گی۔ حالانکہ حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں عرسوں کا رواج تھا جیسا کہ مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۰۶۔ حضرت امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۲۳۳

۴۰۔ تصورِ شیخ

اپنے مُرشد کی صورت کا نقشہ دل میں حاضر کرنا اور اس کے واسطے سے فیض ربّانی کا منتظر ہونا ایک جائز اور درست فعل ہے اور صوفیاء و مشائخ کے طریقت کا معمول بہ عمل ہے۔ حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ نے تصورِ شیخ کے جواز و صحت کی مکتوبات شریف میں تصریح اور اس کی برکات اور فوائد بیان فرمائیں ہیں۔ لہٰذا حضرت امام ربّانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کی روشنی میں اہلسنت و جماعت کے مسلک و مشرب کی وضاحت بھی ضروری ہے۔

حضرت امام ربّانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

> ''خواجہ محمد اشرف صاحب نے نسبت رابطہ (تصورِ شیخ) کی ورزش کے متعلق لکھا تھا کہ ''نسبت رابطہ (تصورِ شیخ) کا اس حد تک غلبہ ہو چکا ہے۔ کہ نماز کے اندر بھی اپنے شیخ مقتدا کو مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے) جانتا اور دیکھتا ہے۔ بالفرض تصورِ شیخ کو ہٹانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو نہیں ہٹتا۔'' اے محبت والے یہ دولت (تصورِ شیخ کی یہ کیفیت) وہ شے ہے جس کی طالبانِ صادق آرزو رکھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے۔ (تصورِ شیخ کی اس کیفیت) کا حامل فیض معرفت کیلئے مستعد اور اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا

ہے۔ایسے شخص کے متعلق یہ احتمال ہے کہ صرف چندروزہ صحبت سے اپنے شیخ مقتدا کے کمالات اپنے اندر جذب کر لے،نسبت رابطہ(تصور شیخ) کی نفی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ تو مسجود الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) ہے نہ کہ مسجود لہٗ (جس کو سجدہ کیا جائے) مسجدوں ومحرابوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ ان کی طرف بھی سجدہ کیا جاتا ہے) ایسی دولت کا ظہور سعادت مند لوگوں کو میسر آتا ہے۔تاکہ تمام حالات میں صاحب رابطہ(شیخ مقتدا کو فیض کا واسطہ جانتے رہیں اور تمام اوقات اسی شیخ مقتدا کی جانب متوجہ رہیں) ان بے نصیبوں کی طرح نہیں جو اپنے آپ کو بے نیاز جانتے ہیں۔اوراپنی توجہ کا قبلہ اپنے شیخ سے پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے معاملہ طریقت کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔''۱۰۷

نسبت رابطہ(تصور شیخ) وہ عظیم دولت ہے جس کی طالبانِ صادق تمنا کرتے ہیں ہزاروں میں سے کسی ایک کو یہ دولت و سعادت نصیب ہوتی ہے۔ ایسی نسبت کا حامل ذی استعداد ہوتا ہے۔ایسے شخص میں اخذ فیض کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔ایسا شخص چندروزہ صحبت سے درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔لہٰذا تصور شیخ کی نفی کرنا اور اسے اپنے

۱۰۷۔مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۰

دل سے ہٹانا اچھا نہیں۔ کیونکہ نماز میں بھی اگر بے اختیار اس تصور کا غلبہ رہتا ہے تو اس تصور کو محض مسجود الیہ کی حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح مساجد اور مساجد کے محراب۔ اس تصور کی حیثیت مسجود ولہٗ کی نہیں کہ شرک لازم آئے اور اس کی نفی کی ضرورت پڑے۔

مکتوبات امام ربانی میں اس عبارت کے علاوہ بھی تصور شیخ کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے گفتگو فرمائی ہے اور اس کو جائز اور درست قرار دیا ہے۔

۴۱۔ محفلِ میلاد شریف

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کے ذکر ولادت، آپ کے معجزات اور آپ کی سیرت طیبہ کے بیان کی مجلس کو مجلس میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ نیز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف ومحامد جس مبارک محفل میں بیان ہوں اسے محفلِ

میلاد کہتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی و مسرت کی اور کیا بات ہوسکتی ہے کہ وہ حضور ﷺ کا ذکر ولادت سنے، حضور ﷺ کے معجزات اور سیرتِ طیبہ کے حالات سن کر اپنے قلب کو منور اور حلاوت ایمانی میں اضافہ کرے۔ کیونکہ مسلمان کے نزدیک جان، مال، اولاد اور ماں باپ غرض ہر شے سے زیادہ حضور ﷺ کی ذات محبوب ہے۔ پھر شرع شریف میں نیک مجالس کے قیام کی ترغیب موجود ہے لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ سے رشتہ محبت کی بناء پر اہل اسلام وقتاً فوقتاً حسبِ حالات اس طرح کی محافل ومجالس کا انعقاد کر کے بارگاہِ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں۔

اس مسئلہ میں بھی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ حضرت شیخ مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے ہم مسلک کون لوگ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''آپ کے خط میں مولود خوانی کے متعلق درج تھا (سو اس کا جواب یہ ہے) کہ مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ اور حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلماتِ قرآن میں تبدیلی واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور غرض صحیح کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔'' ۱۰۸

مولود خوانی یا مجلس میلاد (محفلِ میلاد) کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ عبارت آپ کے سامنے ہے۔ جس میں حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے مولود خوانی یا مجلس

۱۰۸۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۷۲

میلاد کا انعقاد درست اور جائز قرار دیا ہے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں اور نہ اس کے انعقاد میں کوئی حرج یا مضائقہ ہے۔ آپ نے ناروا چیزوں کی وضاحت کی ہے کہ نعت خوانی کو موسیقی یا گانے کا رنگ دیا جائے۔ تالیاں بجائی جائیں اور اس طرح کی بے ہودہ حرکات کا مظاہر کیا جائے یا قرآن حکیم گانے کی طرز پر پڑھا جائے جس سے اُس کے الفاظ ہی تبدیل ہو جائیں اور ان میں تحریف واقع ہو جائے۔ اس طرح کی صورتحال بلاشبہ غلط اور ناجائز ہے۔ محفلِ میلاد کی وہ مجلس جو ان قباحتوں سے پاک ہو وہ ٹھیک ہے اس کی ممانعت نہیں۔

۴۲۔ نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے۔

> ''ادائے فرائض میں خصوصاً کوشش کرنی چاہیے اور حلت وحرمت میں بڑی احتیاط برتنی چاہیے اور عباداتِ نوافل کو عباداتِ فرائض کے مقابلہ میں خس و خاشاک کی طرح بے اعتبار جاننا چاہیے۔ اس زمانہ میں لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو بے اعتبار جانتے ہیں۔'' ۱۰۹

۱۰۹۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۸۲

۴۳۔ نمازِ تہجّد کو باجماعت ادا کرنا خلافِ سنت ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''طریقہ علیہ کے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریق میں بھی نئی نئی باتیں نکالی ہیں اور ان بزرگواروں کے اصل راستہ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ ان کے بعض مریدوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ان نئی نئی باتوں نے اس طریقہ کو کامل کر دیا ہے ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ منہ چھوٹا اور بات بڑی۔ بلکہ اُنھوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے میں وشش کی ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ جن بدعتوں کا دوسرے سلسلوں میں نام ونشان تک نہیں پایا جاتا وہ اس طریقہ علیہ میں پیدا کر دی ہیں۔ نماز تہجّد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد و نواح سے اس وقت لوگ تہجّد کے واسطے جمع ہو جاتے ہیں اور جمعیت سے ادا کرتے ہیں اور یہ عمل مکروہ ہے۔ بکراہت تحریم۔ بعض فقہاء نے جن کے نزدیک مداعی (یعنی ایک دوسرے کو بُلانا) کراہت کی شرط ہے اور نفل کی جماعت کو مسجد ے ایک کونے میں جائز قرار دیا ہے۔ تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ کہا اور نماز تہجّد کو اس وجہ سے تیرہ رکعت

جانتے ہیں جن میں سے بارہ رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور دو رکعت کو بیٹھ کر۔ تاکہ ایک رکعت کا حکم پیدا کریں اور اِس سے مل کر تیرہ ہو جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے جو کبھی تیرہ رکعت ادا کی ہیں اور کبھی گیارہ رکعت اور کبھی نو اور کبھی سات تو اس میں نماز تہجّد کے ساتھ وتر نے مل کر فردیت کا حکم پیدا کیا ہے۔ نہ یہ کہ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرنے کو کھڑے ہو کر ایک رکعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اِس قسم کے عِلم و عمل کا باعث سُنت سُنّیہ مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عدمِ اتباع ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ علماء ہی کے شہروں میں جو مجتہدین علیہم الرضوان کا وطن ہے اس قسم کے محدثات اور بدعات رواج پا گئے ہیں، حالانکہ ہم فقیر اسلامی علوم انہی کی برکت سے حاصل کرتے ہیں۔ واللہ سبحانہ الملھم للصواب۔ اللہ تعالیٰ بہتری کی طرف الہام کرنے والا ہے، غم دل کو ظاہر اس لئے نہیں کرتا کہ ڈرتا ہوں کہ میرا دل ہی سُن سُن کر آزردہ نہ ہو جائے“۔[۱۱۰]

۱۱۰۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۶۸

۴۴۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ حنفی مذہب کے مقلّد تھے

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں:۔

> ''حاسدوں کے بے جا تعصب اور فاسد نظر پر افسوس! ہزار افسوس!!! امام ابوحنیفہ فقہ کے بانی ہیں۔ تین چوتھائی فقہ اِن کے لئے مسلّم ہے جبکہ باقی آئمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں۔ فقہ میں صاحبِ خانہ امام ابوحنیفہ ہیں اور باقی سب اُن کے بال بچے ہیں۔ باوجود اِس کے کہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں لیکن مجھے امام شافعی سے گویا ذاتی محبت ہے اور انھیں بزرگ جانتا ہوں۔ اس لئے بعض نفلی کاموں میں ان کی تقلید کر لیتا ہوں۔ لیکن کیا کروں کہ دوسرے آئمہ مجتہدین کو وافر علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابوحنیفہ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں''۔[111]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے حنفی مذہب کی حقانیت و

۱۱۱۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر، دوم، مکتوب نمبر ۵۵

قبولیت اور انفرادیت کو بیان کرتے ہوئے خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہما کو یہ بھی بتایا تھا آپ لکھتے ہیں:

''بغیر تکلّف کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کشف کی نظر سے اِس مذہب حنفی کی نورانیت بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی مذاہب حوضوں اور نہروں کی مانند نظر آتے ہیں۔ اور ظاہر کی نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم متبعین امامِ ابوحنیفہ پر مشتمل ہے۔ علیہم الرضوان اور پیروکاروں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب حنفی اُصول وفروع میں باقی تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ کار ہی نرالا ہے اور یہ اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔''[۱۱۲]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ بھی تصریح فرمائی ہے:

''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے واپس تشریف لانے کے بعد شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے اور رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع بھی کریں گے کیونکہ اِس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے۔ قریب ہے کہ ظاہرین

۱۱۲۔ (مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۵)

علماء حضرات عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجتہدات کا کمال دِقت اور غموضِ ماخذ کے سبب انکار کریں گے اور کتاب و سنت کے خلاف جانیں گے۔ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ کی مثال امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع وتقویٰ کی برکت سے اور متابعتِ سنت کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسروں کا فہم اُس کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے اور اُن کی مجتہدات کو دِقت معانی کے سبب کتاب وسنت کے خلاف جانتے ہیں اور اُنھیں اور اُن کے ساتھیوں کو اصحابِ رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اُن کے علم و درایت کی حقیقت تک نہ پہنچنے اور اُن کے فہم پر مطلع نہ ہونے کے باعث ہے۔ امام اعظم کی فراست دیکھیئے امامِ شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دِقت فقاہت سے جب کچھ حصہ ملا تو بیساختہ کہہ اُٹھے کہ تمام فقہاء ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں۔ ب بَانَّ النَّاسَ فِیْ فِقْهَ عَیَالٌ عَلیٰ فِقْهِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ افسوس اُن قاصر نظر لوگوں کی جرأت پر ہے جو اپنے نقص کو دوسرے کے سر منڈھتے ہیں۔۔۔ اور اِسی مناسبت کے باعث، جو امام اعظم سے حضرت رُوح اللہ رکھتے ہیں، یہ ہوگا۔ جیسا کہ خواجہ محمد پارسا نے فصولِ ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد مذہب

حنفی کے مطابق عمل کریں گے یعنی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ
الصلوٰۃ والسلام کا اجتہاد امامِ اعظم کے اجتہاد سے موافقت رکھے
گا، یہ نہیں کہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حنفی مذہب کی تقلید
کریں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی
شانِ پیغمبری اس سے کہیں بلند تر ہے کہ وہ علمائے اُمت میں
سے کسی کی تقلید کریں۔''۱۱۳

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کی فقہی تقلید کرنے والے حنفی، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے مالکی، حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فقہ کی تقلید کرنے والے شوافع اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرنے والے حنابلہ اور سلاسل ہائے روحانی، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، سلسلہ عالیہ قادریہ، سلسلہ عالیہ چشتیہ، سلسلہ عالیہ سہروردیہ اور دیگر سلاسل کے متوسلین، مریدین و معتقدین یعنی نقشبندی، قادری، چشتی اور سہروردی یہ فرقے نہیں بلکہ یہ سب اہل سنت و جماعت ہیں۔ گمراہی سے بچنے کے لئے آئمہ مجتہدین میں سے کسی نہ کسی امام کی تقلید بالخصوص فقہ حنفی کی تقلید اور کسی نہ کسی روحانی سلسلہ میں منسلک ہونا لازمی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشادات مبارکہ میں

۱۱۳۔ مکتوباتِ امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۵۵

بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے سلسلوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ آخرت میں نجات صرف اور صرف اہلسنت وجماعت کے طریقہ پر چلنے میں ہوگی۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان بڑی عقیدت ومحبت کا دم بھرتے ہیں لیکن انکا عمل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات کے مطابق ہونا ضروری اور لازمی ہے ورنہ انکی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور عقیدت زبانی جمع خرچ اور عامۃ الناس کو دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔

مآخذ:

۱۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی: مترجم مکتوباتِ امام ربانی
۲۔ محمد عبدالحکیم خان اختر مجددی مظہری شاہ جہان پوری: تجلیاتِ امام ربانی
۳۔ مولانا سعید احمد نقشبندی: مسلک امام ربانی
۴۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری: ارشاداتِ مجدد

جب حضرت مجدّد الف ثانی اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوھی خلیفہ شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں مشاہدہ کیا کہ ملائک کا ہجوم ہے جو خوشی اور انبساط کا اظہار کر رہے ہیں اور آپ کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔

مولانا خواجہ احمد حسین خان، جواہر مجدّدیہ، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء، ص ۳۰

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف
نظریات یا شخصیات

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اہداف ۔نظریات یا شخصیات

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی

عنوان فی نفسہ ایک عمدہ سوال ہے تو اس کا ایک جواب یہ ہے کہ حضرت مجدد کے اہداف نظریات بھی ہیں اور شخصیات بھی اور دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مجدد کے اہداف بنیادی اور اصولی طور پر صرف نظریات ہی ہیں اور آپ کا مطلوب و مقصود شخصیات کو ان نظریات کے رنگ میں رنگنا اور اس حوالے سے ان کی فکری، علمی اور عملی کوتاہیوں کا ازالہ کرنا اور بھر پور اصلاح ہے اور یہی وہ نصب العین یا ہدف ہے جو مجدد دین دین وملت کا خاصہ ہے کہ وہ شخصیات کو ہدف بنائے بغیر کچھ اس انداز سے کام کرتے ہیں کہ نظریات کی بالادستی اور سچائی خود بخود صیاد کو صید بنا دیتی ہے اور اسے اس حلقۂ خیر میں مقید کر لیتی ہے کہ اُسے پھڑ پھڑانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔

جواب اوّل کے حوالے سے حضرت مجدد کے اہداف نظریات ہیں اور نظریہ صرف دین اسلام کی بالادستی کتاب وسنت کا علمی و عملی احیاء، گمراہوں کو صراط مستقیم کی جانب راہ نمائی، باطل و جابر قوتوں کا پُر حکمت مقابلہ، باطل قوتوں کی پیدکردہ خلفشار و فساد کا مؤثر قلع قمع، کمزور اور مصلحت کیشوں میں جرأت و بیباکی کی نمو اور راہ حق کے طلبگاروں کی تشنہ لبی کا زمزم ہدائت سے سیرابی ہے۔

اس جواب کا دوسرا حصہ کہ اہداف شخصیات بھی ہیں اور یہ شخصیات ہیں جنہوں

نے صاحب اہداف کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور انکو ہدف بنا کر ہی نظریات کا سورج پوری آب وتاب سے طلوع ہوگا تاہم ہدف نظریہ ہی ہے لیکن شخصیات اس دائرے سے مکمل طور پر معدوم نہیں ہوتیں اور تکمیل اہداف کیلئے ان کا تذکرہ اوجھل نہیں ہو پاتا ان شخصیات میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شاہان وقت ہیں ان کے حاشیہ بردار ارکان سلطنت علماءِ سوءِ دنیا دار ہیں یا پھر وہ لوگ جو مصلحت کیشی کی آڑ میں احقاقِ حق اور امداد واعانتِ حق سے کامل طور پر یا کسی صورت گریزاں ہیں۔

جواب ثانی کے حوالے سے ہم جواب اول کے پہلے حصہ میں کہہ آئے ہیں وہ اہداف نظریاتِ اسلام کی نمو اور اسی گلستان کی آبیاری ہے ہماری یہ بحث جوں جوں بڑھے گی باہم مخلوط ہو جائیگی اس بات کو واضح کرنے کیلئے ہمارا ماخذ بنیادی طور پر مکتوبات امام ربانی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر تصانیف ہیں چنانچہ اس تناظر میں آپ کے وہ ارشادات جو مکتوبات میں موجود ہیں اور ان اہداف کے پس منظر پر دلالت کرتے ہیں، جن کا تذکرہ ضروری ہے کہ وہ اہداف کے سبب اور محرک ہیں اس کے علاوہ بھی اسباب محرکہ دیگر کتب میں مذکور ہیں ہم اختصار واجمال کے ساتھ اس کا ذکر کریں گے اور اسی کے ساتھ نظریات کا پہلو بھی اجاگر ہوتا رہے گا۔

خان اعظم کی طرف رقم طراز ہیں:

''غربت اسلام اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار علانیہ اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور بے تحاشا کفر کے احکام کا اجراء اور گلیوں بازاروں میں کفار کی

مدح وثنا کرتے پھر رہے ہیں اور مسلمانوں کو اسلامی احکام
کے اجراء سے روک دیا گیا ہے اور احکام شرعیہ کے
بجالانے میں انکی مذمت اور طعن وتشنیع کی جاتی ہے

پری نہفتہ رُخ و دیودر کرشمہ و ناز
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبی ست

پری تو اپنا منہ چھپا رکھے اور شیطان کرشمہ و ناز دکھائے
حیرت سے عقل جل جاتی ہے کہ کیسا عجیب معاملہ ہے۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ مقولہ ہے کہ ''اَلشَّرعَ تَحتَ السَّیفِ''
شرع تلوار کے نیچے ہے اور شرع شریف کی رونق بادشاہانِ
اسلام سے وابستہ ہے یہ جملہ الٹ ہو چکا ہے اور معاملے
میں انقلاب آچکا ہے ہائے حسرت ندامت ہائے افسوس''[1]

لالہ بیگ کی طرف تحریر فرمایا:۔

''اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہماری غیرت اسلامی میں اضافہ کرے قریباً
ایک صدی سے اسلام کی غربت اور پستی اس حد تک پہنچ
چکی ہے کہ بلاد اسلام میں کفار صرف احکام کفر کے اجراء پر
راضی نہیں ہوتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی احکام بالکل

۱۔ مکتوب نمبر ۶۵، دفتر اول حصہ دوم

مٹ جائیں اور مسلمانوں اور مسلمانی کا کوئی اثر (نشان) باقی نہ رہے اوران کی جرأت و بے باکی یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی مسلمان شعائر اسلام کے اظہار کی دلیری کرتا تو قتل کردیا جاتا ہے۔ ذبیحہ گاؤ جو ہندوستان میں اسلام کے اعظم شعائر (ا) ہیں سے ہے اب صورتحال یہ ہے کہ کفار شائد جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو جائیں مگر ذبح گائے پر کبھی راضی ہونے کو تیار نہیں، ابتدائے بادشاہت (ب) میں اگر مسلمانی رواج پذیر ہوگئی اور مسلمانوں نے کچھ حیثیت پیدا کرلی تو فبہا اور اگر عیاذاً باللہ سبحانہٗ معاملہ سستی اور توقف میں پڑ گیا تو مسلمانوں پر سخت برے دن آجائیں گے الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث اللہ کی بارگاہ میں فریاد فریاد پھر فریاد دیکھئے کون صاحب قسمت اس دولت (ترویج اسلام) سے سرفراز ہوتا ہے۔اور کس شہباز کا ہاتھ اس دولت تک پہنچتا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور واللہ ذوالفضل العظیم [۲]

(ا) آیت قرآنی والبدون جعلنھا من شعاراللہ کیطرف اشارہ ہے (ب)۔مراد جہانگیر بادشاہ ہے

۲۔مکتوب نمبر ۸۱ دفتر اول حصہ دوم

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سیادت پناہ شیخ فرید کیطرف رقمطراز ہیں:۔

بادشاہ جہان کیلئے اسطرح ہے جسطرح دل بدن کیلئے اگر دل ٹھیک ہے تو بدن ٹھیک ہے اور اگر دل خراب ہے تو سارا بدن خرابی کا شکار ہوگا بادشاہ کی درستی جہان کی درستی ہے اور بادشاہ کا خراب ہونا ملک کو خرابی میں ڈال دیتا ہے آپ جانتے ہوں گے کہ گذشتہ زمانے میں اہل اسلام کے سروں پر کیا کچھ گزر چکا ابتدائے اسلام کے وقت جبکہ مسلمان اپنے دین پر قائم تھے اور کفار اپنے طریقہ پر آیت کریمہ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ٥ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین اسی معنی کو بیان کرتی ہے اس سے قبل کفار علانیہ غلبہ اور زور کے ساتھ دار السلام میں کفر کے احکام جاری کرتے رہے ہیں اور مسلمان اسلامی احکام کے اظہار سے عاجز اور بے بس تھے اگر مسلمان ایسا کرنے کی جرأت کرتے تو قتل کر دیئے جاتے ہائے ہلاکت! ہائے

مصیبت! ہائے افسوس اور غم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رب العالمین کے محبوب ہیں ان کے ماننے والے تو ذلیل وخوار ہونگے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکروں

کی عزت اور ان کا لحاظ ہو مسلمان زخمی دلوں کے ساتھ اسلام کے ماتم میں تھے اور معاند اور مخالف لوگ تمسخر اور استہزا کے ذریعہ ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے تھے ہدائت کا آفتاب گمراہی کے پردوں میں چھپ چکا تھا اور نور حق باطل کے جوابات میں ایک طرف الگ ہو کر رہ گیا تھا۔

آج جب کہ دولت و نعمت اسلام کے آگے رکاوٹوں کے زوال کی خوشخبری اور اسلامی بادشاہ کے بیٹھنے کی خوشخبری خواص و عوام کے کانوں تک پہنچ چکی ہے اہل اسلام پر لازم ہو گیا ہے کہ بادشاہ کے معاون و مددگار بن کر ترویج شریعت اور تقویت دولت اسلام کی طرف راہ نمائی بجالائیں یہ امداد و تقویت خواہ زبان سے میسر آئے خواہ ہاتھ سے نعمت اسلام کی سب سے بڑی اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کیجائے اور کتاب و سنت اور اجماع کے عقائد کلامی کا اظہار کیا جائے تا کہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں پڑ کر راستہ نہ روک دے اور کام کو خرابی و فساد میں نہ ڈال دے اس قسم کی امداد علماء حق کے ساتھ مخصوص ہے جن کا رجحان آخرت کی طرف ہے دنیا پرست

علماء دین کا مقصود کمینی و حقیر دنیا ہے انکی صحبت زہر قاتل ہے انکی بدی کا فساد دوسروں کو بھی لپیٹ میں لئے ہوا ہے۔

عالم کہ کامرانی و تن وری می کند
او خود گم است کرا راہبری کند

جو عالم اپنے مقصود کی پوجا اور تن پروری (بدن پالنے) میں مصروف ہو وہ خود راستہ کھوئے ہوئے ہے وہ دوسروں کی راہنمائی کیا کرے گا۔

زمانہ ماضی میں جو بلا و آفت بھی اسلام کے سر پر ٹوٹی وہ انہیں علماء سوء کی وجہ سے تھی جو راہ راست سے بھٹکاتے ہیں بہتر فرقے جو گمراہی کی راہ اختیار کر چکے ہیں ان کے مقتدا و پیشوا یہی علماء سو ہیں علماء کے ماسوا گمراہوں کی گمراہی دوسروں تک کم ہی تجاوز کرتی ہے ظاہری لحاظ سے ہر قسم کی مدد کی استطاعت رکھنے کے باوجود جو شخص خدمت اسلام میں کوتاہی کرے اور اس کوتاہی کے سبب کارخانۂ اسلام میں فتور اور خلل واقع ہو تو ایسا شخص لائق عتاب ہے اس بنا پر یہ حقیر کم مایہ بھی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کی معاونت و مدد کرنے والی جماعت میں ڈال دے اور حسب استطاعت کوئی خدمت بجالائے اور اس قول کے مطابق

مَنْ کَثَّرَ سوادَقَوْم فَھُوَ مِنْھُمْ جوشخص کسی جماعت کے زیادہ ہونے کا باعث بنتا ہے تو انہیں میں شمار ہوتا ہے احتمال ہے کہ اس بے استطاعت کو بھی اس معزز جماعت میں شامل کرلیں اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح تصور کرتا ہے جو سوت کی انٹی لیکر آئی اور خود کو حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں شامل کرلیا تھا امید ہے کہ اس نزدیکی میں انشاء اللہ العزیز شرف حضور سے مشرف ہونگا آپ کی بزرگ جناب سے توقع ہے کہ جب آپ کو بالکلیہ بادشاہ کا قرب اور اسکی استطاعت میسر ہے تو خلوت وجلوت میں شریعت محمدیہ علیہ وعلٰی الہ من الصلوٰت افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت وخواری سے باہر نکالیں گے''۳؎

سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف رقمطراز ہیں:۔

''آج اسلام بہت غریب ہورہا ہے آج اسکی تقویت میں ایک چیتل (پیسہ) کا صرف کرنا کروڑوں روپوں کے بدلے قبول کرتے ہیں دیکھیں کون سے بہادر کو اس دولت

۳۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۴۷ دفتر اول حصہ دوم

عظمیٰ سے مشرف فرماتے ہیں دین کی ترقی اور مذہب کی تقویت ہر وقت خواہ کسی سے وقوع میں آئے بہتر اور زیبا ہے لیکن اس وقت میں کہ اسلام غریب ہو جاتا ہے اہل بیت کے آپ جیسے جوانمردوں سے نہایت زیبا اور خوب ہے کیونکہ یہ دولت آپ جیسے بزرگوں کی خانہ زاد ہے اس کا تعلق آپ سے ذاتی ہے اور دوسروں سے عارضی حقیقت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اسی عظیم القدر امر کے حاصل کرنے میں ہے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ایسے زمانہ میں موجود ہوئے کہ اگر اوامر و نواہی سے دسویں حصہ ترک کرو تو ہلاک ہو جاؤ اور تمھارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو بجالائیں گے اب یہ وہی وقت ہے اور یہ وہی لوگ ہیں۔

کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور ان پر سختی کرنا ضروریات دین سے ہے کفر کی باقی رسمیں جو پہلے زمانہ میں پیدا ہوئی تھیں اس وقت بادشاہ اسلام کو اہل کفر کے ساتھ وہ توجہ نہیں رہی مسلمانوں کے دل اس سے بہت پشیمان ہیں مسلمانوں پر لازم ہے جو بادشاہ اسلام کو ان بد مذہبوں کی رسموں کی برائی

سے مطلع کریں اگر وقت کے لحاظ سے مناسب سمجھیں تو
بعض علماء اسلام کو اطلاع دیں تا کہ وہ آ کر اہل کفر کی برائی
ظاہر کریں''۔[۴]

صدر جہاں کی طرف لکھتے ہیں:

''حق تعالیٰ آپکو سلامت رکھے بادشاہوں کا احسان چونکہ
تمام خلقت پر ہے اس لئے مخلوقات کے دل اس مضمون
کے موافق جُبِلت الخلائق عَلٰی حُبّ مَن اَحْسَنَ
اَلَیْھِمْ مخلوقات اپنے محسن کی محبت پر پیدا کی گئی ہے اپنے
محسنوں کیطرف مائل ہے پس بادشاہوں کا جس قدر
احسان عام لوگوں پر ہوتا ہے اس ارتباط اور تعلق کے باعث
اتنا ہی بادشاہوں کے نیک اور بُرے اخلاق اور برے اور
بھلے عادات لوگوں میں اثر کرتے جاتے ہیں اسی بنا پر کہا
جاتا ہے کہ النَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِھِم لوگ اپنے
بادشاہوں کے دین پر ہیں گذشتہ زمانہ کے حالات اس
بات کے مصداق ہیں۔

اب جبکہ سلطنتوں میں انقلاب آ گیا ہے اور دشمنی اور فساد

۴۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۳ دفتر اول حصہ سوم

نے اہل مذہب کو بگاڑ دیا ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی
بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے
کہ اپنی تمام ہمت کو روشن شریعت کی ترقی میں لگائیں اور
سب سے اول اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں
کیونکہ تاخیر میں خیریت ظاہر نہیں ہوتی اور غریبوں کے دل
اس تاخیر سے نہایت بیقرار ہیں گذشتہ زمانہ کی سختیاں ابھی
تک مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا
تدارک نہ ہو سکے اور اسلام کی غربت اس سے بھی زیادہ
ہو جائے جب بادشاہ سنت سنیہ مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام کی ترقی میں سرگرم نہ ہوں اور بادشاہ کے مقرب بھی
اس بارہ میں اپنے آپ کو الگ رکھیں اور چند روزہ زندگانی
کو عزیز سمجھیں تو پھر اہل اسلام بے چاروں پر زمانہ بہت
ہی تنگ ہو جائیگا

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

آنچہ از من گم شدہ گراز سلیمان گم شدہ
ہم سلیمان ہم پری ہم اہرمن بگریستے

مجھ سے گم ہوئی ہے وہ اگر سلیمان سے بھی گم ہو جاتی تو
سلیمان اور پریاں اور جن بھی روتے۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے ہیں کہ اگر وہ مصائب دنوں پر
ٹوٹتے تو وہ دن راتوں میں تبدیل ہو جاتے''۵

اہداف کی کامیابی اور نظریات کی بالادستی کی روشنی کی کرن پھوٹی تو صدر جہاں کیطرف مکرّر تحریر فرمایا:

''حق تعالیٰ آپکو سلامت و عافیت سے رکھے احکام شرعیہ کے جاری ہونے اور مذہب مصطفوی علی صاحبہا الصّلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی خواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے اور اللہ مالک وقدیر سے سوال ہے کہ اپنے نبی بشیر و نذیر علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی طفیل اس بڑے کام میں ترقی بخشے مجھے یقین ہے کہ اسلام کے مقتدا یعنی سادات عظام اور علماء کرام خلوت و جلوت میں اس دین متین کی ترقی اور اس صراط مستقیم کی تکمیل کے در پے ہوں گے بھلا کوئی بے سرو سامان اس بارہ میں کیا دم مارے

۵۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۵ دفتر اوّل حصہ سوم

آپ نے سنا ہوگا کہ بادشاہ اسلام اسلامی استعداد کی خوبی سے علماء کا خواہاں ہے الحمدللّٰہ علی ذٰلک آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق میں جو فساد پیدا ہوا تھا وہ علماء کی ہی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا اس بارہ میں امید ہے کہ پورا پورا تبع مدنظر رکھ کر علماء دیندار کے انتخاب کرنے میں پیش دستی کریں گے۔علماء بد دین کے چور ہیں ان کا مقصود ہر تن یہ ہے کہ خلق کے نزدیک مرتبہ وریاست و بزرگی حاصل ہوجائے العیاذ باللہ من فِتنَتِهِمْ اللہ تعالیٰ ان کے فتنہ سے بچائے ہاں ان میں سے جو بہتر ہیں وہ سب خلقت سے اچھے ہیں کل قیامت کے دن انکی سیاہی (تحریر و کتابت کے وقت لکھنے والی سیاہی) کو فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ تولیں گے اور انکی سیاہی کا پلّہ بھاری ہوجائیگا شَرُّالنَّاسِ شَرُّالعُلَمَاو خَیرُالنَّاسِ خَیرُ العُلَمَا سب لوگوں میں سے بُرے برے علماء ہیں اور سب خلقت سے اچھے اچھے عالم ہیں"

شیخ بدیع الدین کیطرف صادر فرمایا:

اکثر خام صوفی اور بے سروسامان ملحد اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اپنی گردنوں کو شریعت مطہرہ کی اطاعت سے باہر

نکالیں اور شرعی احکام کو عوام الناس ہی کے ساتھ مخصوص
رکھیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ خواص صرف معرفت ہی
کے مکلّف ہیں جیسا کہ وہ اپنی جہالت کے باعث امیروں
اور بادشاہوں کو عدل و انصاف کے سوا اور کسی چیز کا مکلّف
قرار نہیں دیتے اور وہ کہتے ہیں کہ احکام شرعیہ بجالانے کا
مقصد یہی ہوتا ہے کہ معرفت حاصل ہو جائے اور جو
معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو شرعی تکلیفات ساقط ہو جاتی
ہیں'' ۶؎

درج بالا مکتوبات سے بخوبی عیاں ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا بنیادی ہدف اکبری دور کی خرافات کا مکمل قلع قمع تھا ان خرافات کا اجمالی تذکرہ محقق شہیر ڈاکٹر برھان احمد فاروقی نے اپنی کتاب ''مجدد الف ثانی کا نظریہ توحید'' میں کچھ اسطرح سے کہا ہے:

''مغل بادشاہ اکبر کی حکمت عملی جس پر وہ اپنے دور حکومت
میں ہمیشہ عامل رہا دراصل مسلمانوں کے مذہبی شعور کو
ضعف اور صدمہ پہنچانے والے کیلئے وضع کی گئی تھی اس
کے بعض پہلوؤں سے ان کے جذبات سخت مشتعل ہو گئے

۶۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۷۶ دفتر اول حصہ پنجم

اور انہوں نے محسوس کیا کہ ہندوستان میں اسلام ختم ہو گیا آپ نے جب محسوس کیا کہ بادشاہت تبدیل ہو کر جہانگیر کی حکمرانی کا سلسلہ شروع ہوا ہے آپ نے مغلیہ سلطنت کے خلاف تحریک چلانے کی بجائے بادشاہ کی اصلاح کی حکمت عملی کو اپنا ہدف قرار دیا اور نظریات اسلام کے حوالے سے امراء دربار علماء اور متعلقہ بااثر شخصیات کو خطوط لکھے جو اپنی تفسیر آپ ہیں آپ اپنے اہداف میں نہ صرف کامیاب و کامران رہے بلکہ قید و بند کی صعوبتوں کے باوصف اس وقت رہائی قبول کی جب آپ کے مطالبات (جو نظریات کی بنیاد تھے) مکمل طور سے پورے ہو گئے، بادشاہ اکبر نے دوقومی نظریہ کو پامال کرنے کی سعی بلیغ کی تھی مگر حضرت مخدوم نے اس کا ایسا تدارک کیا جس نے آئندہ مغل حکمرانوں کو راہ راست پر ڈال دیا۔ آپ کا حلقہء اثر بہت وسیع تھا آپ تحریک بغاوت بھی برپا کر سکتے تھے لیکن آپ بخوبی جانتے تھے کہ اگر ایسا ہوا تو ہندوؤں کو سلطنت پر قبضہ کا کھلا موقع مل جائیگا۔

اکبر کے نظریاتی خلفشار کے ابطال کیلئے گراں قدر تحریری سرمایہ مہیا کیا جسکی ایک تابندہ مثال رسالہ اثبات النبوۃ ہے۔

علماء سو کی خرابیوں کو نہ صرف واشگاف کیا بلکہ اس کا مؤثر تدارک کرتے ہوئے انہیں بھی اصلاح کے دائرے میں لے آئے آپ نے تحریر وتقریر، اصلاح دلپذیر کیلئے ایسا عظیم خاموش انقلاب برپا کیا نہ صرف دین حق کا غلبہ ہوا بلکہ مسلمانوں کیلئے ایک نشاۃ ثانیہ کا سورج طلوع ہوا اور فکری عملی لحاظ سے ایک ایسی تحریک کی بنیاد رکھی جو انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری ساری رہے گی آپ بلا شبہ ایک عظیم مجدد تھے جنکے اہداف نظریات سے عبارت اور اسکی تکمیل تھی جب نظریات کی مطلوبہ تکمیل ہوئی تو شخصیات کا وجود خود اسی انقلاب کے سانچے میں ڈھل گیا پھر وہ کامرانی میں ڈھل گیا" جسکا علامہ اقبال مرحوم نے یوں اقرار کیا ہے

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اصلاحی تحریک نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلا نہیں کیا

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو تفرقہ میں مبتلاء نہیں کیا

شیخ الحدیث، علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی

تاریخ انسانیت بے شمار تحریکوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہے ان تحریکوں میں مذہبی تحریکیں بھی ہیں اور سیاسی بھی معاشرتی تحریکیں بھی ہیں اور سماجی بھی۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کئی تحریکوں نے خون ریزی اور امت میں تفرقہ کو جنم دیا اور کئی تحریکیں امن و آشتی، تزکیہء قلوب، تطہیر نفوس اور خدا خوفی ایسے اخلاق حمیدہ کی حسین عمارت کی بنیادیں قرار پائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ کی تحریک تجدید دین نے جس طرح دو قومی نظریہ کے خلاف سازش کا توڑ کیا اور ملت اسلامیہ کو اسلامی تہذیب وتمدن کی شاہراہ پر گامزن کیا جس کے نتیجے میں پاکستان معرض وجود میں آیا، وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے۔

اس سے پہلے کہ اس تحریک کا اجمالی خاکہ پیش کیا جائے اور اس حقیقت کو آشکار کیا جائے کہ آپ کی تحریک نے امت کو متحد و متفق رکھا، تفرقہ بازی کا بازار گرم نہیں کیا بطور تمہید اسلام اور توحید کے بلند بانگ دعووں اور اقامت دین کے عنوان سے معرض وجود میں آنے والی تحریک جس کا آغاز نجد سے ہوا اور اس کی نشأۃِ ثانیہ برصغیر پاک و ہند میں ہوئی کا تاریخی جائزہ لیا جائے اور اس بات کی تحقیق کی

جائے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اصلاحی تحریک اور نجدی تحریک میں بنیادی فرق کیا تھا کہ ایک تحریک نے امت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور دوسری تحریک (نجدی تحریک) نے امت کو فرقوں میں تقسیم کیا بلکہ گمراہی کی فضا پیدا کی اور بے گناہ مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلی گئی۔

سیاسی، مذہبی دینی بلکہ سماجی اور معاشرتی حوالے سے سب سے پہلی تحریک، سرکار دوعالم ﷺ کی نبوی تحریک ہے اس تحریک نے کائنات انسانیت میں ایسا انقلاب بپا کیا کہ کفر کی جگہ اسلام، گمراہی کی جگہ ہدایت، بے حیائی کی جگہ حیا، ظلم کی جگہ عدل، جہالت کی جگہ علم، عداوت ونفرت کی جگہ دوستی اور محبت کی روشنی نے کائنات کو روشن اور منور کر دیا اور "خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے" کا سماں بندھ ہو گیا

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی اسلامی اصلاحی تحریک اس وقت تک نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی ہے جب تک اس کی اُٹھان منہاج نبوت سے نہ ہو اور اس کے خدوخال میں نبوی فکر اور طور طریقہ کارفرمانہ ہو۔

نبوی تحریک میں تین باتیں بنیادی ہیں

☆ اس تحریک کا مقصد اصلاح اور خیر خواہی تھا

☆ اس مقصد کے حصول کے لئے حکمت وموعظت کی راہ اختیار کی گئی

☆ دین اسلام کو کسی پر ٹھونسا نہیں گیا بلکہ اس کی حقانیت کو واضح کر کے انسان کو اختیار دیا گیا

پہلی بات کے حوالے سے قرآن مجید سے یوں راہنمائی ملتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت ۔۱

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں

ابلغکم رسالات ربی و انصح لکم ۔۲

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں اور تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظہ الحسنۃ و جادلھم بِالّتی ھی احسن ۔۳

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھے وعظ کے ساتھ بلائیے اوران لوگوں کے ساتھ نہایت اچھے طریقے سے مجادلہ کیجئے۔

تیسری بات کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی ۔۴

دین کے معاملے میں زبردستی نہیں بے شک ہدایت گمراہی سے خوب جدا ہوگئی ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور بات تحریک نبوی یا دعوت نبوی

۱۔سورہ ہود آیت ۸۸ ۲۔سورا عراف آیت ۶۲ ۳۔سورۃ النحل آیت ۱۲۵ ۴۔سورۃ البقرہ آیت ۲۰۶

میں شامل ہے اور وہ بات یہ ارشاد خداوندی ہے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۔۵
اے رسول آپ وہ بات پہنچا دیجئے جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی ذاتی سوچ اور فکر کی دعوت و تبلیغ نہیں فرمائی اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف نہیں بلکہ اس ذات کی طرف بلایا جو سب کا خالق ہے اور اسی کے احکام اور دین کی دعوت دی ''الی سبیل ربک'' کے الفاظ بھی اسی بات کی تائید کرتے ہیں

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو تحریک ''منہاج النبوت'' کی روشنی سے محروم ہو وہ اصلاح کی بجائے انتشار، اتحاد کی بجائے تفرقہ اور امن وآشتی کی بجائے دہشت گردی اور خون ریزی کے کلچر کو جنم دے گی۔

منہاج تحریک نبوی جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کر دیا گیا ہے چار چیزیں ہیں

۱۔اصلاح اور خیر خواہی مقصود ہو

۲۔حکمت ودانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دی جائے اور باوقار مکالمہ ہو۔

۳۔اپنی ذات کی بجائے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف اور اپنے خود ساختہ

۵۔سورۃ مائدہ آیت ۶۷

نظریات کی بجائے اسلام کی سنہری تعلیمات کی طرف دعوت دی جائے۔

۴۔ اپنا موقف کسی پر مسلط نہ کیا جائے بلکہ دلائل کی روشنی میں اپنا موقف واضح کر کے فیصلہ اس پر چھوڑ دیا جائے۔

مندرجہ بالا گفتگو کی روشنی میں نجدی تحریک اور مجددی تحریک کے نتائج کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

تاریخ کے صفحات اس حقیقت کی نہایت وضاحت اور صراحت کے ساتھ گواہی دیتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک جس کا مقصد عقیدۂ توحید کی اصلاح بتایا گیا اور سید احمد بریلوی اور اسماعیل دہلوی کی تحریک جس کا مقصد اقامت دین بتایا گیا تھا۔ بظاہر دونوں تحریکوں جو حقیقت میں ایک ہی تحریک تھی کے عنوانات دل موہ لینے والے تھے کیونکہ توحید مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور اقامت دین ملت اسلامیہ کی خیر خواہی اور صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے از بس ضروری ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جس توحید کا اعلان کیا گیا وہ خود ساختہ توحید تھی جس کی آڑ میں انبیاء کرام اور صلحاء امت کی توہین و تنقیص مقصود تھی اور چونکہ یہ من گھڑت عقیدۂ توحید امت کے لئے قابل قبول نہ تھا اس لئے اس کو زبردستی منوانے کی راہ اختیار کی گئی جس کے نتیجے میں ایک طرف خون مسلم کی ہولی کھیلی گئی اور دوسری جانب ملت اسلامیہ کو فرقوں میں تقسیم کر کے رہتی دنیا تک کے لئے ایک کلمہ پڑھنے والوں کے درمیان جنگ و جدل اور مناظرہ بازی کا بازار گرم کر دیا گیا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک اہل شرک کے خلاف نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے خلاف تھی چنانچہ مسلمانوں کے جائز معمولات کو پہلے شرک کا نام دیا گیا

پھر اس کے خلاف (خودساختہ) جہاد کو عمل میں لایا گیا اور اس سلسلے میں محمد بن سعود کی مدد حاصل کی گئی گویا فکر ابن عبدالوہاب کی اور اس کے نفاذ کیلئے ساری قوت محمد بن سعود کی تھی جس کے نتیجے میں وہابیت کو پروان چڑھایا گیا چونکہ یہ تحریک اخلاص، روحانیت، خیر خواہی، حکمت و دانائی سے خالی تھی اس لئے اس نے امت میں انتشار کی فضا پیدا کردی لیکن نجدی کے مقاصد کی تکمیل نہ ہوسکی اور آج تک امت نے اس من گھڑت عقیدہ توحید کو قبول نہ کیا۔ رسالہ الشیخ محمد بن عبدالوہاب میں لکھا ہے

لیس بین ھولاء الدعاۃ و خصومھم شی الا ان ھوء لاء دعواالی توحید اللہ و اخلاص العبادۃ للہ عزوجل و الاستقامۃ علی ذلک و ھدم المساجد و القباب اللتی علی القبور۔[۶]

ان دعوت دینے والوں (وہابیہ) اور ان کے دشمنوں (اہل سنت و جماعت) کے درمیان سوائے اس کے کوئی اور وجہ خصومت نہیں تھی کہ یہ دعاۃ (توحید کی دعوت دینے والے) ان (اہل سنت و جماعت) کو توحید الٰہی اور خالص عبادت پر استقامت کی دعوت دیتے تھے اور قبروں (مزارات) پر بنے ہوئے قبوں اور مساجد کو ڈھانا دشمنی کی بنیاد تھی۔

یاد رہے کہ یہ رسالہ مدینہ منورہ میں الجامعۃ الاسلامیہ کے نائب رئیس عبدالعزیز بن باز کی تالیف ہے عبدالعزیز بن باز نے یہ بھی لکھا ہے

۶۔ رسالہ شیخ محمد بن عبدالوہاب ص ۳۲ بحوالہ مکمل تاریخ وہابیہ ص ۵۸ مولفہ مولانا ابوالحسان محمد رمضان مطبوعہ شرکت قادریہ بھورو سندھ

شیخ (ابن عبدالوہاب) نے دعوت اور جہاد کا سلسلہ پوری قوت سے جاری رکھا اور اس دعوت و جہاد میں امیر درعیہ (ایک مقام) محمد بن سعود نے اس کی پوری پوری مدد کی اور خاندان سعودیہ نے اس سلسلہء دعوت و جہاد میں پورا پورا زور لگا دیا۔ ۱۱۵۸ھ میں علم جہاد بلند کر کے جہاد کا آغاز کیا گیا ابتداء یہ جہاد تلوار اور کلام، بیان، حجت اور برہان سے شروع کیا گیا پھر آگے چل کر یہ دعوت صرف جہاد بالسیف تلوار کے ساتھ جہاد کی طرف منتقل ہوگئی۔ ے

ابن عبدالوہاب کے معتقد عبدالعزیز بن باز کی مندرجہ بالا عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نجدی کی تحریک اخلاص توحید شرک اور مشرکین کے خلاف نہ تھی بلکہ مسلمانوں اور ان کے عقیدہ کے خلاف تھی جو اسلامی احکام کے منافی نہیں مثلاً مزارات اولیاء کرام پر گنبد بنانا یا وہاں مساجد تعمیر کرنا کہ زائرین نماز پڑھ سکیں کونسا شرک ہے اور مزارات مقدسہ پر حاضری دینے والے اللہ تعالیٰ کے سوا کس کی پوجا کرتے ہیں۔

پھر دوسری بات یہ کہ اگر خدانخواستہ مسلمانوں کا یہ معمول شرعی اعتبار سے درست نہ بھی ہو تو اس کے خلاف تلوار نکالنا اور اسے جہاد کا نام دینا کس شریعت کی تعلیم ہے۔

اور یہ بات بھی واضح ہے کہ چونکہ یہ تحریک امت مسلمہ کے خلاف تھی اس لئے اس کو تلوار کے زور پر پھیلانے کی کوشش کی گئی اور بے شمار مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور صحابہ

ے۔ رسالہ مذکورہ ص ۲۸

اور اہل بیت اطہار کے مزارات کو منہدم کیا گیا لیکن الحمد اللہ آج بھی مسلمان اپنے موقف پر قائم ہیں بلکہ نجدی کی کم عقلی کی وجہ سے جب ایک جائز امر کو ناجائز کیا گیا تو اس کے رد عمل میں آج اولیاء کرام کے مزارات کے گنبدوں پر زر کثیر خرچ کیا جا رہا ہے اگر یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں ایک جائز کام کو شرک کا نام دیتے تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی۔

اسی طرح محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کا دوسرا دور یا نشاۃ ثانیہ سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل کی شکل میں ہندوستان میں نمودار ہوا اور سکھوں کے خلاف جہاد کی آڑ میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا چنانچہ سید احمد نے رئیس قلات کو خط لکھا:

> ''مناسب اور مصلحت یہ ہے کہ ایسا کیا جائے کہ سب سے پہلے منافقوں کے استیصال کے متعلق انتہائی کوشش کی جائے اور جب جناب والا کے قرب و جوار کے علاقہ میں ان بدکردار منافقین کا قصہ پاک ہو جائے تو پھر اطمینان خاطر اور دلجمعی کے ساتھ اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں اس لئے مصلحت وقت یہی ہے کہ پہلے منافقین کے فتنہ وفساد کے دفعیہ کے لئے سخت کوششیں فرمائیں۔۸

اس کا مطلب یہ تھا کہ سکھوں سے زیادہ خطرناک دشمن سنی حنفی مسلمان ہیں۔

۸۔ محمد جعفر تھانیسری، مکتوب سید احمد شہید ص ۴۷

پہلے پہل انہیں ٹھکانے لگایا جائے اور بعد میں سکھوں کی فکر کی جائے۔

اختصار کے پیش نظر اس پر اکتفاء کیا جاتا ہے اب اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی، سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے مسلمانوں کے خلاف جنگ کو جہاد کا نام دینے اور جواز پیدا کرنے کے لئے ان کو مشرک بدعتی اور منافق قرار دیا۔

یہی وجہ ہے کہ جمہور مسلمان ان کے ارادے کو بھانپ گئے اور ان کی مخالفت کی جس کے نتیجے میں ان حضرات کے معتقدین نے فرقوں کی شکل اختیار کی اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی نے جنم لیا اور آج کی دہشت گردی اور اپنے فکری مخالفین کو دلائل کی بجائے بندوق کی نالی سے خاموش کرانے کے کلچر نے جنم لیا

یاد رہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیدائش ۱۱۱۴ھ میں اور سید احمد بریلوی کی پیدائش ۱۲۰۱ھ میں ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی ولادت ۹۷۱ھ میں سرہند شریف میں ہوئی لیکن تاریخ سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی حیات طیبہ جو ۱۰۳۴ھ میں آپ کے وصال پر مکمل ہوتی ہے اس دوران یا اس کے بعد مسلمانوں میں صرف اہل سنت تھے کسی فرقے نے جنم نہیں لیا تھا اور فرقہ بندی کا آغاز محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک سے ہوا۔ یوں تو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ملت اسلامیہ کی اعتقادی اور عملی، معاشرتی اور سماجی ہر اعتبار سے اصلاح فرمائی لیکن خاص طور پر آپ کی اصلاح کا بنیادی نکتہ دو قومی نظریہ کا احیاء تھا جسے مغلیہ فرمانروا اکبر کے دور میں ختم کر دیا تھا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اکبر کی جدوجہد کے تین مقاصد تھے۔

۱۔ قومی حکومت کا قیام

۲۔ ہندوؤں سے مفاہمت

۳۔ متحدہ ہندوستان

جب کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ان تین مقاصد کے حصول کے لئے جدو جہد فرمائی۔

۱۔ اسلامی حکومت کا قیام

۲۔ ہندوؤں سے عدم مفاہمت

۳۔ اسلامی ہند کی تعمیر ۔۹

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ان مقاصد کے حصول کیلئے دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا راستہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ اپنی تحریک کو نبوی منہاج پر استوار کیا اور قلوب و اذہان کی تطہیر کو بنیادی حیثیت دی، ڈاکٹر صاحب مزید لکھتے ہیں عوام و خواص کو جو شریعت سے بیگانہ ہوتے جا رہے تھے آپ نے اپنے عملی مقالات اور مکتوبات کے ذریعے آشنائے شریعت کیا۔

بیشتر صوفیاء طریقت کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر گمراہ ہو رہے تھے ان کو طریقت کا واقف کار بنایا سیاست و حکومت میں حضرت مجدد رحمہ اللہ نے جو اہم کارنامہ سرانجام دیا وہ اکبر کے ایک قومی نظریہ کے خلاف دوقومی نظریہ کا تھا۔ اپنے سیاسی

۹۔ تجلیات امام ربانی مقدمہ از ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۱۸

مقاصد کے حصول کے لئے اکبر نے دین الٰہی کے نام سے ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی اس دین کا مقصد وحید یہی تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو ملا کر ایک نئی قوم تیار کی جائے۔ ۱۰

آپ نے اس کے خلاف مؤثر آواز بلند کی جس کے نتیجے میں یہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا آپ نے علماء ومشائخ اور ارکان سلطنت کے ذریعے اپنی تحریک کو مؤثر کیا اس سلسلے میں آپ نے سلطنت کے اہم رکن خانِ جہاں کو لکھا۔

"ملک میں بادشاہ روح اور پبلک بمنزلہ جسم کے ہے۔ روح درست ہو تو جسم درست اور روح خراب ہو تو جسم بھی خراب ہو جاتا ہے بادشاہ کی اصلاح کے لئے کوشش کرنا پبلک کے تمام افراد کی اصلاح کرنا ہے یہ اصلاح اسی طرح ہو سکتی ہے

اصلاح اسلامی باتیں اور تعلیمات سے روشناس کرانے میں ہے جب موقع اور گنجائش نظر آئے تو اسلامی باتیں یعنی اہل سنت و جماعت کے عقائد اس کے گوش گزار کئے جائیں اور حسب موقع مخالفین اہل سنت کا رد و ابطال کیا جائے اگر یہ مذکورہ دولت آپ نے حاصل کر لی تو انبیائے کرام علیہم السلام کی وراثت سے بہت بڑا حصہ پالیا آپ کو یہ دولت مفت مل سکتی ہے اس کی قدر کرنی چاہیے" ۱۱

یعنی مصلحت اور حکمت و دانائی کے ساتھ اپنے دور کے فتنوں بالخصوص بہت بڑے فتنہ "دین الٰہی" کا خاتمہ کیا اور امت مسلمہ کو کسی قسم کی تفرقہ بازی میں مبتلا نہیں کیا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے دور سے ہوا

۱۰۔ ایضاً ص ۲۰ ۱۱۔ تجلیات امام ربانی ص ۳۱۵ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۶۷

اور جہانگیر بادشاہ کے دورِ حکومت میں یہ کوششیں بارآور ہوئیں۔ اکبر کے دور میں ایسے کام شروع ہوئے جو سراسر اسلام کے منافی تھے۔ کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اکبر خلیفۃ اللہ، گائے کی قربانی پر پابندی، خنزیر اور کتوں کا احترام، شراب اور جوئے کا پھیل جانا، علماء کو بالجبر شراب پلانا، عورتوں کی بے حجابی، پردہ پر پابندی، زمین بوس ہونے سے سجدہ کا آغاز یعنی عالم و عامی سب بادشاہ کے آگے سجدہ ریز ہونے لگے۔ بعض مساجد گرادی گئیں، مدارس عربیہ مسمار کردیے گئے، داڑھیاں منڈوادی گئیں، اور سرعام شعائر اسلام کا مذاق اڑایا جانے لگا''۔[۱۲]

حضرت امام ربانی نے اس نہایت مشکل دور میں مصائب برداشت کیے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن کوئی فرقہ نہیں بنایا، قتل و غارت گری کا بازار گرم نہیں کیا بلکہ نہایت اخلاص سے اپنے مشن کو جاری رکھا حتیٰ کہ تمام غیر اسلامی رسومات کا خاتمہ ہوگیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یوں کامیابی عطا فرمائی کہ آپ کا یہ مشن آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ بن گیا۔

آج حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی اصلاحی تحریک کو فروغ دینے کے لئے کئی تنظیمیں اور ادارے معرض وجود میں آچکے ہیں اور نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں لیکن کوئی ایسا فرقہ ظہور پذیر نہیں ہوا جو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا نام لیوا ہو اور ملت اسلامیہ میں تفریق، اختلاف اور انتشار کا باعث ہو۔

۱۲۔ تجلیات امام ربانی ص ۳۱۵ مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب ۶۷

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کا

نظریہ جہاد

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریۂ جہاد

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
صدر مرکز تحقیق فیصل آباد

اسلامی تصور حیات کے مطابق ایک صاحب ایمان وتسلیم کی پوری زندگی جُہد مسلسل سے عبارت ہے، یہ الگ بات کہ اس تگ ودو میں جسمانی، روحانی اور علمی صلاحیتوں کو ہی معیار بنایا گیا ہے، یہ اس لئے ہے کہ دین اپنے تقاضوں کی بجا آوری ہر اصرار کے باوجود استطاعت فرد وقوم کا مکمل لحاظ رکھتا ہے، اس لئے ارشاد ہوا کہ بدی کو قوت ہو تو ہاتھ سے روک دیا جائے، ایسی قوت حاصل نہ ہو تو زبان سے دلائل کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کی جائے اور اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس کے خلاف نفرت ضرور رکھی جائے اگر چہ یہ رویہ کمزور تر ایمان کی علامت ہے، دیکھئے انسان اپنی تین کیفیات سے گزر سکتا ہے اور اسلامی تعلیمات نے اُسے ہر صورت میں بدی کے خلاف ردّعمل کی ترغیب دی ہے، جہاد ان تمام صورتوں میں جاری رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ مؤمن کی زندگی کا کوئی پہلو یا کوئی کیفیت ترویج خیر اور دفع شر کے ایمانی تقاضوں سے خالی نہ ہو، اگر یہ جذبہ خواہ کس قدر مدہم بھی ہو موجود رہے تو حسنات کی امید قائم رہتی ہے، امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:

اَلْجِهَادُ وَ اَلْمُجَاهَدَةُ اِسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ فِیْ مُدَافَعَةِ الْعَدُوِّ۔[1]

ا۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن مادہ جھد

موجود استطاعت کو فریضہ ءحق کی خاطر خوش دلی سے صرف کر دینا جہاد ہے کیونکہ یہ زندگی بھر کا عمل ہے اس لئے اس کی صورتیں حالات و وقائع کے مطابق بدلتی رہتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جہاد کی متعدد اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً

قتال جو جہاد کی انتہائی عملی صورت ہے اور یہ دشمن کے خلاف ایسی نبرد آزمائی ہے کہ جس کا نتیجہ یا تو شہید ہوتا ہے یا غازی بن کر میدانِ جہاد سے لوٹتا ہے۔

جہاد بالمال: اشاعت دین کیلئے مال و دولت کا خرچ کرنا تا کہ بالفعل نبرد آزما افراد کو سہولت بھی ہو اور استطاعت میں کمی بھی نہ آئے۔

جہاد بالقلم: ایمانیات کی ترسیخ اور اعمال حسنہ کی ترغیب کے لئے دلائل و براہین کا اس طرح اظہار کی صفحہ قرطاس پر روشنیاں ہویدا ہونے لگیں۔

جہاد باللسان: قوت گویائی کو اشاعت خیر کے لئے یوں خرچ کرنا کہ سامع کا دل صداقتوں کو تسلیم کرنے پر مائل ہو جائے۔

مسلمان امت ہر دور میں اور ہمہ وقت جہاد کے مشن پر کار بند رہی ہے، اسی سے تعلیمات کو وقار اور ثبات حاصل رہا ہے اگر بدر و احد اور خندق دفاعِ ملت کے ابدی نشان ہیں تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی ہجرت سے قبل مدینہ منورہ میں تبلیغی کاوش جہاد باللسان کے عمدہ تر مثال ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ جس دور میں نشر دین اور صیانتِ عقیدہ کا جہاد کر رہے تھے وہ دور کئی حیثیتوں اور متعدد جہتوں سے

منفرد تھا، ایک یہ واضح حیثیت کہ قتال کی بظاہر صورت موجود نہ تھی ، یہ دورانیہ فوج کشی سے عبارت نہ تھا بلکہ یہ عملی سطوت اور کرداری عظمت کا تقاضا کرتا تھا، حالات جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کی تحریک دے رہے تھے۔مگر بدقسمتی سے قلم پر فیضی وابوالفضل جیسے اصحاب قلم کا قبضہ تھا۔ان برادران کی وجاہت علمی مسلمہ تھی ، ان کو اس دور کی علمی و دینی زبان عربی پر اور معاشرتی وثقافتی زبان فارسی پر یدطولیٰ حاصل تھا۔سواطع الالہام فیضی کی پُرکاری اور حرف شناسی کا منہ بولتا ثبوت ہے، دفتر ابوالفضل کا حرف حرف پکار رہا ہے کہ ابوالفضل جیسا قلمکار بہت کمیاب ہوتا ہے، شاعر ہو یا ادیب رطب اللسانی کے جوہر دکھا رہا تھا اور شیخ الاسلام کی مسند کے حریص تاویلات کے نت نئے فتنے اٹھا رہے تھے، اس ماحول میں تقویم عقیدہ اور صلاحیتِ عمل کی نئی راہ کھولنا جو موجود ماحول سے یکسر مختلف ہو ایک مرد جری صاحب لسان وقلم کا ہی کارنامہ ہے۔جہاد کا یہ اساسی فرق بہرحال ذہن نشین رہنا چاہیے کہ اس دور میں دشمن کسی میدانِ قتال میں صف آراء نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنوں سے خراج محبت وصول کر رہا ہے، دشمن سامنے ہو تو شناخت دشوار نہیں ہوتی اور تیغ زنی کسی وسوسے کا شکار بھی نہیں ہوتی بھائی ہو یا بیٹا گر بنے دوسری صف کا، اس لئے قتال میں کسی تردد کی گنجائش نہیں ہوتی، تاریخ شاہد ہے کہ سر پر تلوار آنے پر بھی کسی نے توحید کی شہادت دے دی تو تلوار رُک گئی، یہ صورت حال اس قدر واضح تھی کہ بعد میں بھی ملت اسلامیہ کو اس پر کبھی ابہام کی گنجائش نہ رہی مگر جب مدمقابل بظاہر کلمہ گو ہو، اعمال کی صورت گری بھی چونکا دینے والی نہ ہو مگر رویے کفر کی تائید کر رہے ہوں تو کیا کیا جائے ،حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایسے ہی حالات سے گزرنا پڑا تھا، دشمن سر پر تلوار لئے

کھڑا تھا اور اس قدر بھیانک جرم کا ارتکاب کرنے والا تھا مگر نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے عجلت بھی دکھا رہا تھا، یہ ملفوف کفر پر کسی کو دکھائی نہیں دیتا، ایسا جہاد دفاعی ضرور ہوتا ہے مگر یہ بڑی تیز نگاہی کا متقاضی ہوتا ہے، یہی تیز نگاہی، فراست ایمانی کا وہ جوہر ہے جس سے اسلام کو زندگی اور اہل ایمان کو اعتماد نصیب ہوتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو ایسا ہی جہاد درپیش تھا، ایک مضبوط حکومت جس کو مسلمان ہونے کا دعویٰ تھا جو لا الہ الاّ اللہ کو تسلیم بھی کرتی تھی مگر ''اکبر خلیفۃ اللہ'' کا لاحقہ بھی چاہتی تھی، ایوان اقتدار بھی 'جلال الدین' کا قبضہ تھا مگر دین کا جلال کہیں نظر آتا تھا، کفر اس قدر طاقت در ہو گیا تھا کہ حرم سراؤں پر قابض ہو چکا تھا، ہندوانہ رسوم اسلامی تہواروں پر ترجیح پا رہے تھے تو درباری شوکت کا ہر آہنگ شرک آشنا ہو گیا تھا، ماتھوں پر تلک تو دمک رہا تھا کہ سجدوں کے نشان ناپید ہو گئے تھے، علم کی بساط پر کفر کے مہرے ناچ رہے تھے تو حرف وصوت میں حد درجہ کی بے ترتیبی آ گئی تھی، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے سامنے ایک ایسا طوفان اٹھ رہا تھا جس کے اندر سے کفر کی غلیظ بدبو ہر جانب پھیل رہی تھی، آپ کو کن کن مشکلات کا سامنا تھا اور آپ نے ان کو کیسے عبور کیا یہ سب برصغیر کی داستانِ عزیمت ہے، آیئے ایک مختصر سا جائزہ لیں۔

برصغیر پر مغلیہ حکمران تھے، مغلیہ حکمران کو داخلی خلفشار سے نجات حاصل ہو چکی تھی اکبر کا دور استحکام سلطنت کا دورِ عروج تھا، ہمایوں کی نیک نفسی کے باوجود ایران سے ممنونیت اپنا اثر دکھانے لگی تھی۔ ہندو تہذیب گھروں میں داخل ہو چکی تھی اور مفتوحانہ ردّعمل دے رہی تھی، تہذیبی شرک معمولات زندگی پر حاوی ہو چکا تھا، اس دو آتشہ پیش

قدمی کا اثر یہ ہوا کہ

ا۔ کفر سے ایمان کی ستیزہ کاری مدہم پڑ گئی۔

ب۔ اسلامی تہذیب اپنا اصل تشخص گم کرنے لگی اعمال، کردار معاشرت بلکہ شناختوں میں جھول آنے لگا

ج۔ ایرانی اثرات نے اہل سنت کے مستند اور واضح معتقدات کو بھی متزلزل کر دیا۔

د۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضیلت سے انکار ہونے لگا۔

ان کے علاوہ علماء کرام کی جاہ پرستی نے دوراز کار مباحث کو درباری رویہ بنا دیا، نت نئے مسائل جنم لینے لگے، بنیادی عقائد کو خلط مبحث نے اس قدر کمزور کر دیا کہ نظریاتی بغاوت ہونے لگی، صوفیاء ہندو ماوارئیت سے اس قدر مرعوب ہو گئے کہ تعلیمات کی اساس پر جدلیت کے سیاہ بادل چھا گئے اور تصوف کی چشمۂ صافی میں ویدانت کی گدلاہٹ نمایاں ہونے لگی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے ان حالات میں حکیمانہ طریق اختیار کیا، آپ جانتے تھے کہ اکبر ابتدائی دور میں ان مغالطوں کا شکار نہ تھا بلکہ اُس کے رویوں میں دین سے محبت کارفرما تھی، عبادات کا ذوق اُس کے درباری معمولات سے نمایاں تھا یہاں تک کہ ملّا عبدالقادر بدایونی نے بھی اس کی گواہی دی ہے کہ اکبر بادشاہ:

"پانچ وقت کی ہر جماعت کیلئے دربار میں ادائیگی کا حکم دیتا رہا"[۲]

۲۔ مُلاّ عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ۔ ص: ۳۱۵

علماء سے مصاحبت کا شوق اور صوفیاء کے ہاں حاضری کا جذبہ اس کے ہاں موجود تھا، سوال یہ ہے کہ ان عقیدت مندیوں کے باوصف وہ بتدریج گمراہی کا شکار کیوں ہوگیا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی اس انحطاط کے حوالے سے تشخیص یہ تھی کہ سب علماء کی جاہ پرستی اور صوفیاء کی بے خبری کیوجہ سے ہوا، اس لئے آپ نے ان دونوں گروہوں کی اصلاح کو مرکز توجہ بنایا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے جہادی مشن کے خدوخال کا جائزہ ثابت کرتا ہے کہ آپ نے زبان وقلم کو دفاع اسلام اور صیانت عقیدہ کے لئے بڑے مربوط اور منضبط انداز میں استعمال کیا، آپ کی دفاعی حکمت عملی کے چند نمایاں پہلوؤں کا تذکرہ اس پورے مشن کی حدود وضوابط کی نشاندہی کرے گا۔ مثلاً

ا۔ آپ نے دین کے دشمنوں کے ساتھ ہمدردانہ روّیہ کی کبھی حوصلہ افضائی نہیں کی بلکہ آپ نے قرآنی حکم یعنی مومن کفار پر شدید ہوتے ہیں کی بار بار تاکید فرمائی۔ مرتضی خان کو تحریر فرماتے ہیں:

> ''ہر شخص کے دل میں کسی نہ کسی امر کی تمنا ضرور ہوا کرتی ہے لیکن اس فقیر کی تمنا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے دشمنوں کے ساتھ سختی کی جائے اور ان بدبختوں کی اہانت کی جائے اور ان کے جھوٹے خداؤں کو ذلیل و خوار کیا جائے'' [۳]

۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۲۶۹

کفر سے نفرت اُن اعمال سے اجتناب کی محرک بنتی ہے جو کفر کی ہمسائیگی یا برسر اقتدار قوّتوں کی مرعوبیت سے پیدا ہو جاتے ہیں، یہ وہ اعمال تھے جو ملّت اسلامیہ میں کبھی عقلی مغالطوں کے راستوں سے در آئے تھے تو کبھی ترکِ دنیا اور سادھومنشی کے ذریعے حملہ آور ہوئے تھے اور بدقسمتی یہ ہوئی تھی کہ مسلمان حکمرانوں کے درباروں میں راہ پا گئے تھے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ایک مضبوط حکومت کو کمزور کرنے کا روّیہ اختیار نہ کیا کہ اس سے مسلمان حکومت کا زوال اور کفر کی حکمرانی کی راہ کھل سکتی تھی، یہ بڑا دانشمندانہ فیصلہ تھا جس کے اثرات بڑے دوررس رہے۔ آپ نے اگرچہ دشمنانِ دین سے مکمل بیزاری کا اظہار فرمایا اور دلی عداوت کا بھی ذکر کیا مگر براہ راست تصادم سے بچے رہے، حکمران چونکہ خمار حکومت میں ہوتے ہیں اس لئے آپ نے اُن کو بھی زیادہ مخاطب نہ بنایا بلکہ قوّت و طاقت کے پھیلے ہوئے سرچشموں کو اپنی نگاہِ ہدایت کا ہدف بنایا، خان اعظم، خان جہاں، شیخ فرید، مرتضٰی خان اور دیگر بلند قامت افراد آپ کی توجہ کا مرکز رہے اور آپ نے ان سے مراسلت کا ایک وقیع سلسلہ جاری رکھا، اُن کو ذہنی طور پر قائل کر لیا اور پھر اُن کے اثر و نفوذ کو اشاعت خیر کے لئے استعمال کیا۔

۲۔ خوانین اور سپہ سالاروں کو اپنے مکتوبات کے ذریعے اثبات خیر کے لئے ترغیب دی اور آپ اس مشن میں اس حد تک کامیاب ہوئے کہ بادشاہوں کا رُخ بھی بدل گیا۔ آپ نے خانِ اعظم کو لکھا:

> ''جب حق تعالیٰ نے بزرگوں کی محبت کی برکت سے آپ
> کی بات میں تاثیر بخشی ہے اور آپ کی مسلمانی کی عزت

ہمسروں کی نظروں میں ظاہر ہے تو کوشش فرمائیں اور
زیادہ نہ سہی تو اس قدر تو ہو کہ اہل کفر کے وہ احکام جو اہل
اسلام میں شائع ہیں معدوم ہو جائیں اور اہل اسلام ان
کے بے ہودہ عملوں سے محفوظ رہیں''۴؎

شیخ فرید کو لکھا:

''آپ کی ذات سے امید ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آپ کو
بادشاہ کا قرب پورے طور پر بخشا ہے تو شریعت محمدی صلی
اللہ علیہ وسلم کے رواج دینے میں ظاہر و باطن کوشش کریں
اور مسلمانوں کو اس کسمپرسی ء سے نکالیں''۵؎

میر محمد نعمان کو تحریر فرماتے ہیں:

''(شاہوں میں شریعت کی پیروی کے ذوق کے صفت پر
لکھتے ہیں) جب سے یہ امر ضعیف ہو گیا ہے اس دن سے
اسلام بھی ضعیف ہو گیا ہے، کفار ہند بے تحاشا مسجدوں کو گرا
کر وہاں اپنے معبد و مندر تعمیر کر رہے ہیں چنانچہ تھانیسر
میں حوض کر گھت کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا
مقبرہ تھا اس کو گرا کر اس کی جگہ بڑا بھاری

۴؎ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۶۵ ۵؎ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۴۷

مندر بنایا ہے، نیز کفار کھلم کھلا اپنی رسمیں بجالا رہے ہیں اور مسلمان اکثر اسلامی احکام کے جاری کرنے میں عاجز ہیں" (اور مثالیں دے کر) ہائے افسوس، بادشاہ وقت ہم میں سے ہو اور پھر ہم فقیروں کا اسی طرح خستہ اور خراب حال ہو"۔ ٦

خان جہاں کے قرب شاہی سے اشاعت خیر کے لئے بروئے کار لانے کے متعلق ارشاد فرمایا، نیز بعض کوتاہ اندیش طلبہ و مدعیانِ علم کے خوشامدی رویوں کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جب ایسا بڑا بادشاہ آپ کی باتوں کو اچھی طرح سن سکتا اور قبول کر سکتا ہے تو یہ کس قدر بھاری دولت ہے کہ آپ تصریح یا اشارہ کے طور پر کلمہ حق یعنی کلمۂ اسلام کو جو اہلسنت و جماعت کے معتقدات کے موافق ہو اس کے گوش گزار کر دیں اور جہاں تک گنجائش ہو سکے اہل حق کی باتوں کو پیش کریں بلکہ ہمیشہ امیدوار اور منتظر رہیں کہ کوئی ایسا موقع مل جائے جس میں مذہب و ملّت کی نسبت گفتگو شروع ہو جائے تا کہ اسلام کی حقیقت ظاہر کی جائے اور کفر و کافر کا بطلان کیا جائے"۔ ٧

٦۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم مکتوب: ۹۲ ٧۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم مکتوب: ٦٧

یہ نصیحت اس دور کے اکابر کو اس دردمندی سے ارشاد ہوئی کہ اس کے اثرات بسرعت ہویدا ہونے لگے، اکبر تو اپنی انانیت کا شکار ہو کر راہ راست سے بھٹک چکا تھا، جہانگیر نے بھی اپنے باپ کی روش کو کئی سال اپنائے رکھا۔ وہ نہ صرف یہ کہ بدظن رہا بلکہ بعض اوقات توہین کا مرتکب بھی ہوا۔ تزک جہانگیری کی بے ادب عبارت آج تک اُس دورِ سیاہ کی یادگار ہے مگر استقامت کی جلوہ گری اور یقین کی اثر آفرینی دیکھئے وہی جہانگیر جو آداب گفتگو کو بھی نظر انداز کر رہا تھا جب اپنے ہی سپہ سالاروں کی نفرت کا شکار ہوا اور مہابت خان کے آگے سرنگوں ہوا تو مجدد اعظم علیہ الرحمۃ کی دریادلی اور ذاتی مخاصمت سے بیزاری کا عالم دیکھئے اپنے جان نثار کو اس شورش سے نہ صرف منع کر دیا بلکہ فرماں برداری کی تلقین بھی کی، ان حالات نے جہانگیر کو نخوت کے گرداب سے نکالا اور وہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تمام شرائط پر سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو گیا، اس طرح وہ انقلاب فکر برپا ہوا جس کے اثرات شاہجہان کے کردار اور اورنگزیب کی سیرت میں دیکھے جا سکتے ہیں یوں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اپنے عملی جہاد میں نہ صرف کامیاب ہوئے بلکہ آنے والی نسلوں کو ایسے حالات کے جبر میں جینے کا سلیقہ تلقین کر گئے جس کے اثرات برصغیر کی مسلم تاریخ میں ہر کہیں دیکھے جا سکتے ہیں، پاکستان کا قیام ایسی ہی دانشمندانہ مساعی کا نتیجہ ہے۔

۳۔ اسلام دین علم و عمل ہے، ازدیادِ علم کی دُعا تو وحی الٰہی کے ارشادات میں سے ہے مگر اس کے ساتھ علم غیر نافع سے اجتناب کی بھی تلقین ہوئی ہے، ضمنائے علم اور خواہش اجتناب کی حدود کا احساس ہی اسلامی تعلیمات کا حُسن ہے، قرنِ اوّل میں

توازن برقرار رہا مگر بعد میں یونانی افکار نے علمی مراکز میں ایک ہیجان برپا کیا، برصغیر کے ماورائی علوم نے بھی بعض اوقات اعتماد و یقین کو متزلزل کیا، اس بے چینی میں جب نفسانی خواہشات اور مادی ترجیحات بھی شامل ہوگئیں تو عجب خلفشار پیدا ہوا، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا دور اپنی علمی موشگافیوں کا نخچیر تھا، جدلیت کی ہما ہمی نے اذھان میں بے یقینی کو جنم دیا جس سے ماند قوّتوں نے خوب فائدہ اٹھایا، فیضی اور ابو الفضل اور ان جیسے دوسرے مفاد پرست مصاحب نیم خواندہ بادشاہ کو اس قدر بے ثبات کر گئے کہ اُس کا ایمان متزلزل ہوگیا، علم اس حد تک آ گیا جس حد سے پناہ مانگی گئی تھی، منطقی مغالطے اور نظریاتی فساد برصغیر کی مسلم آبادی میں ہیجان پیدا کر گئے۔ یہاں تک کہ نیا سرکاری دین تیار ہوگیا، دربار ہر وقت مناظروں اور مجادلوں کو نقشہ پیش کرتا، فسادِ تھلی کو سرکاری پناہ نصیب ہوگئی جس سے علماء کی صفوں میں اضطراب بڑھ گیا، یہ ماحول کسی مجدد کا منتظر تھا جو خوش قسمتی سے مسلمانانِ برصغیر کو میسر آ گیا، علمی برتری کے دعویداروں کے سامنے ایک ایسا صاحب علم تھا جو قرآن و حدیث کے چشم فیض سے بھی سیراب تھا اور منطق واستخراج کی برتر صلاحیت کا بھی حامل تھا، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے ہر موضوع پر بے تکان لکھا اور اس وثوق سے لکھا کہ خمار علم میں مبتلاء دنیا داروں کی پُر لرزش آشکار ہوگئی، حقیقت میں یہی وہ تجدیدی کارنامہ تھا جس کی بنا پر آپ مجدد اعظم اور مجدد الف ثانی کہلائے۔ یہ مشکل جہاد تھا مگر آپ نے کمال مہارت سے اس کا حق ادا کیا کہ نہ سطوتِ علم پر زد پڑی اور نہ بے راہ روی کو استقلال حاصل ہوا، علم نافع کے حامل علماء کے بارے میں ارشاد ہوا کہ وہ

''انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور مخلوقات میں سے
سب سے بہتر یہی علماء ہیں کہ کل قیامت کے روز ان کی
سیاہی فی سبیل اللہ شہیدوں کے ساتھ تولی جائیگی اور ان کی
سیاہی کا پلّہ بھاری ہو جائے گا اور ''نوم العلماء عبادۃ'' انہی
کے حق میں ثابت ہے'' ۸

مگر جب علماء کو علم فروشی کرتے دیکھا تو حیرت سے یہاں تک لکھ گئے:

''سمجھ نہیں آتی کیا لکھوں، جس طرح مخلوقات کی خلاصی
علماء کے وجود سے وابستہ ہے جہاں کا فساد بھی انہی پر منحصر
ہے، علماء میں سے بہتر تمام جہان کے انسانوں میں سے
بہتر ہے اور علماء میں سے بدتر عالم جہان کے انسانوں میں
سے بدتر ہے کیونکہ تمام جہان کی ہدایت و گمراہی انہی پر موقوف
ہے'' ۹

اس کی مزید وضاحت دو ٹوک فیصلے سے فرمائی

''آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ ماسبق میں جو فساد پیدا ہوا تھا وہ
علماء ہی کی کم بختی سے ظہور میں آیا تھا'' ۱۰

۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۳۳ ۹۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۵۳

۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۱۹۴

اسی خط میں مزید ارشاد فرمایا

"علماء بددین کے چور ہیں ان کا مقصود ہمہ تن یہ ہے کہ خلق کے نزدیک مرتبہ وریاست و بزرگی حاصل ہو جائے" ۱۱

تہدید کے حوالے سے یہاں تک فرمایا:

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِم لَمْ یَنْفَعُہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ

یعنی بے شک قیامت کے روز وہ عالم سب لوگوں سے شدید تر عذاب کا مستحق ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے علم میں کوئی نفع نہیں دیا" ۱۲

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کو اس روش پر بھی بڑا دکھ تھا کہ بعض علم کے دعویدار بادشاہ اور حکام کا قرب تلاس کر لیتے ہیں اور خوشامدی رویوں سے دین کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، اس طرح وہ اُس بادشاہ کو جو سات پشت سے مسلمان، اہل سنت حنفی تھا ورغلا رہے ہیں۔ ۱۳

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے نزدیک علم کی استقامت وراستی، شریعت مطہرہ کی مطابقت سے ہی ممکن ہے۔ اس لئے آپ نے ارشادات نبوی کی پناہ میں رہنے کی بار بار تاکید کی ہے، برصغیر کی تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان قوم کے حالات اس قدر دگر گوں ہو گئے

۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۱۹۴ ۱۲۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۳۳

۱۳۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب: ۶۷

تھے کہ عقائد کی ساری عمارت زمین بوس ہونے کو تھی مگر ایسے میں مجددانہ کاوش اس قدر علمی وقار اور دینی شعور کے ساتھ کارفرما ہوئی کہ نہ دین الٰہی کا فتنہ رہا اور اس کے پیروکار، دین متین کا احیاء ہوا، تعلیمات کی تجدید ہوئی، سچی بات یہ ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کا ساشہکار انہی مجددی کارناموں کا نتیجہ ہے، یہ علمی جہاد کس عمدگی سے کامیابیوں سے ہمکنار ہوا تاریخ برصغیر اس پر گواہ ہے

۴۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے جہاد کا چوتھا محاذ تصوف اور اہل تصوف کی اصلاح تھا، بدقسمتی یہ ہوئی تھی کہ تصوف کا چشمہ صافی، مفادات، مفسدات اور غیر محمود رجحانات سے گدلا ہو چکا تھا، عوام کی عقیدت کا استیصال ہو رہا تھا اور ہوا و ہوس کی اس قدر کارفرمائی تھی کہ حق کا چہرہ داغدار ہوتا جا رہا تھا، یہ فساد متعدد جہتیں اختیار کر رہا تھا مثلاً

(ا)۔ ہندو تہذیب و ثقافت کے زیر اثر اعمال تصوف میں مشرکانہ رویے راہ پا رہے تھے

(ب)۔ احکامِ شریعت پامال ہونے لگے تھے

(ج)۔ اپنی برتری کا خبط بلند بانگ دعاوی کا محرک بن رہا تھا حتّٰی کہ ولایت کا دعویٰ کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں سے انکار کرنے لگے تھے۔

(د)۔ فسادِ نظری کی حد یہ تھی کہ مقام نبوت سے صرفِ نظر ہونے لگا تھا اور اپنے کشف پر بھروسہ اس قدر بڑھ گیا کہ وحی والہام کی حیثیت سے انکار ہونے لگا۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مسلم ثقافت کے احیاء کے لئے اس جواں ہمتی سے کوشش کی کہ شرکِ خفی کے ہر انداز کو پسپا کیا، کفری تخلص کا مومنانہ محاسبہ کیا کہ یہ راستہ محبتِ کفر کی طرف لے جاتا تھا، رام ورحیم کی ہم منصبی پر ضرب لگائی تا کہ شرک کا ہر دروازہ بند ہو جائے۔

شریعت کے احکام کو ذریعہ فلاح ونجات قرار دے کر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے بدعملی کی ہر صورت کو مسترد کر دیا، نصیحت آمیز ارشاد ہے:

> ''اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے مشرف فرمائے کیونکہ صدیقین کی اصلی غرض اور مقصود یہی ہے اور اس کے سوا سب کچھ جھوٹے، وہم اور بے ہودہ خیالات ہیں''[۱۴]

آپ نے نہایت وضاحت سے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ جاہل دعویداران تصوف وطریقت نے پیدا کر رکھی تھی کہ مطلوب طریقت بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حقیقت ہے، شریعت تو صرف مبتدائیوں کے لئے ہے اور سفر طریقت کی ابتدائی منزل ہے، آپ نے فرمایا:

> ''شریعت کے تین جزو ہیں، علم وعمل واخلاص، جب تک یہ تینوں جزو محقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب

۱۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب: ۲۰۵

شریعت حاصل ہوگی تو گویا حق تعالیٰ کی رضا مندی حاصل ہوگی۔۔پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا اور کسی چیز کی طرف حاجت پڑے، طریقت اور حقیقت جن سے صوفیاء ممتاز ہیں تیسرے جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں''۱۵

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت اور ساری امت سے برتری کا بار بار اعلان کیا حتّٰی کہ یہاں تک کہہ دیا کہ ولی خواہ کتنا برگزیدہ ہو حتّٰی کہ ولی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا وجود بھی ہو مگر وہ بھی کسی صحابی کے مقابل نہیں آسکتے۔

نظری۔۔۔۔۔جو ملت اسلامیہ کو انتشار کا شکار کر رہی تھیں، میں نمایاں تر یہ تصور بھی تھا کہ مقام ولایت، مقام نبوت پر بھی بعض حوالوں سے بلند تر ہے اور یہ کہ کشف کی حیثیت نبوی احکام کی طرح ہے۔اس پر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مضبوط گرفت ملاحظہ کریں

''احکام شرعی میں سے ایک حکم کا بجالانا نفسانی خواہشوں کے دور کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو

۱۵۔مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب:۳۶

اپنے پاس سے کیے جائیں، کئی درجہ بہتر ہے۔ بلکہ ایسی ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعت شریفہ کے موافق نہ ہو، نہ کیے جائیں"۱۶؎

صوفیا تو ہوتے ہی اس لئے ہیں کہ متوسلین کو احکام شریعت کا پابند بنائیں، یہ بزرگ داعیانِ خیر ہوتے ہیں، بے عملی بلکہ بدعملی کے متحرک نہیں ہوتے، حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کا فتویٰ سنیے

"نجات کا طریق اور خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے، پیر و استاد اس لئے بنائے جاتے ہیں کہ شریعت کی طرف ہدایت و راہنمائی کریں اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد اور عمل میں آسانی و سہولت حاصل ہو، نہ یہ کہ مرید جو کچھ چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں اور پیران کے لئے ڈھال بن جائیں اور عذاب سے بچالیں۔ یہ ایک غلطی اور بے ہودہ آرزو ہے"۱۷؎

الغرض حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے عقیدہ سے عمل تک، علماء سے صوفیا تک اور مادیت سے روحانیت تک ایسا نادر جہاد کیا اور وہ بھی قتال کے بغیر اور کسی کی جان

۱۶؎ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب:۵۲ ۱۷؎ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب:۴۱

لئے بغیر، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ برصغیر الحاد و بے دینی کے طوفان سے محفوظ رہا اور مسلمان اپنے عقائد و نظریات کو بچانے میں کامیاب ہوئے ۔ یہ جہاد مشکل تر تھا کہ جن کے خلاف یہ جہاد جاری تھا وہ مسلمان ہونے کے دعوے دار تھے، حکومت ہو یا جاہل صوفیاء، اعیانِ حکومت ہوں یا صاحبان علم، حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر چو پائی حملہ تھا مگر برصغیر کی خوش بختی کہ دفاع میں ایک ایسا وجود موجود تھا جو نہ طاقت کے جبر سے خائف تھا اور نہ کسی دانشور کی چرب زبانی سے مرعوب تھا، مختصر یہ کہ برصغیر کا کوئی صاحب ایمان خواہ وہ کسی دور اور علاقے کا رہنے والا ہو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی ان کرم فرمائیوں کا احسان نہیں اتار سکتا، اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد مبارک پر ہزار ہار حمتیں نازل فرمائے کہ

وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلعِ انوار

مجاہدین اسلام کو
حضرت مجدد
کے نصائح

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہِ الکریم

مجاہدین اسلام کو حضرت مجدد کے نصائح

پروفیسر راغب الیاس شاہ
گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

اے میرے بیٹے! نماز قائم کر اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر،
اور جو مصیبت تجھ پر آن پڑے تو اُس پر صبر کر بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔[۱]

مندرجہ بالا خوبصورت الفاظ حضرت لقمان کی زبان سے اپنے بیٹے کیلئے ادا ہوئے ہیں جن کا تذکرہ قرآن مجید فرقان حمید میں پارہ ۲۱، آیت ۱۴، ۱۵، ۱۶ سورہ لقمان میں کیا گیا ہے۔

ایسی ہی بے شمار نصیحتیں قرآنِ مجید میں بیان کی گئیں ہیں جو کہ امتِ مسلمہ کے ہر فرد کیلئے مشعل راہ ہیں۔ اسلام نے اسی ضابطہء اخلاق کو لوگوں کیلئے متعین کیا ہے۔

ایسے ہی ضابطے کی یہ حدیث مبارکہ عکاسی کرتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من رای منکم منکراً فلیغیرہٗ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہٖ
فان لم یستطع فبقلبہٖ ذلک اضعف الایمان۔[۲]

۱۔ سورہ لقمان، پارہ ۲۱: آیت نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۶ ۲۔ صحیح مسلم شریف

مجاہدین اسلام کے جہاد کے مختلف انداز میں سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ اکبر اور بادشاہ جہانگیر کے ادوار میں جہاد باللسان پر توجہ مرکوز فرمائی، اور ایسے جہاد کے ثمرات کو اجاگر بھی فرمایا۔ یہاں ایسے ہی جہاد کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کو پیش کرتا ہوں ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ سے واپسی پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ:

"ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں صحابہ کرام نے تعجب کا اظہار کیا کہ کیا میدان جنگ (جس مین تلوار کی لڑائی ہوتی ہے اُس) کی بجائے کوئی اور جہاد اکبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اپنے نفس کے خلاف لڑنا یہ جہاد اکبر ہے"

ظالم کا ہاتھ روکنا، مظلوم کی مدد کرنا، جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا، شریعت مطہرہ کی حفاظت کیلئے آواز بلند کرنا، عظمتِ مصطفوی اور مقام نبوت کی حفاظت کیلئے اپنے قلم اور زبان کے ذریعے طاقتور، جابر و قاہر بادشاہ کے سامنے آواز اٹھانا یہ جہاد اکبر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے دورِ اکبری اور دور جہانگیری میں اصلاح امت کیلئے مختلف ذرائع استعمال کیے،ان میں سب سے مؤثر ذریعہ امراء سلطنت، دیندار علماء کو خطوط ارسال فرمائے یہی وہ عظیم مجاہدین ہیں جن کے

بارے میں حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا: ''جز گیہِ ہمہٗ انِ دولت اسلام''

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ولادت ۹۷۱ھ بمطابق ۱۵۶۳ء، وصال ۲۹ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء۔ ۳

آپ کا زمانہ ایک پُر آشوب دور تھا جس میں تین امور خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ہندوستان کے مسلم معاشرے میں نبی، نبوت اور منصب نبوت کی حیثیت اور مقام نبوت۔ دوسرے شریعت اسلامیہ کی عملی حیثیت اور تیسرے ان دونوں امور کے ذمہ دار افراد یعنی علماء اور مشائخ کا کردار

بدقسمتی سے ان تینوں امور کا معاملہ رو بہ زوال رہا اکبر بادشاہ جس کے زمانے میں آپ شعوری طور پر بالغ ہوئے، فکری اعتبار سے نہایت بے اعتدالیوں کا شکار رہا۔ بے شک اکبر ابتداء میں مذہب کا پابند رہا لیکن ہندوؤں کے تفوّق سے اس کے ذہن نے کئی قلابازیاں کھائیں اور اس کے فکری معاملات تبدیل ہوتے رہے اس کے عہد میں سب سے اہم کردار علماء سوء نے ادا کیا۔ بدقسمتی سے یہ علماء منصب، جاہ اور دولت کے چکر میں پڑ گئے بادشاہ جس کی تعلیم بھی معمولی سی تھی، علماء نے اسلام سے متنفر کر دیا اور پھر جب اکبر بادشاہ نے مذہب سے دلچسپی لی اور اس مقصد کیلئے عبادت خانہ تعمیر کروایا اور اس میں جن مذہبی مباحث کا اہتمام کروایا اور علماء نے اس میں جو کردار ادا کیا وہ افسوس ناک حد تک مذہب کے خلاف تھا۔

۳۔ زبدۃ المقامات مولفہ خواجہ ہاشم کشمی ص ۱۷۳

اب ایسے ایسے علماء سامنے آئے جنہوں نے اکبر کو آہستہ آہستہ مذہب سے متنفر کرنا شروع کر دیا۔ ان میں ملاّ مبارک ناگوری اور اس کے دو نہایت ذہین بیٹوں (ابو الفضل اور فیضی) نے خاص کردار ادا کیا جنہوں نے اکبر کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی کہ اسلام محض اختلافات کا نام ہے اور اس میں رواداری کا کوئی نشان نہیں پھر جب اس قسم کے حالات ہوئے تو عالم اسلام سے الحاد اور آزاد خیال تحریکوں نے ہندوستان کا رخ کیا جن میں فرقہ نقطویہ کے عالموں نے ہندوستان پہنچ کر اکبر کے ہاں اعزاز حاصل کیا اور اسے یہ باور کروایا کہ اسلام کی عمر اب ختم ہو چکی ہے اب اسے ان کے عقائد کو سامنے لانا چاہیئے جو آزاد خیالی کی تعلیم دیتے ہیں مثلاً اس فرقے کے مشہور شاعر تشبیہی کاشی نے اکبر کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جس میں صاف لفظوں میں کہا کہ اکبر کو تقلید پرستوں (راسخ العقیدہ اہل سنت) کو ختم کر دینا چاہیے تا کہ حق اپنے مرکز پر استوار ہو سکے اس فرقے کے ماننے والوں کو جب اکبر کا قرب حاصل ہوا تو انہوں نے اکبر کو یہ باور کروایا کہ تناسخ ایک مقدس حقیقت ہے۔ سورج ایک مقدس ہے، اسلامی شعائر اور ارکان اسلام بے محض ہیں اور اب نبوت کی کوئی حقیقت نہیں رہی ان مسائل کی بنیاد پر اکبر کے ذہن سے انبیاء خصوصاً خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت خاصی کمزور پڑ گئی۔ اب یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ عام مناظرے کرتے تھے انہی حالات میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے دو اہم اقدام اٹھائے: ایک رسالہ اثبات النبوت لکھا جس میں آپ نے یہ ثابت کیا کہ نبوت اور اسکی مرکزی حیثیت کے بغیر اسلامی معاشرے کا تصور بے کار ہے۔ آپ کے پُر زور دلائل یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ تمام مصاحب بادشاہ

سے لیکر اس منصب کے تمام ذمہ دار افراد کیلئے تھے۔اس وقت باقاعدہ نیا حکم نامہ جاری ہو چکا تھا اور اکبر نے اسلام کے مقابلے میں اپنا نیا دین جسے ''دین الٰہی'' کا نام دیا گیا تھا جاری کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ کلمہ طیبہ کے اثبات کیلئے رسالہ تہلیلیہ لکھا جس میں یہ ثابت کیا کہ اس مبارک کلمے کے بغیر اسلام کا تصور بے معنی ہے

اب یہ حالات آہستہ آہستہ اسلام اور مسلمانانِ ہند کے اتنے خلاف ہوئے کہ جن لوگوں نے بھی اکبر کے خلاف آواز اٹھائی اُن کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا ان حالات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت بالغ نظری سے چند اقدامات کیے۔

☆ راسخ العقیدہ امراء کے ساتھ مراسلت کے ذریعے رابطہ قائم کیا اور انہیں یہ سمجھایا کہ اسلام کیا ہے؟ شریعت کی عملی حیثیت کیسے ہونی چاہیے۔

☆ دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ علمائے حق کے ساتھ بھی رابطے قائم کئے اور انہیں اس وقت تک حکومت کی طرف سے اسلام کے خلاف جو جو اقدامات کئے جا چکے تھے آگاہ فرمایا:

☆ تیسرا قدم یہ اٹھایا کہ آپ کی کوششوں سے اکبر کی موت کے وقت اس کا ایسا جانشین مقرر کروایا جو تعلیم یافتہ تھا اور راسخ العقیدہ تھا اور اس گروہ کے زیادہ قریب تھا یعنی شہزادہ سلیم جو نورالدین جہانگیر کے نام سے جانشین بنا تو آپ نے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا اور راسخ العقیدہ امراء کو خطوط لکھے کہ آج جہانگیر تخت نشین نہیں ہوا بلکہ اسلام کی فتح ہوئی

ہے۔ اب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اقدام اٹھائے اُن کی حیثیت پہلے اقدامات کی طرح خاص اہمیت رکھتی ہے۔

ہم اس وقت آپ کے مکتوبات میں چند راسخ العقیدہ علماء اور مشائخ کے نام خطوط کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جو آپ کے نصائح پر مبنی ہیں جن پر عمل کرنا کسی طرح جہاد سے کم نہیں تھا اور جن افراد نے اِن نصائح پر عمل کیا ان کی کوششوں کو آپ نے جہاد قرار دیا اور بعض کو نہایت پُر زور الفاظ میں اس امر کی نصیحت فرمائی کہ اس وقت تم بادشاہ کے سامنے جو کلمہ حق کہنے جارہے ہو وہ کسی طرح بھی جہادِ اکبر سے کم نہیں۔ آیئے ان کے چند دعوتی، اصلاحی، تبلیغی، خطوط ملاحظہ فرمایئے۔

مکتوب بنام شیخ فرید بخاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ فرید بخاری کا اصل نام نواب مرتضٰی ابن احمد بخاری ہے جو سید فرید کے نام سے مشہور ہیں ان کی شخصیت جامع کمالات کا منبع تھی، سیاست، سخاوت وکرم، تواضع و اخلاق، دین واہل دین سے محبت اور عالی ہمتی اور بلند ہمتی کا عجب نمونہ تھی عہد اکبری ہی میں میر بخشی گری کے عہدہ تک پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی عقیدت وتعلق رکھتے تھے۔[۴]

ان کی دینی حمیّت اور سیادت سے فائدہ اٹھا کر اور اس کا واسطہ دے کر اُن کو اپنا فرض دینی اور خاندانی ادا کرنے پر آمادہ کیا اور یہ کہ وہ جہانگیر کو نیک مشورہ دے کر سلطنت کا رُخ

۴۔ تاریخ دعوت وعزیمت ابوالحسن علی ندوی، ناظم آباد مجلس نشریات کراچی ص ۴۷

اکبر کے ڈالے ہوئے راستے پر چلتے رہنے کی بجائے شعائر و احکام اسلام کے احترام کی طرف موڑنے کی کوشش کریں۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> ''بادشاہ کی نسبت جہان کے ساتھ ایسی ہے جیسے دل کی نسبت بدن کے ساتھ اگر دل تندرست ہے تو بدن بھی تندرست اور اگر دل بگڑ جاتا ہے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے۔ ایسے ہی جہان کی بہتری بادشاہ کی بہتری پر منحصر ہے اور اس کے بگڑنے پر جہاں کا بگاڑ وابستہ ہے۔'' ۵

اس میں کوئی شک نہیں کہ ''لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہیں'' بادشاہ کا بگاڑ عوام کا بگاڑ ہوتا ہے اور بادشاہ کی اصلاح عوام کی اصلاح ہے بادشاہ کے کردار کا رعایا پر اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا دین متین کی حفاظت بادشاہ سے بڑھ کر کسی اور کے بس کی بات نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی توقعات کا اظہار فرمایا اور شیخ فرید کے وجود کو امت کیلئے باعث برکت قرار دیا۔ لکھتے ہیں:

> '' آج کل مسلمان اس طرح گمراہی کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں کہ ان کی نجات کی امید بھی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کی کشتی سے ہے''

۵۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مترجم قاضی عالم الدین مطبوعہ منزل نقشبندیہ لاہور۔ مکتوب نمبر ۴۷، دفتر اول

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا بچ گیا اور جو اس کے پیچھے رہا ہلاک ہو گیا۔

اپنی تمام تر ہمت، طاقت شریعت کی ترویج پر لگائیں اور اس کارِ خیر میں سبقت لے جائیں، عزت، شرافت، جاہ، جلال، عظمت و شوکت سب کچھ آپ کو حاصل ہے اور آپ یہ سعادت بھی حاصل کر لیں تو بڑی بات ہوگی''۔ ۶

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سادات کے اعلیٰ فرد کو شریعت کے اعلیٰ مقاصد کے اظہار کیلئے آمادہ کیا اور کلمہء حق کی حفاظت پر مامور فرمایا۔

ایک اور مکتوب میں آپ نے فرمایا:

''احکام شرعی میں سے ایک حکم کا بجالانا نفسانی خواہشوں کے دور کرنے میں اُن ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو اپنے پاس سے کئے جائیں کئی درجہ بہتر ہیں بلکہ ایسی ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعت روشن کے موافق نہ کئے جائیں نفسانی خواہشوں کو مدد اور قوت دینے والے ہیں'' ۷

۶۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۵۱، دفتر اوّل ۷۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۵۲، دفتر اوّل

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی ذریعے سے علم ہوا کہ بادشاہ جہانگیر نے شریعت کے احکام و مسائل سے آگاہی کیلئے علماء کی دربار میں ہر وقت حاضری کی طلب کا اظہار کیا ہے چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پیش آمدہ خطرات کو بھانپتے ہوئے شیخ فرید بخاری کی طرف لکھتے ہیں:

> ''صاحب الغرض مجنون، معروض کرتا ہے کہ ایسے علماء دیندار بہت تھوڑے جو حب جاہ ریاست سے خالی ہوں اور شریعت کی ترویج اور ملت کی تائید کے سوا اور کچھ مطلب نہ رکھتے ہوں۔ ایسی صورت میں ہر ایک عالم اپنی بزرگی جتا کر بادشاہ وقت کے درمیان اختلافی باتیں لاکر اپنے اپنے قرب کا وسیلہ ڈھونڈے گا اور معاملہ بگڑ جائے گا۔
>
> گذشتہ زمانہ میں بھی ایسے ہی علماء سوء نے جہان کو مصیبت میں مبتلاء کر دیا تھا۔ اب اگر بادشاہ وقت کو پھر صحبتِ علماء درکار ہے تو علمائے آخرت میں سے کسی ایک عالم کا چناؤ کریں یہی سعادت ہے اور یہی اکسیر ہے جس طرح مخلوق کی خلاصی علماء کے وجود پر وابستہ ہے جہان کا خسارہ بھی انہیں پر منحصر ہے۔ علماء میں سے بہتر عالم تمام جہانوں کے انسانوں میں سے بہتر ہے اور علماء میں بدتر عالم تمام جہان کے انسانوں میں بدتر ہے کیونکہ تمام جہان کی ہدایت و

گمراہی انہی پر موقوف ہے۔

کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو خواب میں دیکھا کہ فارغ اور بیکار بیٹھا ہے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء میرا کام کر رہے ہیں بہکانے اور گمراہ کرنے میں وہی کافی ہیں۔

امید ہے کہ علماء کے انتخاب میں صحیح غور و فکر سے کام لینگے کیونکہ جب کام ہاتھ سے نکل جائے تو کچھ علاج نہیں ہوسکتا۔ پس ایک ہی عالم آخرت کا چناؤ کریں"۔[8]

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ دورِ اکبری میں علماءِ سوء کے کردار کا مشاہدہ کر چکے تھے اس لئے اب کسی بھی طرح سے دوبارہ اُس دور کو نہیں لوٹانا چاہتے تھے اس لئے اب آپ نے صرف اور صرف ایک ہی عالم دیندار کی بادشاہ وقت میں تعیناتی پر زور دیا ہے کیونکہ ہر دو علماء کے درمیان جاہ و منصب کا دوبارہ جھگڑا نہ ہو جائے۔

اسی طرح کا مضمون حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفتی صدر جہاں کی طرف بھی لکھا جس میں چار علماء کی بجائے صرف ایک ہی عالم دیندار کی ضرورت پر زور دیا کیونکہ

"علماءِ سوءِ دین کے چور ہیں ان کو صرف اور صرف ریاست

۸۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۵۳، دفتر اوّل

میں بزرگی اور منصب چاہئے اللہ تعالیٰ ان کے فتنے
سے بچائے ہاں ان میں سے جو بہتر ہیں وہ سب خلقت
سے بہتر ہیں کل قیامت کے دن ان کے قلم کی
سیاہی کو فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون سے تولینگے اور
ان عالموں کے قلم کی سیاہی کا پلہ بھاری ہو جائیگا'' [۹]

اسلام اور اہل اسلام کی عزت کو اجاگر کرنے اور اوامر ونواہی کے ثواب کو یوں ایک حدیث مبارکہ کے ذریعے واضح فرمایا یہ مکتوب بھی شیخ فرید بخاری کو لکھا ہے:

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:
تم ایسے زمانے میں موجود ہوئے ہو کہ اگر اوامر ونواہی میں سے دسویں حصہ کو ترک کرو تو ہلاک ہو جاؤ اور تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اوامر نواہی میں سے دسویں حصہ کو بجالائینگے تو خلاصی پائیں گے۔''

آپ نے شیخ فرید بخاری سے فرمایا کہ یہ وقت بھی وہی ہے اور یہ لوگ بھی وہی ہیں۔

مزید فرمایا کہ:

۹۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۴، دفتر اوّل

''اسلام اور اہل اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی خواری
میں ہے ۔ جزیہ سے مقصد کفار کی خواری اور اہانت
ہے۔کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور ان پر سختی کرنا دین کی
ضروریات میں سے ہے کفر کی باقی رسمیں جو پہلے زمانہ
میں پیدا ہوئیں تھیں اس وقت بادشاہ اسلام کو ان سے کوئی
سروکار نہیں رہا۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ بادشاہ اسلام کو
ان بری رسموں کے بارے میں مطلع کرتے رہیں اور ان
کے دور کرنے کی کوشش کرتے رہیں
بہرحال مسائل شریعت بیان کرنا ضروری ہیں اور اس بات
کی ذمہ داری علماء اور بادشاہ کے مقربوں پر ہے'' ۱۰

ایک اور مکتوب جو صدر جہاں کی طرف روانہ فرمایا اس میں رعایا کے مزاج کو روشناس کرواتے ہوئے بادشاہ کے احسانات کی تاثیر بیان کی ہے۔

''یہ کہ عام لوگ بادشاہ کے نیک اخلاق کا اثر لیتے ہیں اور
اسی طرح برے اخلاق سے بھی متأثر ہوتے ۔ لہٰذا راسخ
العقیدہ لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی تمام تر ہمت شریعت
کے احیاء پر صرف کردیں اور اسلام کے ارکان کو قائم کریں۔

۱۰۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۳، دفتر اوّل

گذشتہ زمانہ کی سختیاں ان کے دلوں پر برقرار ہیں ایسا نہ ہو
کہ ان کا تدارک نہ ہوسکے۔ جب بادشاہ سنت مصطفویہ
کے احیاء اور ترقی میں سرگرم نہ ہو اور مقربان بادشاہ بھی
اپنے آپ کو الگ رکھیں تو اہل اسلام پر زمانہ تنگ ہوجائیگا
عدلیہ میں قاضی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے
قاضی کی تعیناتی بھی یقینی بنائیں اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ ''لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں'' لہٰذا
بادشاہوں کی اصلاح ضروری ہے'' !!

مکتوب بنام مرزا اعزیزالدین کوکا المعروف خانِ اعظم

سید فرید بخاری کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی نظر انتخاب سلطنت مغلیہ کے دوسرے رکن خان اعظم پر پڑی، خان اعظم لقب ہے اور مرزا اعزیز الدین نام تھا جہانگیر ان کی قدر کرتا تھا۔ مشائخ نقشبندیہ سے بھی ان کو عقیدت و محبت تھی جہانگیر کی تخت نشینی کے فوراً بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی طرف یہ مکتوب ارسال فرمایا:

اس سے پہلے کہ مکتوب کی عبارت لکھوں چند باتیں اس دور کی نمایاں کرنا چاہتا ہوں جہانگیر کی تخت نشینی کے ابتدائی ایام میں زمانہ سابق کی طرح اسلام کا مذاق اڑایا جارہا تھا اور کھلم کھلا اسلامی تعلیمات پر طعن کیا جارہا تھا اور بے باک اور نڈر ہوکر کفر کی

اا۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۵، دفتر اوّل

تعریف کی جارہی تھی اور اسلام اور اہل اسلام چھپے پھرتے تھے ایسے ایام کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے دردمند انسان کیسے دیکھ کر برداشت کر سکتے تھے لکھتے ہیں:

''ہم ایسے نازک وقت میں آپ کے وجود مبارک کو غنیمت جانتے ہیں اور اس معرکہء ضعیف اور شکست خوردہ میں آپ کے سوا کسی کو بہادر اور لڑا کا نہیں جانتے۔ حق تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کا مددگار اور ناصر ہو۔

حدیث مبارکہ بطور تبرکاً ان کو نصیحت فرماتے ہیں:

لَن یُؤمِنُ اَحَدَ کُم حتیٰ یقال انہ' مجنون

تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا جب تک کہ اس کو دیوانہ نہ کہا جائیگا۔

فرمایا: اس وقت وہ دیوانہ جو جنون کی حد تک اسلام کی غیرت رکھتا ہے وہ صرف تم ہی ہو اسلام پر اس غربت کے دور میں اسلام کی حفاظت کیلئے تھوڑا سا عمل بڑے اجر کا سبب ہے۔ یہ قولی جہاد جو آپ کو میسر ہے یہی جہاد اکبر ہے اس کو غنیمت جانیئے اور اس کو جہاد وقتال سے بہتر سمجھیں ہم جیسے بے دست و پا فقرا اس دولت سے محروم ہیں۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ' فرمایا کرتے تھے

شریعت کے احیاء اور مذہب کو اجاگر کرنے کیلئے بادشاہوں
کی صحبت اختیار کرتے ہیں اور ان کو اپنے تصرف سے مطیع
شریعت بناتے ہیں۔

آپ نے اس بات پر زیادہ زور دیتے ہوئے فرمایا:

اہل کفر کے وہ احکام جو اہل اسلام میں رواج پا چکے ہیں ان
کو ختم کرنے کی کوشش کریں تا کہ مسلمان ان بیہودہ افعال
سے محفوظ رہیں۔ جہانگیر کے اس دور میں جو بھی غلط رسوم
داخل ہوئیں وہ صرف بے علمی کی وجہ سے تھیں" ۱۲

بادشاہوں کی بے راہ روی اور بے اعتدالی انکے محکوموں اور رعایا پر اثر انداز ہوتی ہے بادشاہ کے فرامین، طور اطوار کو دیکھ کر ہوتی ہے اور حاکم نمونہء تقلید ہوتا ہے۔

دربار جہانگیری کے ایک اور اعلیٰ عہدہ دار خانِ جہان کو بادشاہ کی اہمیت کے حوالے سے نصیحت فرمائی ایسی ہی نصیحت شیخ فرید بخاری کو کی تھی۔ خانِ جہاں جو کہ دولت خان لودھی کا بیٹا تھا اس پر بڑا اعتماد کرتا تھا اور ان سے جہانگیر کو بڑی محبت تھی اور خانِ جہاں علم دوست اور علماء پرور تھا۔ لکھتے ہیں:

"بادشاہ روح کی مانند ہے اور تمام انسان جسم کی مانند ہیں
اگر روح بگڑ جائے تو جسم بھی بگڑ جاتا ہے پس بادشاہ کی بہتری

۱۲۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۶۵، دفتر اول

کیلئے کوشش کرنا گویا تمام بنی آدم کی اصلاح کی کوشش کرنا
ہے۔بادشاہ کی اصلاح کا طریقہء کار یہ ہے کہ اس کے
کانوں تک اسلام کے شعائر کی عظمت کو پہنچایا جائے اور
عقائد اہلسنت و جماعت جو کہ مسلک حق ہے کی عظمت
کو اجاگر کیا جائے اور بادشاہ کے سامنے مخالف مذہب کی
تردید کرنی چاہیے۔وراثت انبیاء علیہم السلام کے حصول کا
یہی ذریعہ ہے اور آپ کو یہ دولت عظمیٰ مفت میسر ہے لہٰذا
اس کی قدر کرنی چاہیے" [۱۳]

خان اعظم کی طرف بھی یہی مضمون لکھا گیا تھا اور اس میں ایک بات کی وضاحت کی گئی تھی وہ یہ کہ اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے شریعت مصطفوی پر عمل کرنے کے ساتھ جمع کرلیں تو انبیاء علیہم السلام کی سنت پر مکمل عمل ثابت ہوگا۔

مندرجہ بالا مکتوب میں خانِ جہاں کو دو باتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان میں سے ایک بات کو زیادہ اجاگر کیا اور وہ یہ کہ عقیدہ اہلسنت و جماعت ہی پر جہانگیر کو لایا جائے کیونکہ سابقہ حالات میں جہانگیر کے دربار میں مختلف مسالک کا پرچار بھی تھا اور غیر مذاہب کے عقائد کا بھی رواج تھا۔اب ضرورت تھی کہ اہل جنت گروہ کے مسلک کا پرچار کیا جاوے۔

۱۳۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۶۷، دفتر دوم

مکتوب بنام لالہ بیگ

لالہ بیگ جو کہ اکبر بادشاہ کے پسر مراد کے بخشی بھی تھے اور بہار کے گورنر بھی رہے تھے، کی طرف اسلام کی زبوں حالی کا گلہ فرماتے ہوئے دکھ کا اظہار فرمایا:

"تقریباً ایک صدی سے اسلام پر اس قسم کی غربت چھا رہی ہے کہ کافر لوگ مسلمانوں کے شہروں میں نہ صرف کفر کے احکامات کو جاری کرنے پر راضی ہوتے ہیں بلکہ اسلامی احکام کو ملیا میٹ کرنے پر آمادہ ہیں اور کوشاں ہیں۔ اگر کوئی مسلمان اسلامی شعائر کو ظاہر کرتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ مسلمان گائے کو ذبح کرنا اسلامی شعائر میں شمار کرتے ہیں جبکہ کفار جزیہ پر تو راضی ہو سکتے ہیں مگر گائے ذبح کرنے پر راضی نہیں ہونگے۔ سلطنت کے ابتداء میں اگر اسلامی احکام نے رواج پالیا تو بہتر ورنہ نعوذ باللہ تھوڑی سی دیر ہو گئی تو بڑی آفت کا سامنا کرنا پڑے گا دیکھتے ہیں کون صاحب اس دولت عظمیٰ کو حاصل کرتا ہے" [۱۴]

اس مکتوب میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اکبر بادشاہ کے دور میں

۱۴۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۸۱، دفتر اوّل

علماءِ سوء کی غلط کارستانیوں کی وجہ سے اسلامی شعائر کا نہ صرف مذاق اڑایا جانے لگا تھا۔ بلکہ گائے کے ذبیحہ پر مسلمانوں کو قتل بھی کر دیا جاتا تھا۔لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیہم جدوجہد سے جہانگیر کی صورت میں ایک بادشاہ مسند سلطنت پر متمکن ہوا جس کے قرب میں اس کے وہ مقربین تھے جن کی عقیدت حضرت مجدد الف ثانی سے تھی اور اسلام سے والہانہ محبت رکھتے تھے وہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ارشادات پر عمل کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔اب پچھلے تجربات کو دہرانے کی بجائے شروع ہی سے بادشاہ وقت کے مزاج کو اسلام سے آشنا کرنا ضروری ہے اور اس سے پہلے کہ کوئی شر پسند انسانوں کا گروہ اس کا قرب حاصل کر کے اس کو صراط مستقیم سے بھٹکا دے ابھی سے اسلامی شعائر کی عظمت اس کے دل میں جاگزیں کر دی جائے جو اسلام کی ترویج اور اشاعت میں معاون ثابت ہو سکے۔

علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر اس مکتوب کی روشنی میں پیش خدمت ہے۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے مے خانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی!

مکتوب بنام مرزا فتح اللہ حکیم

''بہادری وہی ہے جو خطرے کے وقت دکھائی جائے۔
سپاہی دشمن کے غلبے کے وقت اگر تھوڑا سا بھی تردّد کرے تو
بہت اعتبار حاصل کر لیتا ہے اور جوانوں کی نیکی جو غلبۂ شہوت

کے وقت اپنے نفس کو بچائے رکھتے ہیں وہ بھی اسی واسطے
بڑا اجر پاتے ہیں۔اسی طرح اصحاب کہف نے بھی دین
کے مخالفین کے سامنے تردّد کا مظاہرہ کر کے ہجرت کی اور
تھوڑے سے عمل کے بدلے بڑے اجر کے مستحق ٹھہرے۔
وقت مصیبت صبر اور ہمت سے کام لیکر دشمن کا مقابلہ کرنا اور
دین کی اشاعت میں حائل رکاوٹوں کو احسن طریقے سے
دور کرنا ہی دانائی ہے اور بادشاہ جہانگیر کے دربار میں
علماءِ سوء کے نظریات کا رد کرنا اور بادشاہ کو اسلام کی طرف
رغبت دلانا ان حالات میں بڑے اجر کا باعث تھا'' ۱۵

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ مرزا عبدالرحیم خانِ خاناں کی طرف لکھتے ہیں

''ہمیشہ کی سعادت اور دائمی نجات انبیاء علیہم السلام کی صحیح
متابعت پر وابستہ ہے اگر بالفرض ہزار سال تک عبادت کی
جائے یا مجاہدہ کیا جائے جو کہ ان پاکیزہ ہستیوں کے نور سے
بے نور ہوں تو بدلے میں جو کا ایک دانہ نہیں خرید سکتے اور اسی
طرح دوپہر کا قیلولہ جو کہ بظاہر غفلت پر مبنی ہے مگر وہی قیلولہ
پاکیزہ ہستیوں کی تابعداری میں کیا جائے تو کہیں زیادہ افضل ہے'' ۱۶

۱۵۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۷۵، دفتر اول
۱۶۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۹۱، دفتر اول

ایسے ہی امراء جن کے دل میں عشق مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمع فروزاں تھی انہوں نے بادشاہ کے دل میں عظمتِ سنتِ مصطفویہ کو پروان چڑھا کر بڑے اجر وثواب کو پایا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکالا اور دین کی محبت کو بڑھایا۔ اور بے نور سینوں کو ایمان کی محبت و عقیدت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مزین فرمایا اور سنت مصطفویہ کی متابعت پر زور دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ / طریقہ تبلیغ یہ ہے کہ طاقتور انسان سے نیک مقاصد کا حصول مطلوب ہو تو چند باتوں کا خیال ضروری ہے۔

☆ اس کے سامنے بات کرنا مقصود ہو تو ''احسن زبان'' استعمال کی جاوے

☆ جو بات اس تک پہنچانا مقصود ہو اس کیلئے لگن اور ولولہء شوق ضروری ہے

☆ اسکی نیت میں اخلاص ہو اور عمل سے محبت جھلکتی ہو

مندرجہ بالا اصول دور جہانگیری میں بادشاہ جہانگیر کے دربار میں مجاہدین اسلام کیلئے اپنانا ضروری تھے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اس طریقے کی راہنمائی بھی فرمائی۔ آپ ملّا محمد قلیچ کی طرف لکھتے ہیں:

> اس میں عمدہ چیز محبت و اخلاص ہے اگر اس وقت ترقی اقتدار حاصل نہیں ہوتا تو کچھ غم نہیں لیکن اخلاص پر استقامت حاصل ہے تو امید ہے کہ سالوں کا کام گھڑیوں میں میسر ہو جائیگا۔[۱۷]

۱۷۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۴۱، دفتر اوّل

مگر ایسے کاموں میں تیزی پیدا کرنے کیلئے رابطہ شیخ بھی ضروری ہے اور شیخ کو قلبی احوال سے آگاہ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول میں استقامت اور ثابت قدمی ضروری ہے کیونکہ میدان عمل میں ثابت قدمی ہی جنت کا باعث بنتی ہے اپنی بات کو بڑھاتے ہوئے حضرت مجدد نے فرمایا:

> ''کام کا وقت جوانی کا زمانہ ہے جوانمرد وہ ہے جو جوانی کے ایام کو ضائع نہ کرے اور فرصت کو غنیمت جانے ممکن ہے اس کو بڑھاپے تک تقدیر پہنچنے کا موقع نہ دے اور یہ بھی ہوسکتا ہے بڑھاپے کے ضعف اور سستی کے وقت وہ کچھ نہیں کر سکے گا لہٰذا اس وقت یہ تمام اسباب مہیا ہیں یعنی بادشاہ کا قرب بھی میسر ہے اور جوانی کا جوبن بھی ہے لہٰذا ایسے نیک کاموں میں سبقت حاصل کرنا چاہیے اور آج کے کام کو کل پر مت چھوڑیئے'' [۱۸]

احکام شرعی علمائے آخرت سے پوچھنا چاہیے۔ کیونکہ ان کی بات کی بڑی تاثیر ہے۔ شاید ان کی وجہ سے عمل کرنے کی توفیق حاصل ہو اور علمائے سوء سے دور رہنا چاہیے کیونکہ وہ جاہ ومنصب کے طلبگار رہوتے ہیں

عہد جہانگیر کے وسط حصہ میں جبکہ جہانگیر نے شریعت کے احیاء اور ترقی میں

۱۸۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۴۷، دفتر اوّل

بھرپور حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ یہ دور مسرّت کا دور تھا اور اس دور کو اسلام کی فتح کا دور کہنے لگے۔ اس عہد میں اسلامی شعائر کی بحالی ہوئی وہ احکام شریعت جو معدوم ہو چکے تھے ان کو دوبارہ زندہ و جاوید بنایا جانے لگا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اب قلیج اللہ کی تعریف بھی فرمائی اور شکریہ ادا کیا فرمایا:

> "شہر لاہور میں آپ کے وجود سے بہت سے احکام شرعی اس زمانہ میں جاری ہو گئے ہیں۔ فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں کی نسبت قطب ارشاد کی طرح ہے اس شہر کی خیر و برکت ہندوستان کے تمام شہروں میں پھیلی ہوئی ہے اگر وہاں ترقی ہے تو سب جگہ ترقی ہے"[۱۹]

اس مکتوب گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ جس ناؤ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اعیان سلطنت / مجاہدین اسلام کے حوالے کیا تھا وہ ناؤ ساحل پر بحفاظت لنگر انداز ہو گئی اور آپ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں۔ اسلام کا بول بالا ہوا، شریعت کی ترویج ہوئی، مذہب حق کا احیاء ہوا اسلامی شعائر کی عظمت لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوئیں اور سلطنت مصطفویہ ﷺ اور مقام مصطفیٰ اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح طور پر بادشاہ پر واضح فرمایا اور ہندوستان کے مسلمان اور تمام لوگ شعائر اسلامی سے آشنا

۱۹۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۶۷، دفتر اوّل

ہوئے۔ قیامت تک آنے والے مسلمان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے۔ آپ کا ہر مکتوب تاریخ عزیمت کا سنہرا باب ہے۔ عزیمت کی ایسی مثال صرف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ ہی میں نظر آتی ہے۔

بقول شاعر:

عمر گزری پر نہ قصہء عشق پورا ہوا
رات آخر ہوگئی اب چھوڑتا ہوں ماجرا

پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔

مکتوبات امام ربّانی دفتر دوم، مکتوب ۳۶

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویے میں تبدیلی

ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی

جہانگیر کی ابتدائی حالت:

اکبر کا بیٹا جہانگیر جب تخت پر بیٹھا تو ابتداء میں اسکے عادات و خصائل بھی اپنے باپ سے کچھ زیادہ مختلف نہ تھے اس کا ابتدائی دور تقریباً اسی نہج پر جاری تھا تمام مذاہب سے صلح کلی کا قائل تھا۔ آگ کو خدا کا نور کہتا تھا ہندو تہواروں میں شریک ہوتا تھا ہفتہ میں دو روز حلال جانوروں کے ذبیحہ پر پابندی عائد کر دی تھی شراب کا عادی تھا سورج کی تعظیم کرتا تھا حتیٰ کہ اس کی بیگم نور جہاں غالی شیعہ تھی اس کا حکومت میں اتنا اثر تھا کہ خلفائے ثلاثہ کے بارے سب و شتم کا رواج پڑنے لگا خود جہانگیر راجہ بہاری مل کی لڑکی کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ ہندو عورتیں اسکی بیویوں میں شامل تھیں۔ بعض نصرانی اور عیسائی بھی اسکے قریب تھے۔ عیسائیوں کے علامتی نقوش اس نے اپنی مہر میں کندہ کیے ہوئے تھے۔ [۱]

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ایک مکتوب سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

۱۔ مغل رول انڈیا۔ ایڈورڈز۔ ص۔ ۶۲

پہلی سلطنت (دورِ اکبری) میں دینِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے عناد معلوم ہوتا تھا اور اس عہد جہانگیری میں ظاہری طور
پر وہ عناد نہیں ہے اگر ہے تو بے عملی کے باعث ہے یہ ڈر
ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ عناد اور دشمنی تک پہنچ جائے اور
مسلمانوں پر معاملہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے۔ ۲

امام ربانی علیہ الرحمہ نے ایسے حالات میں فوری طور پر شاہی مقربین سے رابطہ قائم رکھا اور جہانگیر کی اصلاح کے لیے اپنی تمام تر توجہات مرکوز کر دیں۔ یہ آپ کی حکمت عملی اور شانِ تجدید کا اعجاز تھا کہ حالات دن بدن بدلتے چلے گئے اور آپ کی محنتیں اور مشقتیں رنگ لائیں اور جہانگیر کے رَوّیے اور طرزِ عمل میں واضح تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں۔

اس دور کا نقشہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے کچھ یوں کھینچا ہے

اسلام اتنا کمزور ہو گیا ہے کہ ہندوستان کے کفار بے تحاشا
مسجدوں کو گرا رہے ہیں اور ان کی جگہ اپنے مندر بنا رہے
ہیں۔ ۳

یہ صورت حال جہانگیر کے ابتدائی دور کی عکاسی کرتی ہے اس کے ابتدائی دور میں کئی مندر تعمیر ہوئے، بیر سنگھ بندیلا نے "متھرا" میں ایک خوبصورت مندر تعمیر

۲۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل مکتوب ۶۵　　۳۔ مکتوبات امام ربانی، ج ۱/ ۱۶۳

کرایا جو اپنے دور میں فن تعمیر کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا علاوہ ازیں اس کے دور میں صرف بنارس میں ستر سے زائد مندر تعمیر ہوئے۔ متھرا کا مندر اورنگ زیب نے تباہ کرایا تھا جبکہ بہت سے مندر شاہجہاں نے بھی تباہ کرائے۔ ۴

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے جس قسم کے حالات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بہت سے تاریخی حقائق وواقعات کی تصدیق کرتے ہیں اور آپ نے خود اپنے مکتوبات میں مختلف مثالوں سے ہندوؤں کی ان زیادتیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

نگرکوٹ کے قریب ہندوؤں نے مسلمانوں پر سخت مظالم ڈھائے۔ ۵

اور تھانیسر میں ایک مسجد اور مقبرہ کو منہدم کر کے ایک مندر بنایا گیا۔ ۶

یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ جہانگیر کے ابتدائی دور میں وہی ڈھانچہ قائم تھا جو عہد اکبری میں تھا اور اس میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں آئی تھی۔ انتظامیہ پر ہندوؤں کے اسی اثر رسوخ بلکہ چھا جانے کے نتائج کیا نکلے، حضرت مجدد علیہ الرحمہ اسکا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

اسلام کی کسمپرسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار برملا اسلام پر

۴۔ سری رام شرما: دی ریلیجیئس پالیسی آف دی مغل، دی ایمپررز ص ۷۳ (مغل حکمرانوں کی مذہبی پالیسی)

۵۔ مکتوبات امام ربانی، ج۔۲، مکتوب ۶۸، ۹۲ ۶۔ مکتوبات امام ربانی، ج۔۲، مکتوب نمبر ۶۵

اعتراضات اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور بے دھڑک کوچہ و بازار میں مراسم کفر ادا کرتے ہیں اور اہل کفر کی تعریفیں کرتے ہیں اور اس کے برعکس مسلمانوں کو احکام اسلام کی ادائیگی سے منع کیا جاتا ہے اور انہیں رسوا کیا جاتا ہے اور انہیں طعنے دیئے جاتے ہیں۔ گویا پری منہ چھپائے ہوئے ہے اور دیو ندناتا پھرتا ہے عقل حیران ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ خدا کی شان! مشہور تو یہ ہے کہ شریعت تلوار کے سایہ میں ہے اور دین کی رونق بادشاہوں کے دم سے وابستہ ہے لیکن یہاں معاملہ بالکل الٹا ہو گیا ہے کتنی حسرت وندامت اور کتنے افسوس کا مقام ہے"۔[7]

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجاھدانہ تبلیغ:

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اصلاح کے لیے زعماء و امراء کے نام مکتوبات میں "احیائے اسلام" کی ترغیب دلائی اور یہی وہ عظیم کام ہے جس کی طرف انہوں نے اپنے صاحبزادے کے نام مکتوب میں اشارہ کیا ہے۔ مجددی مکتوبات نے ہی مسلم ہندوستان کی سیاسی تاریخ کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور مسلمانوں نے بازی ہارتے ہارتے جیت لی ورنہ مسلم ہندوستان جس عالم میں پہنچ چکا تھا وہ مسلمانوں کے لیے نزع کا عالم تھا

۷۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۶۵

اس 'عالم نزع'' میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ جہانگیر کے ایک مشیر خان اعظم کے نام مکتوب میں تحریر کرتے ہیں۔

''اس نازک دور میں جبکہ ہمارا پلہ کمزور ہے اور ہم بازی ہار چکے ہیں۔آپ کے وجود کو غنیمت سمجھتے ہیں اور سوائے تمہارے کوئی مرد میدان اس میدان میں ہمیں نظر نہیں آتا حق تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل بیت کے طفیل آپ کا ناصر و مددگار ہو۔حدیث پاک میں ہے کہ ''تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اسکو دیوانہ نہ کہا جائے'' اس وقت وہ دیوانگی جس کی بنیاد اسلامی غیرت وحمیت پر ہوتی ہے۔آپ کی ہی فطرت میں نظر آتی ہے میں اس وجہ سے شکر ادا کرتا ہوں کہ آج وہ وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عمل کو بڑے ثواب کے بدلے میں بڑی مہربانی سے قبول فرماتا ہے۔یہ زبانی جہاد جس کا موقع تمہیں آج میسر ہے بہت بڑا جہاد ہے اس کو غنیمت جانو اور زیادہ سے زیادہ جہاد کے طلب گار رہو۔یہ زبانی جہاد تلوار کے جہاد سے افضل ہے ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس نعمت سے محروم ہیں ہم نے تم کو خزانے کا پتہ بتادیا ہے اگر ہمارا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکا تو

شاید تم ہی اسکو پالو" ۸

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اصلاح حکومت کے لیے منصوبہ بندی:

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا مطمح نظر یہ تھا کہ دور جہانگیری میں وہ برائیاں نہ پنپ سکیں جو عہد اکبری میں تھیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد بہت سی توقعات وابستہ کر لی تھیں انہیں یقین تھا کہ عہد اکبری اپنی تمام تر برائیوں کے ساتھ ختم ہو گیا تھا۔ اکبر کی وفات پر خود ہندوؤں کو ایک دھچکا لگا تھا۔ لہٰذا حضرت مجدد علیہ الرحمہ یہ چاہتے تھے کہ فوراً تبدیلیاں لائی جائیں اور ہندو جو کہ اکبر کے بعد سہمے ہوئے تھے مملکت پران کے اثر ورسوخ کو فوراً ختم کر دیا جائے اس قسم کے خیالات کا اظہار انہوں نے جہانگیر کے معتمد خاص اس کے بچپن کے اتالیق اور منصب چار ہزاری پر فائز شخصیت "صدر جہاں" کے نام ایک مکتوب میں یوں فرمایا:

"اب جبکہ سلطنت میں انقلاب رونما ہو گیا ہے اور اہل مذاہب کے عناد کی تیزی ختم ہو چکی ہے آئمہ اسلام، وزراء اور علماء کرام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پوری توجہ احکام شرعیہ کی ترویج پر لگا دیں اور اولین فرصت میں اسلام کے ان ارکان کو قائم کریں جو عہد ماضی میں منہدم کر دیے گئے تھے ہم بے کس اس معاملہ میں تاخیر توقف سے سخت بے

۸۔ مکتوب امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۶۵

چین ہیں جبکہ بادشاہاں اسلام ہی میں سنت نبویہ کی ترویج
کا جذبہ نہ ہو اور ان کے مقربین بھی اس بارے میں کچھ نہ
کریں تو اسلام کے نام لیواؤں کے لئے کام کرنا بہت
دشوار ہو جائیگا''۹

جہانگیر کے ایک مقرب ''خان جہاں'' بھی تھے حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ''خان جہاں'' کے نام مکتوب میں بھی اس موضوع پر بار ہا اظہار خیال فرمایا ہے۔ حق گوئی کے فریضہ کا احساس دلاتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:

''حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو جس دولت عظمیٰ سے نواز رکھا
ہے عام آدمی اس سے غافل ہیں بلکہ ممکن ہے کہ آپکو خود
بھی اس کا احساس نہ ہو۔ اور وہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت
جس کی سات پشتیں مسلمان چلی آرہی ہیں اہل سنت میں
سے ہے اور حنفی عقیدہ رکھتا ہے اگر چہ چند سال ہوئے کہ
قرب قیامت کے آثار کے پیش نظر بعض عالم لوگوں نے
خبث باطن کی وجہ سے امراء سلاطین سے تعلقات بڑھائے
اور ان کی خوشامد کی اور دین متین میں شکوک وشبہات پیدا
کر دیئے اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ اس لیے اب

۹۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۹۵

جبکہ بادشاہ آپکی بات سنتا اور مانتا ہے تو کتنا اچھا موقع اور کیسی نعمت ہے کہ صراحتاً یا اشارتاً موقع کی مناسبت سے کلمہ حق یعنی حضرات اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق اسلامی تعلیمات اس کے کان میں ڈالی جائیں اور اہل حق کی باتیں وہاں تک پہنچائی جائیں بلکہ ہمہ وقت اس کے متلاشی اور منتظر رہیں کہ مذہبی و دینی گفتگو کا کوئی موقع میسر آئے تا کہ اسلام کی حقانیت اور کفر اور کافروں کی خرابیاں دور کی جاسکیں اور ان کو جھوٹا ثابت کیا جا سکے''۔[۱۰]

لشکر شاھی میں تبلیغ کا ایک منظر:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ تین سال تک لشکر شاھی میں رہے اور آپ کی مجاھدانہ تبلیغ وہاں بھی عروج پر رہی۔ رہائی کے بعد آپ جہانگیر کے دربار میں بعد عزت واحترام حق تعالیٰ کی طرف سے شریک کیے جاتے ہیں اور روزانہ بعد نماز مغرب بادشاہ سے خاص صحبت رہتی ہے۔ صاجزادگان کے نام ایک مکتوب میں بادشاہ کے ساتھ ایک صحبت کا اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

''یہاں کے حالات بہت اچھے اور شکر کے قابل ہیں عجیب وغریب صحبتیں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان

۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

ساری گفتگوؤں میں دینی امور اور اسلامی اصول کے متعلق بال برابر کسی قسم کی نرمی یا سستی کا اظہار نہیں ہوا، وہی باتیں جو خاص مجلسوں اور خلوتوں میں بیان کی جاتی ہیں ان معرکوں میں حق تعالیٰ کی توفیق سے بیان ہو رہی ہیں اگر میں ایک مجلس کا بھی حال لکھوں تو اس کے لیے ایک دفتر چاہیے خصوصاً آج کی رات جو رمضان کی ۱۷ تاریخ ہے، پیغمبروں کی بعثت عقل کی بیچارگی، آخرت، عذاب وثواب پر ایمان لانے، حق تعالیٰ کے دیدار، خاتم الرسل ﷺ کی ختم نبوت اور ہر صدی کے مجدد اور خلفاء راشدین کی پیروی اور تراویح کے مسنون ہونے، تناسخ کے باطل ہونے، جنّات کے ذکر، ان کے عذاب وثواب کے مسئلے اور اس قسم کی بہت سی باتوں کا ذکر رہا (بادشاہ نے) پوری توجہ سے سنا اس سلسلے میں اقطاب وابدال واوتاد اور ان کی خصوصیتوں کا بھی ذکر آیا، خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ (بادشاہ) ایک حال پر قائم رہے ان میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا، شاید ان واقعات اور ملاقاتوں میں حق تعالیٰ کی مصلحتیں اور اسرار پوشیدہ ہوں شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے اس بات کی ہدایت فرمائی ہم اس راہ کو نہیں پا سکتے اگر حق تعالیٰ

راہ نہ دکھاتے۔ بلاشبہ ہمارے رب کے پیغمبر حق کے ساتھ
آئے۔ ۱۱

مسعودِ ملت جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ اس مکتوب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس مکتوب گرامی سے اندازہ ہوتا ہے کہ قلعہ گوالیار میں نظر بندی اور قید رفاقت نے حضرت مجدد کو مجلس شاہی میں حق کہنے سے باز نہ رکھا بلکہ بے باک بنادیا ایک ایسے جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا جو ظلم کر چکا ہو بلکہ جس کی ستم رانیوں کا سلسلہ جاری ہو واقعی افضل الجہاد ہے حضرت مجدد نہ صرف الف ثانی کے مجدد ہیں بلکہ الف ثانی کے مجاہد بھی ہیں آپ سرگروہ احرار ہیں۔

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار

آپ نے بادشاہ کے سامنے جن جن مسائل کو دلنشین انداز سے بیان فرمایا وہ یہی مسائل تھے جو دورِ اکبری میں ایسے الجھ گئے تھے کہ سلجھائے نہ سلجھ سکے اور اس الجھن نے پوری

۱۱۔ مکتوبات امام ربانی، ج۔۳ / مکتوب نمبر ۴۳

۔ فضا اور ناحول کو الجھا دیا تھا مجلس شاہی میں ان مسائل کا ذکر

خود اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بنیادیں ہل چکی تھیں ورنہ

تحصیل حاصل سے کیا فائدہ؟''

اقبال نے خوب کہا

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

۱۲

جہانگیر کے طرزِ عمل میں تبدیلی:

ا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس ولولہ انگیز تحریک کا نتیجہ تھا کہ پورے معاشرے میں ایک بار پھر انقلاب برپا ہو گیا اور خود جہانگیر آپ کی تحریک کا زبردست مدد و معاون بن گیا۔

۲۔ ایک وقت وہ تھا کہ اس نے حضرت مجدد کو خود سر قرار دے کر پس دیوار زندان کر دیا تھا ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اور اس کا بیٹا شہزادہ خرم جو بعد میں شاہ جہاں کے نام سے موسوم ہوا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ارادتمندوں کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔

۳۔ بادشاہ جہانگیر حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے محبان میں سے تھا یہاں تک کہ ایک لمحہ بھی حضرت سے جدا نہیں ہوتا تھا شہزادہ خرم کو اس نے حضرت کے حلقہ مریدان میں شامل کیا

۱۲۔ سیرت مجدد الف ثانی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ ص ۲۴۱، ۲۴۲

چنانچہ شاہجہان اور عالمگیر کے عہد تک سربراہان سلسلہ مجددیہ کے بیعت تھے۔

۴۔ جہانگیر کے عقائد میں اتنی تبدیلی آ گئی کہ وہ اجمیر میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دینے گیا تو وہاں کے مندر کو فوری طور پر گرانے کا حکم دے دیا۔

۵۔ اس نے ہندو تہذیب کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی اور اس نے اس طرف بھی اپنی توجہ مبذول کی کہ عوام الناس کو قرآن مجید کی تعلیمات سے روشناس کرایا جا سکے۔

۶۔ جہانگیر نے مسلمانوں کی از سر نو تنظیم پر خصوصی توجہ دی اور مملکت کے اہم عہدوں میں انہیں دوبارہ نمایاں مقام دیا ورنہ پہلے کلیدی اسامیوں پر ہندو چھا چکے تھے اور مملکت کی پالیسی پر ان کا پورا اثر ونفوذ تھا۔

۷۔ تزکِ جہانگیری میں خود اس نے تذکرہ کیا ہے کہ اس نے از سر نو مسلمان مجسٹریٹ اور جج مقرر کیے اور صدر الصدور کے عہدے کو از سر نو بحال کیا

حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو جب قید سے رہائی ملی اور بادشاہ نے لشکر شاہی کا ساتھ رہنے کے لیے کہا تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو چونکہ اپنے مقاصد عالیہ کی تکمیل کرنا تھی اس لیے صرف ہمرکابی کو ترجیح نہیں دی بلکہ چند شرائط کی منظوری کے بعد ساتھ رہنا پسند کیا وہ شرائط درج ذیل ہیں۔

۱۔ بادشاہ کو سجدہ تعظیمی بند کیا جائے

۲۔ بادشاہ اور اسکے حواری نماز کی پابندی کیا کریں

۳۔ ذبیحہ گاؤ پر پابندی کو ختم کیا جائے

۴۔ خلاف شریعت رسومات کو ختم کیا جائے

۵۔ جو قوانین شریعت سے متصادم ہوتے ہیں انہیں منسوخ کیا جائے

۶۔ قاضی اور محتسب مقرر کیے جائیں

۷۔ جو مسجدیں مرمت طلب ہیں انکی مرمت کی جائے اور جو منہدم ہو چکی ہیں انہیں از سر نو تعمیر کیا جائے۔ ۱۳

مذکورہ شرائط کو بادشاہ نے منظور کر لیا

۸۔ تزک جہانگیری سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے سید محمد نبیرۂ شاہ عالم بخاری کو ایک قرآن مجید کا نادر نسخہ عطا فرمایا اور سید محمد کو قرآن کا فارسی زبان میں ترجمہ کا حکم دیا اور ساتھ کہا کہ اس ترجمہ کے مکمل ہونے کے بعد یہ اپنے فرزند سید جلال کے ہاتھ میرے پاس بھجوائے (تزک جہانگیری ۲/۴۲)

جہانگیر کے اپنے الفاظ یوں ہیں:

"میں نے میر کو حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کا ترجمہ سادہ اور سلیس عبارت میں ایسا کرے کہ وہ تصنع اور تکلف سے پاک ہو اور تفسیر اور شانِ نزول لکھنے کی بجائے قرآن کریم کے الفاظ کا فارسی الفاظ میں ترجمہ کرے جس میں ایک لفظ

۱۳۔ مسلمانوں کا عروج و زوال سعید احمد اکبر آبادی صفحہ نمبر ۳۰۹۔۳۱۰ ندوۃ المصنفین، دہلی ۱۹۶۲

بھی تشریحی طور پر تحت اللفظ ترجمے سے زائد نہ چاہیے اور
اس ترجمے کے مکمل ہونے کے بعد یہ اپنے فرزند سید جلال
کے ہاتھ میرے پاس بھجوا دے''۔[۱۴]

۹۔ راجور کے مقام پر جہاں ستی، ہندوؤں سے شادی، غربت کی وجہ سے بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسمیں جاری تھیں جہانگیر نے ان کو ختم کرنے کا حکم جاری کیا تزکِ جہانگیری ۲/۲۳۸۔ (۱۰۲۹ھ) میں خود جہانگیر بیان کرتا ہے:

''یہاں کے لوگ قدیم زمانے میں ہندو تھے اور یہاں کے
زمیندار کو راجا کہتے تھے۔ سلطان فیروز نے یہاں کے
لوگوں کو مسلمان کیا لیکن اس کے باوجود یہاں کے زمیندار
اپنے آپ کو راجا کہلاتے ہیں اب بھی زمانہ جاہلیت کی
رسمیں ان میں جاری ہیں ان میں سے یہ ہے کہ جس طرح
ہندوؤں کی عورتیں اپنے شوہر کے ساتھ ستی ہوتی ہیں یہاں
کی عورتوں کو بھی زندہ شوہروں کی قبر میں دفن کر دیتے ہیں
۔ سننے میں آیا ہے کہ ان ہی دنوں ایک بارہ سالہ لڑکی کو اسکے
شوہر کے ساتھ جو اس کا ہم عہد تھا زندہ قبر میں دفن کر دیا گیا
اسکے علاوہ ان کے یہاں یہ بھی رسم ہے کہ بعض غریب لوگ

۱۴۔ تزکِ جہانگیری ۲/ ۴۳۱

جب ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اسے گلا گھونٹ
کر مارڈالتے ہیں ہندوؤں سے رشتہ داریاں کرتے ہیں
ان کو لڑکیاں دیتے اور ان کی لڑکیاں لیتے ہیں"
"میں نے فرمان جاری کیا کہ آئندہ ان رسوم ورواج پر عمل
نہ کیا جائے اور جو کوئی بھی ان بدعتوں کا مرتکب ہو اسکو
سزا دی جائے"

(جمعہ ۲۲ شعبان ۱۰۱۸ھ) جہانگیر تزک جہانگیری میں خود لکھتا ہے کہ:

"میں نے حکم دیا ہے کہ بھنگ اور شراب جو تمام مفاسد کی
جڑیں ہیں بازاروں میں فروخت نہ کی جائیں اور تمام
جوئے خانے بند کردیے جائیں میں نے اس پر عمل کرنے
کی سخت تاکید کی"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے ملاقات:

تزک جہانگیری میں ۲/۱۱۴۰ میں جہانگیر سے حضرت شیخ کی ملاقات، اخبار الاخیار کی تعریف اور حضرت شیخ سے جہانگیر متاثر نظر آتا ہے۔ وہ خود شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتا ہے:

"وہ اہل علم وفضل اور ارباب سعادت میں سے ہیں قابل
قدر انسان ہیں ان کی ملاقات لطف سے خالی نہیں۔ میں۔

نے ان کو گوناں گوں الطاف وعنایات سے دل جوئی کر کے رخصت کیا"

مشائخ کی قدردانی: جہانگیر تزک جہانگیری میں لکھتا ہے کہ

☆ "باوجود اسکے کہ میں گجرات کے مشائخ کو کئی مرتبہ انعام واکرام دے چکا تھا میں نے پھر ایک مرتبہ ہر ایک کو اسکی حیثیت کے مطابق نقد و جنس سے نواز کر رخصت کی اجازت دی۔

رہنمائی کے لئے عالم دین کا تقرر:۔

☆ تزک ۲/ ۴۳۴ جہانگیر شرعی مسائل میں راہنمائی کے لئے ایک عالم دین کو مقرر کرنے کا حکم دیتا ہے جس کی تائید امام ربانی کے مکتوبات سے ہوتی ہے۔ مکتوب بنام شیخ فرید بخاری:

"ثبتکم اللہ سبحانہ علیٰ آبائکم سنا گیا ہے کہ بادشاہ اسلام (جہانگیر) نے مسلمانی کی نیک فطرت پر ہونے کی وجہ سے جو کہ وہ اپنی ذات میں رکھتا ہے آپ سے فرمایا ہے کہ دیندار علماء میں سے چار شخص مہیا کریں جو کہ دربار شاہی میں حاضر رہ کر شرعی مسائل بیان کیا کریں تا کہ بادشاہ سے خلاف شرع امر واقع نہ ہو الحمد اللہ سبحانہٗ علیٰ ذالک مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کونسی خوشی ہو گی اور

ماتم زدوں کو اس سے بہتر اور کونسی خوشخبری ہوگی"۔[16]

جہانگیر قلعہ کانگڑہ کے معائنے کے لیے گیا تو علماء و فضلاء ہم رکاب تھے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ بھی ساتھ تھے یہاں پہنچ کر جہانگیر نے ان تمام وعدوں کو پورا کر دیا جو بقول صاحب مجمع الاولیاء حضرت مجدد سے کیے تھے۔[17]

خود جہانگیر کی زبانی سنیے:

"۲۲ ماہِ شعبان کو قلعہ کی سیر کی طرف متوجہ ہوتے وقت قاضی اور میر عدل کو جو میرے ہمرکاب تھے حکم دیا کہ قلعے میں داخل ہونے میں جس اسلامی اور شرعی امور کو بجالانا ضروری سمجھیں بجالائیں۔ قلعے تک پہنچنے کے لیے ایک کوس پہاڑ کی چڑھائی طے کرنے کے بعد جب اندر داخل ہوا تو بتوفیق ایزدی اذان دلوا کر نماز اور خطبہ پڑھوایا اور اپنے سامنے گائے ذبح کرائی"

ان امور میں سے ایک پر بھی آج تک اس قلعے میں عمل نہیں ہوا تھا میں اس توفیق ایزدی کے لیے جو کسی بھی بادشاہ کو اس سے قبل نصیب نہیں ہوئی تھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکرانہ بجالا کر اس قلعے کے اندر ایک عالیشان مسجد تعمیر

۱۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب نمبر ۵۲

۱۷۔ سیرت امام ربانی۔ ص ۲۴۶

کیے جانے کا حکم دیا۔ ۱۸

پانچ سالہ رفاقت نے جہانگیر کے رویے اور مزاج کو بدل کر رکھ دیا۔ حضرت مجدد کے صاحبزادگان کے ایک مخلص ارادت مند علی اکبر حسینی نے اپنی تالیف "مجمع الاولیاء میں" ایک واقعہ ذکر کیا جو اس کی تصدیق کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"قدوۃ السلاطین العظام ابوالمظفر محمد جہانگیر بادشاہ
اَنَارَ اللہُ بُرہَانَہٗ کشمیر سے لوٹتے وقت مرض میں مبتلا ہو گیا
(مقربین نے) کہا کہ اب اللہ والوں کو دکھانا چاہیے
بادشاہ نے محل کے اندر طلب فرمایا اور دعائے صحت کی التجاء
کی آپ نے فرمایا کہ دعا کے لیے حاضر ہوں لیکن آپ
وعدہ فرمائیں کہ اسلام اور شعائر اسلام کی آپ اشاعت
کریں گے بادشاہ نے فرمایا "گفتن از شما است و کردن از ما
است" فرمانا آپ کا کام ہے اور عمل کرنا ہمارا کام ہے۔
اسکے بعد آپ اٹھے اور اپنی شال مبارک بچھا کر دوگانہ ادا
کیا دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور خضوع و خشوع کے ساتھ
دعا فرمائی آپ کی دعا مستجاب ہوئی اور اسی رات بادشاہ کا
مرض رفع ہو گیا۔

۱۸۔ تزک جہانگیری۔ ص ۶۹۶

جب سرہند قریب آیا تو فرمایا شیخ جیو چونکہ تمہاری دعا سے صحت پائی ہے کل تمہارے لنگر خانے سے پرہیز توڑ دیں گے"۔[۱۹]

ترویج شریعت کے اعتبار سے جہانگیر کے دور کو عبوری دور کہہ سکتے ہیں جس کی بنیاد اکبر بادشاہ نے رکھی تھی اور انقلاب نو کی تکمیل شاہجہان اور اورنگزیب کے دور میں ہوئی

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی نے حضرت مجدد قدس سرہ العزیز کی اصلاحی اور تبلیغی کاوشوں کے ثمرات کا یوں ذکر کیا ہے:

"جہانگیر کے دور حکومت میں شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ میدان میں آئے آپ کی مسلسل کوششوں سے تحریک احیاء دین کا آغاز ہوا چنانچہ اس انقلاب و تبدیلی کے نتیجے میں سیاسی سطح پر جو کوششیں کی گئیں وہ اکبر، جہانگیر، شاہجہان اور اورنگزیب عالمگیر کے درباروں کی بدلتی ہوئی فضاؤں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اکبر بادشاہ کے عہد حکومت میں آزاد خیالی اور الحاد کا نقطۂ

۱۹۔ اکبر حسینی ۔۔۔۔۔۔ مجمع الاولیاء ۔ مجمع فیض ۱۰۴۳ھ مکتوبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۰۴۳ھ مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن نمبر ۱۴۵ ورق ۴۹۶) بحوالہ سیرت امام ربانی ص ۲۳۹۔۲۴۰)

عروج تھا، جہانگیر کی تخت نشینی سے اس آزادخیالی کا زوال شروع ہوتا ہے۔ شاہجہاں اگرچہ ایک پارسا سنی تھا اور دربار میں کسی قسم کی ڈھیل برداشت نہیں کرتا تھا تاہم اس نے غیر سنیوں کو بھی مطمئن رکھا اور اورنگزیب عالمگیر سنیوں کا نشان فتح وظفر تھا"۔[۲۰]

20-H.Qureshi: A History of Freedom Movement . Karachi:1957-P-20

ماخذ و مراجع:

۱۔ مغل رول انڈیا۔ ایڈورڈز ص ۶۲

۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۶۵، مطبوعہ کوئٹہ

۳۔ مکتوبات ج، ص ۶۳

۴۔ سرام شرما: دی ریلیجس پالیسی آف دی مغل ایمپررز ص ۷۳

(مغل حکمرانوں کی مذھبی پالیسی)

۵۔ مکتوبات ج۔۲، مکتوب نمبر ۶۸، ۹۲

۶۔ مکتوبات، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۶۵

۷۔ ایضاً

۸۔ مکتوبات دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۹۵

۹۔ مکتوبات دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷

۱۰۔ مکتوبات ج۔۳، مکتوب نمبر ۴۳

۱۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: سیرت امام ربانی ص ۲۴۱۔۲۴۲

مطبوعہ امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی

۱۲۔ سعید احمد اکبر آبادی

مسلمانوں کا عروج و زوال ص ۳۱۰، ۳۰۹ ندوۃ المصنفین دھلی ۱۹۶۲

۱۳۔ جہانگیر: توزک جہانگیری مترجم اعجاز الحق قدوسی

مطبوعہ: ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲۔ کلب روڈ لاہور

۱۴۔ تو زک جہانگیری ۲/ ۳۴
۱۵۔ تو زک جہانگیری ۲/ ۲۳۸
۱٦۔ تو زک جہانگیری ۲/ ۱۴۰
۱۷۔ تو زک جہانگیری ۲/ ۴۳
۱۸۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اوّل مکتوب نمبر ۵۳
۱۹۔ سیرت مجدد الف ثانی ص ۲۴٦
۲۰۔ تو زک جہانگیری، ص ٦۹٦ مطبوعہ لکھنو
۲۱۔ علی اکبر حسینی: مجمع الاولیاء۔ ورق ۴۴۲۔
مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن نمبر ۱۴۵
22 -H.Qureshi: A History of Freedom Movement
. Karachi:1957-P-20

حضرت مجدد کے خسر
شیخ سلطان تھانیسری کی
جلاوطنی اور شہادت

حضرت مجدد کے خسر شیخ سلطان تھانیسری کی جلاوطنی اور شہادت

پروفیسر محمد اقبال مجدّدی
صدر شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

حاجی سلطان تھانیسری کے حالات اور ان کی شہادت کے واقعات بیان کرنے سے قبل چند امور کا تذکرہ لازم ہے اول یہ کہ ان کا مستقر تھانیسر، دوم مہابھارت، سوم ذبیحہ گاؤ کا مسئلہ۔

شہر تھانیسر کرنال ڈسٹرکٹ کا ایک معروف علاقہ ہے، جو ابتداء میں ہندوؤں کا صدر مقام تھا، سلطان محمود غزنوی نے اپنے ہندوستان پر حملوں کے دوران اس علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا، ابوریحان البیرونی نے اس شہر کا ذکر کیا ہے اور اس کا نام تانیشر لکھا ہے اور اسے قنوج اور متھرا کے درمیان اٹھائیس فرسخ کے فاصلہ پر بتایا ہے [1]

تھانیسر، ہندوؤں کی قدیم ترین زیارت گاہ ہے سارے ہندوستان سے ہندو اس مقام پر آتے اور یاترا کرتے ہیں [2]، ہندو روایت کے مطابق ہستناپور میں بھرت نام کا ایک راجہ تھا اس کی نسل سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو راجہ کور کے نام سے مشہور ہوا اس نے جو شہر بسایا وہ اس کے نام پر کوروکشیتر (Kurukshetrs) مشہور ہوا اور پھر

۱۔ البیرونی، ابوریحان: کتاب الهند ۲۶۴/۱ ، فہرست دیہات تحصیل کرنال ۲۳۲

۲۔ Ency. of Sikhism 4/349-50

کثرت استعمال سے تھانیسر بن گیا، یہاں کے ہندوراجاؤں کی آپس کی جنگوں کے سمجھنے کے لئے راجہ ارجن کی تیسری نسل کے ایک راجہ نے ان جنگوں میں شریک ایک پنڈت بیاس سے ان واقعات کو لکھوایا جو ایک کتاب مہابھارت کی شکل میں تیار ہوگئی، یہ کتاب تھانیسر کے قریب دریائے سرسوتی کے کنارے تکمیل کو پہنچی۔

گویا تھانیسر ہندومت کے احیاء کا بہت بڑا مرکز تھا، یہ دارالکفر تھا وہاں کے کرکھیت تالاب میں کوروں اور پانڈوں کی مشہور لڑائی ہوئی تھی جو کتاب مہابھارت کا مرکز خیال ہے، یہ شہر ہندوؤں کا سب سے بڑا ہی مرکز ہے جس طرح مسلمان مکہ مکرمہ کو اپنا مذہبی مرکز تصور کرتے ہیں اس طرح ہندوا سے زیارت گاہ کے طور پر چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کی مشہور زمیہ کتاب مہابھارت یہیں پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔ یہ کتاب اٹھارہ حصوں میں ایک لاکھ اشلوک پر مشتمل ہے ہر حصہ کا نام پرب ہے، پنڈت بیاس جو اس میں مندرجہ واقعات کا راوی ہے اور برہما کا بیٹا بنایک اس کا کاتب ہے [۳]

بعض کی رائے ہے کہ یہ واقعات چار ہزار سال پہلے پیش آئے تھے اور بعض اصحاب کا خیال ہے حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کے وقائع اس میں درج ہیں، ہندو اس کتاب کا مطالعہ عبادت سمجھ کر کرتے ہیں اور اسے مسلمانوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں [۴]

اکبر بادشاہ نے اپنی صلح کلی کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ہندوؤں کی بہت سی رسمیں اپنائیں اور پھر ان کے ساتھ مزید ہم آہنگی کا اظہار کرنے کے لئے اس نے

۳۔ کتاب الہند ۱/۱۷۷ ۴۔ بدایونی، عبدالقادر: منتخب التواریخ ۲/۲۲۳

ہندومت میں اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا ان کی کئی مذہبی کتابوں کے فارسی میں تراجم کروائے جن میں سنگھاسن بتیس (۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء)، اتھربن (۹۸۳ھ/۱۵۷۵ء)، راماین (۹۹۲ھ/۱۵۸۴ء)، بحرالاسمار (۱۰۰۳ھ/۱۵۹۴ء) اور کرشن کے حالات میں ایک رسالہ ہربنس کا بھی فارسی میں ترجمہ کروایا [۵]

ان میں سب سے بڑی اور مفصل کتاب مہابھارت ہے، جس کے ترجمہ کا آغاز ۹۹۰ھ کو ہوا اور پانچ سال کی محنت کے بعد ۹۹۵ھ کو مکمل ہو گیا۔ یہ ترجمہ جن علماء نے کیا ان کے نام یہ ہیں۔

نقیب خان، عبدالقادر بدایونی، ملا شیری لاہوری، ابوالفیض فیضی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے خسر حاجی سلطان تھانیسری

مسلمانانِ ہندومزاج نے اکبر بادشاہ کو یہ باور کروایا کہ ہندوؤں کی کتابیں جنہیں ان کے عبادت گزار دانشوروں نے لکھا وہ سب کی سب حقیقی اور نص قاطع ہیں، اسے یہ باور کروایا گیا کہ ان کتابوں کی اشاعت دین اور دنیاوی سعادت کا موجب اور شان و شوکت کے بقا اور اولاد و اموال کی کثرت کا باعث بھی ہوگی، چنانچہ اس نے ہندو اہل علم کو جمع کیا اور انہیں مسلمان علماء کے ساتھ شریک ''تعبیر'' کیا۔ بادشاہ خود چند راتوں تک نقیب خان کی مدد سے مہابھارت کے مضامین سمجھتا رہا اور اس کے مطالب کو فارسی میں لکھواتا رہا۔ جب مہابھارت کا ترجمہ مکمل ہو گیا تو خود اکبر نے اس ترجمہ کا نام

۵۔ صباح الدین عبدالرحمٰن: بزم تیموریہ ۱/۱۰۷۔۱۱۸ (آئین اکبری ۱/۱۱۰۔۱۱۳ مع تعلیقاتِ بلوخمان)

''رزم نامہ'' رکھا۔ اسے درباری مصوروں سے مصور کروایا، پھر اکبر بادشاہ کی طرف سے امرائے دربار کو حکم ہوا کہ مہابھارت کے اس ترجمہ پر ہاتھ رکھ کر برکت حاصل کریں، وہ شیخ ابوالفضل جس نے اس سے پہلے آیت الکرسی کی تفسیر لکھی تھی اب اتنا گر گیا کہ اس نے اس ترجمۂ مہابھارت پر دو جز کا مقدمہ لکھا جو معاصر مورخ اور خود اس ترجمہ میں شریک مترجم عبدالقادر بدایونی کی نظر میں ''کفریات وحشویات'' کا مجموعہ ہے۔ ۶

اس مقدمہ میں ابوالفضل نے علمائے حق کے لئے تقلید پرست، منتسبان کیش احمدی، پیروان کیش احمدی، گرفتار زندان تقلید اور سادہ لوحان تقلید پرست جیسے القاب لکھے ہیں ۷، اسی مقدمہ میں اکبر کو ابوالفضل نے ''خلیفۃ اللہ'' بھی لکھا ہے۔ ۸ جس سے اس عہد کے مجاہد مورخ عبدالقادر بدایونی کے اس بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ اکبر بادشاہ کے مریدین یہ کلمہ پڑھتے تھے: لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ۹

اس کلمہ کا مطلب بہت واضح ہے کہ اکبر بادشاہ کا اعتقاد تھا کہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ براہ راست تعلق ہے اور خدا کے درمیان نبی آخر الزماں کا واسطہ ضروری نہیں۔

مہابھارت کے مقدمہ میں ابوالفضل نے اکبر بادشاہ کو ''خلاصہ آفرینش'' بھی لکھا ۱۰ تمام مکاتب فکر اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا انسان ''خلاصہ آفرینش'' نہیں کہلا سکتا، گویا ابوالفضل نے اکبر کو یہ

۶۔ منتخب التواریخ ۲/ ۳۲۴ ۷۔ ابوالفضل نے علمائے حق کے لئے یہ القاب مہابھارت کے مقدمہ اور آئین اکبری میں جابجا لکھے ہیں ۸۔ مہابھارت ۹۔ منتخب التواریخ ۱۰۔ مہابھارت، مقدمہ ۳۶

منصب دے کر اُسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پلہ بنادیا ہے۔اسی ابوالفضل نے جو علامی بھی تھا اکبر بادشاہ کو مندرجہ ذیل صفات سے اس مقدمہ میں متصف کیا ہے:

"آن سلطان عادل و برہان کامل دلیل قاطع خدادانی و حجت ساطع رحمت روحانی قافلۂ سالار حقیقی ومجازی" ۱۱

اسکے علاوہ اس نے اکبر کو:

"پیشوائے خداشناسان ومقتدای ہدیٰ اساسان"

"قبلہ خدا آگاہان" "پردہ بہ انداز اسرار غیبی" ۱۲

"چہرہ کشای صورت لاریبی"، "قاسم ارزاق بندگان الہی"

ہادی علی الطلاق ومہدی باستحقاق ۱۳ کے القاب سے بھی پکارتا ہے۔جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس عہد کے درباری مورخ ابوالفضل نے اُسے باقاعدہ مہدی موعود بنادیا تھا۔

بہر حال ہم کہاں تک اس مقدمہ کی کفریات وحشویات بیان کریں اس نے اپنی مرتبہ فصیح وبلیغ درباری تاریخ اکبرنامہ میں جس طرح اکبر کو امی محض بنایا ہے وہ دراصل یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہا ہے کہ اکبر انبیائے کرام کی طرح "امی" تھا اور وہ ان تمام صفات کا حامل ہے جو انبیا کی ہوتی ہیں۔

یہ تھا اکبر کے دربار کی رواداری اور صلح کلی کا ایک منظر جس میں اسلام اور

۱۱۔ایضاً ۱۴ ۱۲۔ایضاً ۵۔۶ ۱۳۔ایضاً

مسلمانوں کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا

حاجی سلطان تھانیسری کی زندگی اور شہادت کا پس منظر سمجھنے کیلئے ایک اور مسئلہ سے آگاہ ہونا بھی لازم ہے اور وہ ہے ذبح گائے کا مسئلہ۔

ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق گائے ایک مقدس جانور ہے ہندوؤں کے اوتار نے اس کا روپ دھارا تھا ہندوستانی معاشرت میں ''گائے درشن اور گاؤ ماتا'' مشہور ہے ، اول تو ہندو گوشت کھاتے ہی نہیں ہیں دوسرے گائے کا گوشت تو ان کے مذہب میں حرام ہے جبکہ مسلمان گائے ذبحہ کرنا اور اس کی قربانی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ہی ذبحہ گاؤ کا مسئلہ متنازعہ رہا ہے۔ اور اس مسئلہ پر ان دونوں قوموں کے مابین اختلاف اور فسادات ہوتے رہتے ہیں۔

اکبر بادشاہ سے پہلے مسلمان سلاطین ہند باقاعدہ گائے ذبح کرتے تھے اور اس کا گوشت کھاتے تھے لیکن اکبر نے اپنی صلح کل کی روش پر عمل کرتے ہوئے اپنے اٹھائیسویں سال جلوس (۹۹۱ھ/۱۵۸۳ء) کو باقاعدہ ایک حکم کے ذریعہ جانوروں کے ذبحہ کرنے پر پابندی عائد کردی۔ یہ حکم بھی ہندوؤں کی خاطر نافذ کیا گیا اکبر خود ہندوؤں کے زیر اثر گوشت خوری سے بہت پرہیز کرنے لگا تھا۔ خاص دن مقرر کردیئے گئے کہ جو مسلمان ان دنوں میں ذبحہ کرتا اُسے جرمانہ کیا جاتا اور اس کا گھر تباہ کردیا جاتا تھا۔[۱۴] اور پھر (۹۹۹ھ/ ۱۵۹۰ء) کو یہ حکم جاری ہوا اور ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا منع

۱۴۔ منتخب التواریخ ۲/۵۰۹

کردیا گیا جس کا پیشہ ذبحہ کرنا ہوا اگر کوئی ایسا کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے تھے ۱۵؎

گویا اس طرح مسلمان اپنے مذہبی شعار یعنی ذبحہ گاؤ اور قربانیٔ گاؤ سے محروم کردیئے گئے ۔اب اس پس منظر میں اس عہد کے عالم باعمل حضرت حاجی سلطان تھانیسری کے حالات کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

حاجی سلطان تھانیسری کا تعلق اُس تھانیسر سے تھا جو ہندومت کے احیاء کا مرکز تھا ان کے سامنے ہندو سارے مذہبی رسم ورواج کرتے تھے اور ہندو احیاء کی تمام تحریکیں یہیں سے جنم لیتی اور پروان چڑھتی رہیں ۔موصوف اس وقت کے مروجہ اسلامی علوم پر عبور حاصل کرنے کے ساتھ سنسکرت و ہندی میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے، انہوں نے حج بھی کیا تھا، چونکہ ہندی اور ہندوؤں کے علوم کے بھی عالم تھے اس لئے تلاش روزگار میں جب اکبر بادشاہ کا قرب حاصل ہوا تو انہیں اس وقت کے زیر نظر کام یعنی مہابھارت کے ترجمۂ فارسی پر مامور کیا گیا، ہم اس سے قبل ان علماء کے نام لکھ چکے ہیں جو اس ترجمہ میں مصروف کار رہے تھے ان حضرات نے اس مشکل اور دقیق کتاب کا ترجمہ نہیں ہورہا تھا چنانچہ حاجی سلطان تھانیسری کی طرف رجوع کیا گیا تو آپ نے ان علماء کے ادھورے کام کی تکمیل کی اور اسے چار سال کی محنت کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔

معاصر مورخ بدایونی گواہ ہیں کہ جب اس ترجمہ کے دوران ان سے ان کی مصروفیت کے بارے میں کسی نے پوچھا تو آپ نے اس کام سے نفرت کا اظہار کرتے

۱۵؎ ۱۴۔ منتخب التواریخ ۲/۵۴۰

ہوئے فرمایا:

"دس ہزار سال پرانی خرافات کو مروجہ زبان فارسی میں منتقل کررہا ہوں" ۱۶؎

حاجی سلطان اپنے مستقر تھانیسر میں رہتے ہوئے باقاعدہ گائے ذبحہ کرتے تھے جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی اکبر ذبیحہ پر پابندی لگاچکا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ذبحہ کرتے تھے۔ تھانیسر کے ہندوؤں نے اکبر سے شکایت کی تو اس نے انہیں سندھ کے علاقہ بھکر کی طرف جلاوطن کردیا(۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء) کو اکبر نے مرزا عبدالرحیم خانِ خاناں نے سندھ فتح کرلیا تھا اور وہاں خانِ خاناں کی عمل داری تھی جب یہ بدحالی میں بھکر پہنچے تو مرزا نے ان کا دکھ دور کرنے کے لئے ان کا استقبال کیا اور وعدہ کرلیا کہ میں آپ کو اکبر سے معافی دلوادوں گا، جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا ہے کہ مذکورہ سنہ میں اکبر ذبیحہ پر اس قدر سختی سے پابندی کررہا تھا کہ اس فریضہ (قربانی گاؤ) پر عمل کرنے والوں کے ہاتھ کٹوادیتا تھا لیکن اس کے باوجود خان خاناں نے ان کے علمی تبحر کے باعث ان کے لئے معافی کی درخواست کی اور ابوالفضل کو اکبر نے حکم دیا کہ انہیں ان کے علاقہ تھانیسر کا کروڑی بنادو، چنانچہ آپ منتخب التواریخ کی تالیف (۱۰۰۴ھ/۱۵۹۵ء) تک اسی خدمت میں مامور رہے۔ ۱۷؎

کروڑی ایک عہدہ ہے جو خالصہ (وہ زمین جو براہ راست بادشاہ کے کنٹرول

۱۶؎ ایضاً ۳/۱۲۷ ۱۷؎ ایضاً ۳/۱۲۷

میں ہو) کی زمین سے ایک کروڑ (دس ملین ڈیم) کا خراج وصول کرنے کا ذمہ دار ہو کروڑی کہلاتا تھا۔

حاجی سلطان تھانیسری مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری سے بھی ملنے گئے تھے ان کے ابتداء میں ابوالفضل اور عبدالقادر بدایونی سے اچھے مراسم تھے، اکبر سے قرب کے باوجود وہ اکبر کی مذہبی پالیسی اور صلح کلی سے متاثر نہ ہوئے بلکہ اس کے مخالف رہے، ہمارا قیاس ہے کہ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ان کی دختر سے نکاح ہوا تو انہوں نے ہی اکبر اور اس کے مریدین و مسلمانانِ ہندو مزاج کے عقائد سے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو براہ راست آگاہ کیا ہوگا۔

لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حاجی سلطان تھانیسری گائے ذبحہ کرنے کے جرم میں معافی ملنے کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی سے باز نہ آئے اور اس پر برابر عمل کرتے رہے اور تھانیسر کے ہندو اس کا برا مانتے رہے۔ یہاں تک اکبر لاہور میں طویل قیام کے بعد ۱۵۹۸ء کو جب براستہ تھانیسر واپس جا رہا تھا تو تھانیسر میں رکا جہاں کے ہندوؤں نے ان کے خلاف شکایت کی ۔ اکبر چونکہ ذبحہ گاؤ کے سلسلہ میں نہایت سخت رویہ رکھتا تھا برداشت نہ کرسکا اور وہیں تھانیسر میں ہی انہیں پھانسی دینے کا حکم صادر کر دیا ۔ درباری مورخ ابوالفضل نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

(سال جلوس ۴۳ ... ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۸ء) دریں روز شیخ سلطان را از حلق کشیدند، درگروہِ دارن می زیست آرزوی عمل گذاری او را کا لیوہ ساخت، تھانیسر (کہ بنگاہ

او بود) بدو سپردند از بدمستیٔ دنیا کہن کینہا را تازہ برساخت

، وبجان گزائی نیکوان برخاست چون داد خدا را بداں شہر

گذارہ شد و لختی ستمگاری او در خاطر نشین گشت۔ [18]

یہی بات اقبال نامہ جہانگیری میں بھی درج ہے کہ (ہندوؤں) کی کثیر تعداد نے بادشاہ کی آمد کا سن کر حاجی سلطان کے ظلم کی داستانیں بیان کیں جس کے نتیجہ میں اکبر نے انہیں پھانسی کی سزا دی [19]

یہاں ان دونوں مورخین نے حقیقت حال کو بادشاہ وقت سے ڈرتے ہوئے چھپانے کی کوشش کی ہے کہ حاجی سلطان عوام پر ظلم کرتے تھے جن کی انہیں سزا دی گئی ہے جبکہ وہ بقول معاصر مورخ ایک عالم و پرہیز گار تھے، ابوالفضل کے الفاظ "کہن کین ہا را تازہ ساخت" کو بدایونی کے بیان سے تقابل کیا جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا دشوار نہیں رہ جاتا کہ یہ وہی پرانا ذبحہ گاؤ والا قفیہ تھا جس پر آپ نے دوبارہ عمل کیا، بدایونی کے الفاظ ہیں:

بہ سبب جریمہ گاؤ کشی بہ سقایت ہندوان آں پرگنہ او را حکم

بہ اخراج بہ جانب بکر فرمودند۔ [20]

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ' حضرت حاجی

۱۸۔ ابوالفضل: اکبر نامہ، طبع کلکتہ ۱۸۸۶ء ۷۴۸/۳ ۱۹۔ معتمد خان: اقبال نامہ جہانگیری ۴۵۹/۲

۲۰۔ منتخب التواریخ ۸۰/۳

سلطان تھانیسری کے اس دردناک انجام سے یقیناً بہت افسردہ ہوئے تھے اس کے کئی اسباب تھے:

☆ ظاہری سبب تو یہی تھا کہ حاجی صاحب آپ کے خسر تھے۔

☆ دوسرا سبب یہ کہ آپ فریضہء اسلام (ذبح گاؤ) کے جرم میں مسلمانوں کی حکومت کے دوران انہیں اس کی سزا موت کی صورت میں دی گئی۔

☆ تیسرا سبب بھی ظاہری ہی ہے کہ آپ کی زوجہء محترمہ جو حاجی صاحب کی صاحبزادی تھیں اور آپ کے فرزندان گرامی جن کے آپ نانائے بزرگوار تھے، صدمہ سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات سے عیاں ہوتا ہے کہ حاجی سلطان تھانیسری کو جو سزا ذبح گاؤ کی دی گئی وہ باغی کی سزا کی مانند تھی یعنی ان کی تمام جائیداد ضبط کر دی گئی ان کے دو فرزند تھے جو عرصہ دراز تک بے حال رہے یہاں تک کہ اکبر کی وفات کے بعد حالات میں تبدیلی آئی، جہانگیر تخت نشین ہوا تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے جہانگیر کے ایک مقرب خواجہ جہاں (دوست محمد کابلی) کو ایک خط لکھ کر حاجی صاحب کے ان دونوں فرزندوں کی "امداد و اعانت" کرنے کی سفارش کی۔ [۲۱]

اس کے بعد اس عہد کے سب سے زیادہ مؤثر منصب دار مرزا عبدالرحیم خانِ خاناں کو ان کی حاجی سلطان پر سابقہ عنایات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کے ایک فرزند

۲۱۔ مکتوبات امام ربانی ۱/۲۵/۶۷

میاں شیخ احمد کی سفارش کی ہے کہ انہیں آپ ہی کی وساطت سے پراگندہ دور میں ملازمت ملی تھی [۲۲] آپ کے برجستہ الفاظ ملاحظہ کیجئے:

میاں شیخ احمد ولد اعز مغفرت پناہی سلطان تھانیسری است

ملاحظہ الطاف واحسانہای شمارانسبت بہ پور بزرگوار او بودہ

نمودہ بخدمتِ عالیہ بتوسل ایں فقیر خودرا رسانیدہ است

حاجی سلطان تھانیسری کے ایک بھائی شیخ زکریا تھے [۲۳]، حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکاتیب میں ان کا بھی کئی بار ذکر کیا ہے اوران کی امداد کی سفارش کی ہے [۲۴] جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ حاجی سلطان کی سزائے موت کے بعد ان کی ساری جائیداد ضبط کرلی تھی، یہی اصول تھا حکومت مغلیہ کا خود جہانگیر نے جب آپ کو سجدہ نہ کرنے کے جرم میں گرفتار کیا تو آپ کی حویلی، دیگر املاک اور کتابیں تک ضبط کرلیں تھیں جن کا ذکر آپ نے خود اپنے آخری مکاتیب میں فرمایا ہے۔

حاجی سلطان تھانیسری کی صاحبزادی سے حضرت مجدد الف ثانی کا عقد مسنون ہوا تھا یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ آگرہ جا کر مقیم ہوگئے تھے اور آپ کے والد بزرگوار مخدوم شیخ عبدالاحد قدس سرہ' آپ کی جدائی برداشت نہیں کرسکے تھے اور پیرانہ سالی کے باوجود آپ سے ملاقات کے لئے طویل سفر کرکے آگرہ تشریف

۲۲۔ایضاً ۱/۱۱۸/۲۱۴ ۲۳۔بدرالدین سرہندی: حضرات القدس ۱۲/ ۲۴۔مکتوبات ۱/۹۸/۹۱، ۷۲/۵۴، ۲۲/۵۰، ۹/۴۳

لے گئے اور آپ کو اپنے ساتھ واپس سرہند لے آئے تھے ۲۵

جب راستہ میں تھانیسر پہنچے تو روضہ القیومہ کی روایت کے مطابق خود نبی کریم ﷺ نے تین بار حاجی سلطان تھانیسری کو خواب میں تشریف لاکر حکم دیا کہ تم اپنی بیٹی کا عقد شیخ احمد سے کردو، چنانچہ اس سلسلہ میں آپ کے والد گرامی جو اس وقت ساتھ ہی تھے درخواست کی گئی اور اس خواب مبارک کا تذکرہ بھی کیا گیا تو انہیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوا اور نکاح کے بعد آپ اپنی بہو کو لے کر سرہند شریف آئے ۲۶

حاجی سلطان کی یہ دختر نیک اختر بہت ہی عبادت گذار اور تقوی شعار تھیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے بطن مبارک سے آپ کو جو اولاد عطا کی وہ مادر زاد اولیاء میں شمار ہوئی۔

اس مبارک شادی کا سنہ تذکروں میں مرقوم نہیں لیکن قیاس ہے کہ یہ عقد مسنون (۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء) کو ہوا ہوگا وہ اس طرح کہ حضرت مجدد الف ثانی کے سب سے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کی ولادت ۱۰۰۰ھ کو ہوئی ۲۷ اس سے پہلے کی اولاد کے تولد ہونے کا ذکر نہیں ملتا اس لئے ہم قیاس کرسکتے ہیں کہ یہ شادی اس ولادت سے تقریباً ایک سال قبل ۹۹۹ھ کو ہوئی۔

اس خاتون عفت مآب نے طویل عمر پائی اور ۷ ذی الحج (۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۱ء) کو وصال ہوا، خود خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمت اپنی والدہ محترمہ کے وصال کی اطلاع دیتے

۲۵۔ زبدۃ المقامات ۲۶۔ روضۃ القیومہ ۱/ ۶۷۔ ۶۹ ۲۷۔ زبدۃ المقامات

ہوئے اپنے خلیفہء نامدار خواجہ محمد حنیف کابلی کو لکھتے ہیں:

شب دوشنبہ ہفتم ماہِ حال کہ ماہ ذی الحج سنہ یک ہزار و پنجاہ
ہجری است حضرت قبلہ گاہی والدہ ماجدہ جیو سفر آخرت
گزیدند و پسماندگان را جگر کباب و دیدہ پر آب
گذاشتند وجود شریف شان وسیلہء سعادت کونین و دریچہ
رضامندی رب المشرقین بود کہ الحال از کسب آں ازاں
راہ حرمان دست دادہ است ۲۸

یعنی حضرت مجدد الف ثانی کے وصال (۱۰۳۴ھ) سے صرف سولہ سال بعد آپ کی زوجہء محترمہ نے دنیا کو خیر باد کہا۔

۲۸۔ مکتوبات معصومیہ ۲/ ۱۳/ ۴۱

وحدة الشہود
گرہ کشائے
وحدة الوجود

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

وحدۃ الشہود گرہ کشائے وحدۃ الوجود

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

اسلامی عقائد میں توحید ایک بنیادی عقیدہ ہے جب کسی عارف کے دل پر انوار الٰہی کی کثرت ہوتی جاتی ہے اس عارف کی آنکھوں سے حجابات اٹھتے چلے جاتے ہیں۔ایک مقام پر عارف اس حیثیت کو پالیتا ہے۔

مارأیت شیأَ الا رأیت اللہ بعدہ

میں نے جو شے بھی دیکھی اس کے بعد میں نے خدا کو دیکھا

ان کی توجہ ہر شے کی طرف ہوتی ہی اس مقصد کے پیش نظر ہے کہ انہیں اس میں راز توحید کی تلاش ہوتی ہے اور اس شے کے وجود سے انکی اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف راہنمائی ہوتی ہے۔

اس سے بھی اگلا مرتبہ ایسا ہے جو اس سے بھی بلند و بالا ہے۔جب حجاب اٹھتے اٹھتے عارف اس حیثیت کو پالیتا ہے۔

مارأیت شیأَ الا رأیت اللہ قبلہ

میں نے کوئی شے نہیں دیکھی مگر اللہ تعالیٰ کو اس سے پہلے دیکھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ان عارفین کیلئے ذات باری تعالیٰ تک رسائی کیلئے مخلوقات کا وجود

ذریعہ اور سبب نہیں ہوتا بلکہ رب ذوالجلال تک رسائی انہیں پہلے حاصل ہو چکی ہوتی ہے اور پھر مخلوقات کو وہ اس لحاظ سے دیکھتے ہیں کہ یہ انکے محبوب کی پیدا کردہ چیزیں ہیں نہ اس لحاظ سے دیکھتے ہیں کہ ان کیلئے ذات باری تعالیٰ تک رسائی کا سبب بنیں۔

انوار و تجلیات توحید کے لحاظ سے صوفیاء کے دو نظریات ہیں۔ پہلا نظریہ وحدت الوجود کا ہے اس کے بانی ھسپانیہ کے مشہور صاحب طریقت حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کو شیخ اکبر کہا جاتا ہے آپ اندلس میں مرسیہ کے مقام پر پیدا ہوئے اور ۶۳۸ھ میں وفات پائی۔

برصغیر پاک و ہند میں وحدت الشہود کے بانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھا جاتا ہے جو پہلے وحدت الوجود کے قائل تھے اور باطنی ترقی سے وحدت الشہود کی طرف منتقل ہوئے جس طرح کے مکتوبات شریف کے متعدد مقامات گواہ ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نظریے پر جو الفاظ کے ظاہری معانی کے لحاظ سے جو اعتراضات وارد ہوئے ان کا جواب بھی دیا اور وحدت الشہود کی تشریحات کو وحدت الوجود کیلئے آئینہ قرار دیا۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اعتراض کرنے والوں کے راستے مسدود کر دیئے۔

فرماتے ہیں:

جمعے دیگر را توحید وجودی انجذاب و محبت قلبی است کہ ابتداء
باذکار و مراقبات کہ خالی از تخیّل معنی توحید است اشتغال
نمودہ اندو جدّ وجہد یا بجر سابقہ عنایت بمقام قلب رسیدہ

اندو جذبے پیدا کردہ اند دریں مقام اگر برایشاں جمال توحید وجود ظاہر شود سبب آں غلبہء محبت خواہد بود کہ ماسوائے محبوب را از نظر شان مختفی ساختہ است دستور گردانیدہ وچوں ماسوائے محبوب رانمی بینند ونمی یابند لاجرم جز محبوب موجود نمی دانند

صوفیہ کے ایک دوسرے طبقے نے وحدت الوجود کا نظریہ اپنایا ہے اور اسکی بنیاد انجذ اب اور محبت قلبی ہے۔ شروع میں یہ حضرات اذکار اور مراقبات میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اس وقت معنی توحید کی طرف توجہ نہیں ہوتی پھر کوشش سے یا پھر صرف عنایت خداوندی سے مقام قلب تک پہنچتے ہیں اور ایک جذبہ پیدا کرتے ہیں اس مقام میں اگر ان پر توحید وجودی کا جمال ہو تو اس کا سبب یہ ہوتا ہے۔ ان پر محبوب کی محبت کا یوں غلبہ ہو جاتا ہے جو ان کی نگاہوں سے ماسوائے محبوب کے ہر شے کو چھپا دیتا ہے۔ تو جب وہ محبوب کے سوا کسی کو دیکھتے ہی نہیں ہیں اور کسی کو پاتے ہی نہیں ہیں تو یقیناً محبوب کے سوا کسی کو موجود نہیں سمجھتے۔[1]

ا۔ مکتوبات شریف جلد اول مکتوبات نمبر ۲۹۱

وحدت الوجود کے قائلین پر جو اتحاد و حلول کے اعتراضات کیے جا رہے تھے وجود اشیاء کو عین حق کہنے پر کچھ لوگوں کی کج فہمی سے جو خرابیاں لازم آ رہی تھیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے وحدت الشہود کی تشریحات میں وحدت الوجود کو یوں کھول کر بیان کیا کہ تمام اعتراضات ختم ہو گئے۔

جب حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا۔ صوفیا وحدت الوجود کا نظریہ پیش کرتے ہیں اور علماء اس کو کفر کہتے ہیں حالانکہ دونوں کا تعلق فرقہ ناجیہ سے ہے۔ اس معاملہ کی حقیقت کیا ہے تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمایا کہ حقیقت میں صوفیا و علما کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اختلاف محض تعبیر و حکایت کے لحاظ سے ہے:

> "بدانند کہ از صوفیا علیہ ہر کہ وحدت وجود قائل است و اشیاء
> راعینِ حق مے بیند تعالیٰ و حکم بہ ہمہ اوست میکند مرادش آن
> نیست کہ اشیاء با حق جل و علا متحد اند و تنزیہ تنزّل نمودہ تشبیہ
> گشتہ است و واجب ممکن شدہ و بیچوں بہ چون آمدہ کہ ایں
> ہمہ کفر و الحاد است و ضلالت و زندقہ آنجا نہ اتحاد است نہ
> عینیّت نہ تنزّل است نہ تشبیہ فھو سبحانہٗ الاٰنَ کما
> کان فسبحان من لا یَتَغَیَّرُ بذاتہٖ و لا بصفاتہٖ
> و لافی اسمآئہٖ بحدوث الاکوانِ او سبحانہٗ و
> تعالیٰ برہمان صرافتِ اطلاقِ خود ست از اوج وجوب
> بحضیض امکان میل نفرمودہ بلکہ معنیٔ ہمہ اوست آنست کہ

اشیاء نیستند و موجود اوست تعالیٰ وتقدس''۲

ترجمہ:

لوگ جان لیں صوفیاء کرام میں سے جو حضرات وحدت الوجود کے قائل ہیں اشیاء کو عین حق تعالیٰ سمجھتے اور ہمہ اوست کا حکم بیان کرتے ہیں۔ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اشیاء اللہ تعالیٰ کیساتھ متحد ہیں مرتبہ تنزیہ تنزل کر کے مرتبہ تشبیہ بن گیا ہے واجب ممکن ہو گیا اور بے مثال مثال بن گیا ہے یہ سب کچھ کفر، الحاد، گمراہی اور زندیقیت ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا معاملہ ہے وہاں نہ اتحاد ہے نہ عینیت نہ تنزل اور نہ ہی تشبیہ وہ ذات سبحانہٗ وتعالیٰ اب بھی ایسے ہے جیسے پہلے تھی۔پاکی ہے اس ذات کیلئے جس میں اپنی ذات وصفات اور اسماء کے لحاظ سے کوئی تبدیلی نہیں۔وہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی شانِ مطلق ومحض میں ہے اس نے وجوب کے بلند رتبہ سے امکان کی پستی کی طرف میلان نہیں کیا بلکہ ہمہ اوست کا معنی یہ ہے کہ اشیاء نہیں ہیں اور موجود اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۔مکتوبات شریف جلد دوم مکتوب ۴۴

اسی بنیاد پر آپ نے حضرت حسین بن منصور (المعروف منصور حلاج) کے نعرہ کی تاویل فرمائی

"منصور کہ انا الحق گفت مرادش آن نیست کہ من حقّم و با حق متّحدم کہ آن کفر است و موجبِ قتل اور بلکہ معنی قولِ او آنست کہ من نیستم موجود حق است سبحانہٗ"۳؎

ترجمہ:

حضرت منصور نے جو انا الحق کہا تو ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ میں حق ہوں اور حق کے ساتھ متحد ہوں یہ معنی کفر ہے اور موجب قتل ہے بلکہ ان کے قول کا معنی یہ ہے میں نہیں ہوں اور حق تعالیٰ موجود ہے۔

دونوں نظریات میں تطبیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

"وبس ازیں تحقیق لازم آمد کہ اشیاء نزد صوفیہ ظہوراتِ حق اند تعالیٰ نہ عین حق جل شانہٗ پس معنئ ایں کلام ایشان کہ ہمہ اوست ہمہ از اوست باشد کہ مختارِ علماء کرام است و نزاع درمیان علماء کرام و صوفیہ عظام کثّرھم اللہ سبحانہٗ الیٰ یوم القیام فی الحقیقۃ ثابت نباشد و مآلِ قولین

۳۔ مکتوبات شریف جلد نمبر ۲ مکتوب نمبر ۴۴)

یکے بود لہٰذا قدر فرق ست کہ صوفیہ اشیاء ظہورات حق میگویند تعالیٰ وعلما از یں لفظ نیز تحاشی مینمایند از جہت تحرز تمودن از توہمِ حلول واتحاد" ۴

ترجمہ:

اس تحقیق سے لازم آیا کہ صوفیا کے نزدیک اشیاء حق تعالیٰ کے ظہورات ہیں نہ کہ عین چنانچہ صوفیاء کے قول ہمہ اوست کا معنی ھمہ از اوست جو کہ علماء کرام کا موقف ہے تو علماء کرام اور صوفیا عظام "اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان میں قیامت تک اضافہ فرمائے" کے درمیان کوئی اختلاف ثابت نہیں ہوا اور دونوں افعال کا نتیجہ ایک ہی ہے فرق صرف اتنا ہے۔ صوفیا اشیاء کو حق تعالیٰ کے ظہورات قرار دیتے ہیں اور علماء اس لفظ سے بھی پرہیز کرتے ہیں تا کہ حلول واتحاد کا وہم بھی نہ پڑے۔

وہ حقیقت جسے وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی جدا جدا تعبیرات سے بیان کیا گیا ہے۔ اسے قرآن مجید سے سمجھا جا سکتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر جا رہے تھے۔ اہلیہ محترمہ ساتھ تھیں۔ رات کا وقت اور سردی کا موسم تھا انہیں

۴۔ مکتوبات شریف ج۔۲ص مکتوب نمبر۴۴

آگ نظر آئی اور تشریف لے گئے

قرآن مجید میں ہے۔

فَلَمّا اَتٰھا نُوْدِیَ مِن شاطِیءِ الوادالاَیمنِ فی البُقعة المُبارکة مِنَ الشجرة اَن یٰمُوسی اِنّی انااللہ ربُّ العالمین.۵

پس جب آپ آگ کے پاس تشریف لے گئے ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے کہ اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہاں کا

جیسے یہاں درخت مظہر تو تھا حق تعالیٰ کا مگر اتحاد وحلول لازم نہیں آتا ہے اسی کے آئینہ میں صوفیا کی تشریحات کو سمجھیں گے تو کوئی اعتراض لازم نہیں آئے گا۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

۵۔ سورۃ القصص آیت نمبر ۳۰

مکتوبات امام ربّانی

کے

مآخذ

مکتوبات امام ربانی کے مآخذ

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

مکتوب نگاری کے آغاز کا تاریخی طور پر توصحیح علم نہیں ہوسکا مگر قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب مبارک کا ذکر فرما کر دعوت وتبلیغ میں مکاتیب کی اہمیت وافادیت کو واضح کر دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکاتیب مبارکہ نے دعوت وارشاد میں مکتوب نگاری کے اسلوب کو سنت کا درجہ دے دیا۔ مجددی سلسلہ کے صوفیہ نے اس سنت پر عمل کرتے ہوئے مکاتیب کو اپنے پیغام کی نشر واشاعت کا ذریعہ بنایا اس سنت نبویہ کا یہ اثر ہوا کہ دسویں صدی ہجری میں مکتوبات امام ربانی نے ایک باطل فکر کو مٹایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اتباع کے نتیجہ میں آپ کے مکاتیب نے علمی وفکری اور دعوتی وتحریکی میادین میں اپنی تاثیر واہمیت کو منوایا۔ مکتوبات نبوی اور مکاتیب خلفائے راشدین کے بعد سب سے زیادہ کام "مکتوبات امام ربانی" پر ہوا ہے۔

ان خطوط کے مخاطبین میں امراء، علماء، صوفیاء اور آپ کے تلامیذ واعزہ شامل ہیں۔ مکاتیب کے مخاطبین مخلوط ہیں۔ ایسا نہیں کہ ایک مخاطب کے نام تمام خطوط یکجا مل جائیں۔ حضرت مجدد رَحْمَۃُ اللہ عَلَیہ کے خطوط تین دفاتر پر مشتمل ہیں:

دفتر اول:

یہ ۳۱۳ مکتوبات پر مشتمل ہے۔ اور درالمعرفت کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ۱۶۱۶ء/۱۰۲۵ھ میں قلعہ گوالیار میں محبوس ہونے سے تین برس قبل جمع ہوا اور انہیں خواجہ یار محمد

بدخشی رَحمۃُ اللہ علَیہ نے جمع کیا۔دفتر اول کے مکتوبات میں آپ نے تصوف کے تمام مقامات واحوال مثلاً عروج وھبوط ،فناوبقا،مراقبہ ومشاہدہ ، جذب وسلوک،جلال وجمال،، ذات و صفات حق تعالیٰ،مقام عبدیت اور سیر الی اللہ وغیرہ کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

دفتر دوم:

دوسرے دفتر میں اسمائے حسنیٰ کے مطابق ۹۹ مکتوبات درج ہیں اور یہ نور الخلائق کے نام سے مشہور ہے۔۱۶۱۹ء میں انہیں خواجہ عبدالحیٔ نے جمع کیا۔اس دفتر میں اگرچہ خطوط کی تعداد کم ہے لیکن اکثر بڑے اور مفصل ہیں۔ان میں اسلامی نظریات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

دفتر سوم:

یہ دفتر قرآن کی سورتوں کے مطابق ۱۱۴ مکتوبات پر مشتمل ہے۔اس دفتر کی ترتیب و تدوین کا کام میر محمد نعمان رَحمۃُ اللہ علَیہ نے شروع کیا۔اور تکمیل خواجہ محمد ہاشم رَحمۃُ اللہ علَیہ نے ۱۶۲۲ء میں کی۔ان میں وہ مکاتیب بھی شامل ہیں جو اس وقت لکھے گئے جب حضرت مجدد رَحمۃُ اللہ علَیہ قلعہ گوالیار میں قید تھے یا لشکرِ شاہی کے ہمراہ تھے۔یہ دفتر معرفۃ الحقائق کے نام سے موسوم ہے۔ بعد میں دس مکاتیب کا اضافہ ہوا۔اس طرح کل تعداد ۱۲۴ ہوگئی۔اس دفتر میں تصوف کے مباحث شریعت کے مباحث سے کم ہیں

اس طرح یہ کل ۵۳۶ مکتوبات ہیں۔اور مکتوب الیہم کی تعداد ۱۹۲ ہے۔ یہ خطوط مختلف افراد کو مختلف موضوعات اور مسائل پر لکھے گئے ہیں لیکن نفس مضمون کے اعتبار سے دوسرے افراد کے لیے بھی دلچسپی کا باعث ہیں۔تقریباً دو تہائی مکتوبات آپ سے پوچھے گئے

سوالوں کے جوابات کی صورت میں ہیں۔ تقریباً نصف خطوط بیس سے کم سطروں کے ہیں تاہم کچھ بیس صفحات پر بھی مشتمل ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مکتوبات تینوں دفاتر میں نہ آئے ہوں اور تا حال مخطوطات کی صورت میں ہوں۔ خواجہ معصوم سرہندی [مکتوبات معصومیہ دفتر اول، مکتوب:۱۸۳] اور ڈاکٹر رحمت علی خاں نے اس طرف اشارہ کیا ہے [برصغیر میں تصوف کے نادر مخطوطات پرس پر سیمینار، ۱۹۸۵ء، ڈاکٹر رحمت علی نے لکھا ہے: مکتوبات شیخ احمد سرہندی فاروقی نقشبندی پر بھی کام ہوسکتا ہے کہ کئی غیر مطبوعہ مکتوبات ہمارے یہاں (سالار جنگ میوزیم میں) محفوظ ہیں]

اصل موضوع کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ان مکاتیب کی اہمیت وافادیت اور اثر انگیزی پر چند آراء نقل کی جائیں۔

(۱) دفتر دوم کے جامع عبدالحی بن خواجہ چاکر حصاری لکھتے ہیں:

فَهٰذِهٖ مَكَاتِيْبُ مُتَضَمِّنَةٌ" لِعُلُوْمٍ غريبةٍ وَّ مَعَارف عَجِيبةٍ وَّاَسْرارٍ لطِيفَةٍ وَّدَقَائِقَ شَرِيْفَةٍ مَّا تَكَلَّمَ بِهَا اَحَد" مِّنَ الْعُرَفَاءِ ومَا اَشَارَ اِلَيْهَا وَاحِد" مِّنَ الاَوْلِيَاءِ مُقْتَبَسَةٌ" مِّنْ مِشْكوةِ اَنْوارِ النُّبُوَّةِ.

[مکتوبات امام ربانی، ابتدائیہ دفتر دوم، مکتبہ احمدیہ مجددیہ، بلوچستان، ص:۲]

یہ وہ مکتوبات ہیں جو علوم غریبہ، معارف عجیبہ، اسرار لطیفہ اور دقائق شریفہ پر مشتمل ہیں، جن کو عرفاء میں سے کسی عارف نے بیان نہیں کیا اور نہ ہی اولیاء میں سے کسی ولی نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ یہ علوم ومعارف انوار نبوت کے مشکوۃ سے لئے ہوئے ہیں۔

(۲) حضرت خواجہ ہاشم کشمی لکھتے ہیں:

زہر یک نقطہ اش چون نافہ تر
شمیم وصل جانان میزند سر
ولے آن کز برودت درز کام است
چہ داند نافہ اش گردر مشام است

[دیباچہ دفتر سوم، ص:۲]

(۳) سید محمد میاں لکھتے ہیں:

''اسی الف ثانی کے مجدد حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ ہیں جن کے علوم و معارف نے ابنائے کفر و ضلالت میں تہلکہ مچادیا اور جن کی نور پاش ہدایتوں نے تاریک سینوں کو منور کر دیا۔ حضرت مجدد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی تعلیمات کو دیکھو اور سب گوشے سامنے نہ آ سکیں تو ایک مکتوبات ہی پر نظر ڈالو کہ علوم ظاہر و باطن کا ایک سمندر ہیں جس کی تہ کا کہیں نشان نہیں ملتا اگر ایک طرف قلب و روح کے مخفی مقامات کا پردہ فاش ہو رہا ہے تو دوسری طرف حقائق شرعیہ اور اسرار فقہیہ منصۂ شہود پر آتے جا رہے ہیں اگر ایک طرف کتابِ روح کے غیر محسوس اوراق الٹ رہے ہیں تو دوسری طرف ہدایہ و توضیح کے علمی مقامات کھل رہے ہیں اگر ایک طرف رجالِ غیب سے رابطہ کا ذکر ہے تو علماء و طلباء کی محبت کے جذبات بھی انہیں مکتوبات سے ہویدا ہو رہے ہیں۔ جہاں علم کی موجیں اٹھ رہی ہیں وہیں خوارق و کرامات کا سمندر بھی امنڈ رہا ہے۔''

[سید محمد میاں، علماء ہند کا شاندار ماضی، مکتبہ رشیدیہ، کراچی ۱۹۹۱ء، جلد اول، ص:۲۴۷]

(۴) سید عبدالحکیم لکھتے ہیں:

''کتاب اللہ اور احادیث نبویہ کے بعد کتب اسلامیہ میں سب سے افضل کتاب

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ہیں''۔

[زوار حسین، سید، حضرت مجدد الف ثانی، رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۳۸۲]

(۵)　مکتوبات شیخ یحییٰ منیری اور مکتوبات امام ربانی کا علمی وفکری اعتبار سے موازنہ کرتے ہوئے شمس بریلوی رقم طراز ہیں:

''شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کے مکتوبات اور امام ربانی قدس سرہٗ کے مکتوبات تصوف کی بلند پایہ اور گراں مایہ تصانیف کے مقابل رکھے جاسکتے ہیں۔ اپنی کثرت وتنوع موضوعات اور تشریح وتصریح کے لحاظ سے یہ مکتوبات (امام ربانی) زیادہ وقیع اور جامع ہیں۔ امام ربانی کی حیات سے لے کر اس لمحہ تک ان کی قبولیت میں سرمو فرق نہیں آیا۔ بلکہ روزافزوں ہے۔ جو نتیجہ ہے اس کا کہ ہر چہ از دل خیزد بر دل ریزد''۔

[شمس بریلوی، مقدمہ اردو ترجمہ عوارف المعارف، پروگریسو بکس لاہور، ۱۹۹۸ء، ص: ۱۰۱]

اردو زبان میں تحقیقی کام

اردو ادب کے نکھارنے اور سنوارنے میں مجددی صوفیہ کا ناقابل فراموش کردار ہے۔ شیخ عبدالاحد وحدت گل (۱۰۵۰ھ-۱۱۲۶ھ) حضرت مظہر جان جاناں (۱۱۱۳ھ-۱۱۹۵ھ)، انعام اللہ خاں یقین (م:۱۱۶۹ھ)، میر محمد باقر حزیں (م:۱۱۶۵ھ)، محمد فقیر دردمند (م:۱۱۷۹ھ) اور خواجہ میر درد (۱۱۳۳ھ-۱۱۹۹) سلسلہ مجددیہ کے وہ نامور شعراء ہیں جنہوں نے اس زبان کو تصوف آشنا کیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مکتوبات امام ربانی پر سب سے زیادہ کام اسی زبان میں ہوا۔ مکتوبات پر اردو زبان میں ہونے والے علمی و تحقیقی کام کو درج ذیل شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:-

(۱) تراجم
(۲) خلاصہ جات
(۳) شروح وحواشی
(۴) موضوعاتی مطالعہ
(۵) موسوعاتی مطالعہ
(۶) مقالہ جات
(۷) اشاریہ سازی

(۱) تراجم:

(ا) مکتوبات امام ربانی کے پہلے اردو ترجمہ کی ضرورت اور تراجم کے بارے میں قاضی

عالم الدین لکھتے ہیں:

''جناب حضرت غوث صمدانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت شغف تھا۔ چونکہ مکتوبات شریف نہایت دقیق فارسی زبان میں تھے جن کا سمجھنا تو درکنار، عوام الناس کے لئے صرف فارسی عبارت ہی پڑھنی صحیح طور پر محال تھی۔ خاص خاص علمائے ربانی کے سوا ایسی دقیق کتاب کا سمجھنا بہت مشکل تھا۔ چونکہ مکتوبات شریف میں اکثر مسائل شرعیہ کی تشریح و توضیح اور نکات بیان کئے گئے ہیں۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کمر ہمت باندھی اور ایک سرحدی مولوی صاحب سے ترجمہ کرایا اور قاضی محمد حسن صاحب مرحوم ساکن موضع کالس ضلع جہلم سے جو کہ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء سے تھے اور ایک عالم اجل ہونے کے علاوہ بڑے خوشنویس اور کاتب تھے۔ تینوں دفتر تین ضخیم جلدوں میں بمعہ اصل فارسی اور بین السطور اُردو ترجمہ لکھوایا جو مدت مدید دربار عالیہ میں رہے۔ [مجموعہ گلزار حافظ عبدالکریم، ص:۲۹۱]

(ب) حضرت خواجہ عبدالکریم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں سے دوسرا ترجمہ ہوا۔ قاضی عالم الدین نے اس ترجمہ میں خواجہ صاحب کی توجہات، دلچسپی اور ترجمہ کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''یہ تمام جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اثر کا نتیجہ ہے بعض مقامات ایسے تھے کہ جن کا سمجھنا سوائے صاحب حال کے محال تھا۔ جناب حضرت صاحب نے اپنی زیر نگرانی اس مسکین سے یہ کام کرایا۔'' [مجموعہ گلزار، حافظ عبدالکریم، ص:۲۹۲]

مکتوبات کا یہ ترجمہ فنی اعتبار سے بہترین ہے اور قاضی عالم الدین صاحب اردو

ادب سے وابستگی کا ثبوت ہے۔ مکتوبات میں تصوف کی اصطلاحات کو انتہائی آسان پیرائے میں ترجمہ کی کوشش کی ہے۔ بہر صورت یہی نقش اول بعد والے ترجموں کی بنیاد بنا۔

۱۹۱۳ء میں اس ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن ملک فضل الدین (اللہ والے کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور) نے شائع کروایا۔ بعد ازاں متعدد اداروں نے اسے شائع کیا۔

۲۰۰۴ میں کمپیوٹر پر کمپوز شدہ ترجمہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور سے شائع ہوا۔ آغاز میں محمد عالم مختار حق کا ''پیش گفتار'' کے عنوان سے مقدمہ ہے جس میں مکتوبات کی اشاعتوں کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

(ج) مکتوبات امام ربانی کا معروف ترین ترجمہ مولانا سعید احمد نقشبندی کا ہے۔ آپ ایک طویل عرصہ تک حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں خطیب رہے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں سید نور الحسن شاہ بخاری خلیفہ میاں شیر محمد شرقپوری سے فیض پایا۔ چونکہ مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے محشیٰ مکتوبات کے پروف بھی آپ نے پڑھے تھے، اس لئے اس ترجمہ میں اضافی کام، حوالہ جات کا ہوا ہے۔ مکتوبات میں مندرج احادیث کے بارے میں بتا دیا کہ یہ کس کتاب میں ہیں۔ بعض مقامات پر حواشی تحریر کر دیئے۔ قاضی عالم الدین نے اشعار کو شعری صورت میں ہی ترجمہ کا رنگ دیا تھا، لیکن مولانا سعید نقشبندی نے یہ ترجمہ نثر کی صورت میں کیا۔ باقی رہا مکتوبات کا ترجمہ تو یہ پہلے ترجمہ سے زیادہ مختلف نہیں۔ بعض مقامات پر بعینہ پہلے ترجمہ والی عبارات نقل کر دی ہیں۔ مولانا ایک مصروف شخصیت تھے مگر اس کے باوجود جنوری ۱۹۷۰ء میں کام شروع کر کے جون ۱۹۷۳ء تک اڑھائی برس میں اس ترجمہ کی تکمیل کر دی۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی تحریک پر یہ کام مکمل ہوا۔ انہوں نے اس کام پر مکتوبات کے حوالہ سے ایک مبسوط مقدمہ لکھا۔ شاید یہی مقدمہ اس ترجمہ میں ایک نئی روح

ہے، جس نے مکتوبات پر کام کے لئے لوگوں کو زندگی بخشی۔

(د) سید زوار حسین شاہ کا ترجمہ بھی اہل علم کے ہاں معروف ومتداول ہے۔ یہ مکمل شاہ صاحب کا ترجمہ نہیں اس کے بعض اجزاء کا ڈاکٹر حافظ محمد عادل نے ترجمہ کیا ہے۔ اس کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱۔ جو مکتوبات عربی زبان میں ہیں ان کی پیشانی پر لفظ عربی درج کر دیا ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ اصل مکتوب عربی زبان میں ہے۔

۲۔ ہر مکتوب جس صفحہ سے شروع ہوا ہے اس کے فٹ نوٹ میں مکتوب الیہ کا مختصر تعارف دے دیا ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ مکتوب الیہ کون بزرگ ہیں اور کس حیثیت کی شخصیت ہیں ان کے نام مکتوبات کی تعداد اور کس دفتر اور کس نمبر کے مکتوبات ہیں۔

۳۔ مکتوب کے اندر بھی جن بزرگوں کا اسم گرامی آیا ہے ان کا مختصر تذکرہ اسی صفحے کے فٹ نوٹ میں دے دیا ہے۔

۴۔ آیات کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

۵۔ اصطلاحات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

۶۔ احادیث کی تخریج کے لیے تشید المبانی اور مولانا نور احمد امرتسری علیہ الرحمہ کے حواشی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

۷۔ مضامین کو واضح کرنے کے لیے حاشیہ پر عنوانات بھی قائم کر دیے گئے ہیں۔

۸۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ کو حسب ذیل عنوانات کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔
آیات قرآنی، احادیث مبارکہ، عبادات، مقولے، مصطلحات، اسماء الرجال، اسماء

الاشیاء، اسماء الکتب، اسماء البلاد، سنہ و ماہ۔

[ترجمہ مکتوبات امام ربانی، ادارہ مجددیہ کراچی، جلد اول، ص:۲۹-۳۰]

(ہ) انڈیا سے نجم الدین اصلاحی کا ایک ترجمہ بھی شائع ہوا لیکن اس کی تفصیلات تا حال معلوم نہ ہو سکیں۔

(۲) خلاصہ جات

مکتوبات کو عام فہم بنانے کے لئے بعض احباب نے ان کی تلخیص بھی شائع کی ہے۔ چند نام درج ذیل ہیں:

(۱) تلخیص مکتوبات مشمولہ سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی از محمد احسان اللہ عباسی۔

[محمد عالم مختار حق، پیش گفتار مکتوبات امام ربانی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۴ء]

(۲) خلاصہ مکتوبات امام ربانی (تین جلد) از شاہ ہدایت علی نقشبندی اس خلاصہ کی ضرورت اور منہج پر روشنی ڈالتے ہوئے شاہ ہدایت علی نقشبندی نے لکھا ہے: ”علوم سمٰوت اورارض اور کتب ہائے آسمانی کا خلاصہ اور معارف مجملاً اور مفصلاً ان مکتوبات میں ہیں۔ اس لئے میں نے یہ خیال کیا کہ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پُر مغز مکتوبات کے فیضان سے بوجوہات متذکرہ بالا اکثر مسلمان محروم ہیں اور بعض کو علم کی کمی یا وقت مطالعہ نہ ملنے سے مکتوبات شریف سے پورا فائدہ نہیں پہنچتا۔ لہٰذا تو ان مکتوبات کا زبان اُردو میں خلاصہ کر، تا کہ عام مسلمان ان کے فیض سے مستفیض ہوں۔ اور جس جگہ باوجود اُردو کرنے کے بھی مضمون ذرا ادق ہے اُس جگہ لفظ آ گاہی لکھ کر شرح کر دینا چاہیے تا کہ پڑھنے والا خوب سمجھ سکے۔ لہٰذا میں نے بفضلہٖ تعالیٰ اول اور دوسری تیسری تینوں جلدوں کا اُردو زبان میں با محاورہ خلاصہ کیا ہے اور اصطلاحات نقشبندیہ مجددیہ کی ایک فہرست کتاب کے اوّل میں لگا دی ہے۔

ان مکتوبات کے مطالعہ فرمانے والے صاحب پہلے اصطلاحات کو پڑھ کر ذہن نشین کر لیں پھر مکتوبات کو پڑھیں انشاء اللہ مطالب مکتوبات اور عبارات خوب سمجھ میں آ جائیں گی۔[خلاصہ مکتوبات امام ربانی، جلد:۳، ص:۶]

(۳) تجلیات امام ربانی: نسیم احمد فریدی [ادارہ تعلیمات مجددیہ، لاہور]

(۳) شروح وحواشی

(i) مکتوبات کی اردو میں صرف ایک نامکمل شرح دستیاب ہے، جسے علامہ سعید مجددی (م:۲۰۰۲ء) نے تحریر کیا۔ اب تک تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ دفتر اول کے ۲۷۶ مکتوبات کی شرح آپ نے مکمل کی تھی۔ اس شرح کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے جناب اقبال مجددی لکھتے ہیں:

۱۔ مکتوبات کے مندرجات کو قرآن وحدیث سے مؤید کیا گیا ہے۔

۲۔ نفسِ مضمون کو حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔

۳۔ مکتوبات میں شامل اصطلاحات تصوف کو پہلی مرتبہ اتنی وضاحت کے ساتھ مکتوبات کے سیاق وسباق میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ خود حنفی تھے اور مکتوبات میں فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا استنباط کیا ہے۔ یہ بجائے خود ایک وسیع موضوع ہے کہ مکتوبات شریفہ میں شامل مسائل فقہیہ کی فقہ حنفی کے مطابق تطبیق کی جائے خدا کا شکر ہے کہ مؤلف البینات نے شرح کے دوران یہ اہم فریضہ بھی انجام دینے کی سعی فرمائی ہے۔

۵۔ مکتوبات میں شامل احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی تخریج ایک دقیق ترین مرحلہ ہے لیکن آج کے دور میں چونکہ احادیث کے انڈیکس طبع ہو چکے

ہیں اور حدیث کے ذخائر کمپیوٹرز میں منتقل ہو چکے ہیں اس لئے اب یہ مرحلہ طے ہو جانا چاہیے۔ ہمارے شارح بزرگ نے اس مقام پر بھی سعی تمام فرمائی ہے اور احادیث مقتبسہ کو ان کے اصل متون سے مطابقت دے دی ہے۔

۶۔ مکتوبات کی شرح کے دوران ایک مرحلہ اور دشوار گزار ہے کہ اس میں روحانی مقامات کا اندراج جس طریقہ سے ہوا ہے آج کا قاری ان مقامات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ ان مقامات کو صرف وہی سمجھا سکتا ہے جس پر یہ واردات ہوئے ہوں اور عملی طور پر وہ خود شیخ طریقت بھی ہو وہ ان روحانی کیفیات کا ادراک کر کے اسکی شرح کر سکتا ہو۔ ہمارے بزرگ شارح چونکہ خود ایک محقق عالم دین ہیں اور نہ صرف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بلکہ دیگر سلاسلِ طریقت (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، شاذلیہ وغیرہا) کے بھی ماذون ہیں اس لیے انہوں نے ان تمام روحانی مراحل کو بڑے احسن طریقے سے سلجھایا ہے۔

۷۔ اس شرح کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ شارح نے علوم اسلامیہ کے متعارف سارے مآخذ سامنے رکھ کر شرح کی ہے اور ہر مقام کو مستند بنانے کے لیے ان کے حوالے بھی دیے ہیں گویا اس شرح پر علمی تحقیقات کا رنگ غالب ہے۔

۸۔ شارح بزرگ نے اس شرح میں یہ التزام کیا ہے کہ پہلے مکتوبات شریف کے جس حصہ کی شرح کرنا ہے اس کا فارسی متن نقل کیا ہے اس کے بعد اس کا اُردو ترجمہ دیا ہے اور پھر اس کی شرح بیان کی ہے اس شرح میں حتی الامکان ایسے تمام نکات یکجا کر دیے ہیں جن کا اس اقتباس کے فہم و تفہیم کے لیے ہونا لازم ہے۔ قابل شرح اقتباس کی مکتوبات میں سے دوسرے جن جن مقامات سے توضیح ہو سکتی تھی اس

مقام پر وہ بھی نقل کر کے اسے آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔

[اقبال مجددی، مقدمہ البینات شرح مکتوبات، تنظیم الاسلام پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۳ء، ص: ۸۴-۸۵]

(ii) مکتوبات کا ایک مختصر حاشیہ جو دراصل نور محمد امرتسری کے حواشی کا ترجمہ ہے بعض مفردات کے معانی سمیت آستانہ عالیہ حبیبیہ گجرات سے شائع ہو رہا ہے۔ ۲۲۰ مکتوبات پر مشتمل تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۴) موضوعاتی مطالعہ

مکتوبات کے مضامین میں تنوع ہے۔ صاحبان علم نے ایک موضوع یا مختلف موضوعات کے مکتوبات کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کیا ہے تاکہ مکتوبات میں زیر تحقیق موضوعات کا تحقیقی مطالعہ ہو سکے اور ان کی روشنی میں متعلقہ عنوان سے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے جانی جا سکے۔ چند نام درج ذیل ہیں۔

(۱) تصوف اور شریعت: ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری

تصوف اور شریعت سے متعلقہ حضرت مجدد الف ثانی کے افکار کا یہ نہایت عالمانہ تجزیہ ہے۔ دو جلدوں میں شائع ہونے والی اس کتاب کے چند عنوانات درج ذیل ہیں:

باب اول: شیخ مجدد الف ثانی: حیات اور کارنامے

باب دوم: تصوف کیا ہے؟

باب سوم: شریعت اور تصوف

باب چہارم: وحدۃ الشھود

باب پنجم: اسلامی تصوف کے خدوخال

[کتاب کا دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۴ء میں مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی سے شائع ہوا]

(۲) مکتوبات بحیثیت مآ خذ ایمانیات، از پروفیسر عبدالباری صدیقی۔

[سرہند پبلی کیشنز کراچی سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی]

(۳) تجلیات امام ربانی: عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری

[مکتبہ نبویہ لاہور سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی]

(۴) مسلک امام ربانی مکتوبات کی روشنی میں: محمد سعید نقشبندی

[مکتبہ حامدیہ لاہور سے شائع ہوئی]

(۵) حضرت مجدد الف ثانی کے سیاسی مکتوبات: آبادشاہ پوری

[مکتبہ چراغ اسلام لاہور، ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی]

(۶) صحابہ کرام مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے آئینے میں: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

[مکتبہ نبویہ لاہور سے ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی]

(۷) مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا: غلام مصطفیٰ مجددی

[مرکزی مجلس رضا لاہور، ۱۹۹۶ء]

(۸) مسلک مجدد: میاں جمیل احمد شرقپوری۔ [مکتبہ شیر ربانی شرقپور]

(۹) عقائد اہل سنت و جماعت: صوفی غلام سرور۔

[شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء]

(۱۰) کشف المعارف: عنایت عارف

اس کتاب کے تعارف میں مرتب نے اپنے مقصد کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ''کشف المعارف'' درحقیقت مکتوبات شریف کے تمام اہم اور ضروری حصوں کو مختلف عنوانات کے تحت یکجا کر کے پیش کرنے کی ایک حقیر سی کوشش ہے۔ چونکہ تمام مکتوبات شریف اس زمانے کے مختلف لوگوں کے نام صادر

ہوئے ہیں اور تمام معارف ان مکتوبات میں منتشر اور بکھرے ہوئے ہیں اس لیے راقم الحروف نے یہ سعی ناتمام کی ہے جس کا انحصار محض اللہ کے فضل پر ہے کہ موضوع کے بارے میں تمام مکتوبات میں جو علوم و معارف بیان فرمائے گئے ہیں انہیں علیحدہ علیحدہ عنوانات کے تحت تلخیص کے ساتھ جمع کر دیا جائے تا کہ قاری جس موضوع یا عنوان کے تحت ان معارف اور علوم کو سمجھنا چاہے اسے ایک ہی جگہ وہ سب کچھ مل جائے تا کہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہو سکے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم اور بلند مرتبہ شخصیت نے کن مسائل پر کیا گفتگو فرمائی ہے اور حقائق و معارف کے انمول موتیوں کو کس طرح الفاظ کے پردوں میں چھپا کر پیش کیا ہے۔ اگر عام پڑھے لکھے اور دین اسلام سے دلچسپی رکھنے والے افراد ''کشف المعارف'' میں دیئے گئے عنوانات کے تحت مکتوبات شریف کے اہم اقتباسات اور معارف کو بغور پڑھ لیں تو اسلامی تصوف، سیر و سلوک اور طریقت کے علاوہ خود اسلام کے بارے میں ان کی بہت سی غلط فہمیاں رفع ہو سکتی ہیں اور انہیں اصل حقائق سے روشناس ہونے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

[عارف، محمد عنایت اللہ، کشف المعارف الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، ۲۰۰۲ء، ص: ۲۷]

(۱۱) حضرت امام اعظم حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں: عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری ۔[جامع مسجد قادریہ شیر ربانی لاہور]

(۱۲) امام ربانی اور اتباع رسولِ گرامی: ابوالخیر ڈاکٹر محمد زبیر

[مکتبہ جمال کرم لاہور]

(۱۳)　ارشادات مجدد الف ثانی: انتخاب وعنوانات از مولانا محمود اشرف عثمانی۔

[ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۹۶ء]

(۱۴)　حقیقت محمد، حقیقت احمدیہ اور حقیقت کعبہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں

[از مفتی ابوالخیر محمد زبیر امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی ۲۰۰۷ء]

(۱۵)　لمعات امام ربانی علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

[بزم عاشقان مصطفٰی لاہور ۱۹۹۹ء]

(۵) موسوعاتی مطالعہ

''جہان امام ربانی'' کے نام سے ۱۱ جلدوں میں اور ''باقیات جہان امام ربانی'' ۳ جلدوں میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی یہ موسوعاتی طرز کا کام امام ربانی فاؤنڈیشن نے شائع کیا ہے۔ ان ۱۴ جلدوں کا ایک کثیر حصہ مکتوبات کے حوالہ سے اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ اگرچہ موسوعاتی طرز کے اس کام میں معلومات کا تکرار، گراں گذرتا ہے مگر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بہر صورت مواد کو ایک جگہ جمع ضرور کر دیا ہے۔ اس کام کی بنیاد پر ایک نیا ''موسوعہ امام ربانی'' منظر عام پر آئے گا۔

(۶) مقالہ جات

یہاں دو طرح کے مقالہ جات کے حوالہ سے تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔

(ا)　مکتوبات کے حوالہ سے مختلف کانفرنسز میں پڑھے گئے مقالات کے مجموعہ جات۔

ان مقالات کی اکثریت مکتوبات کے حوالہ سے موضوعاتی مطالعہ پر مشتمل ہے۔

(i)　فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات

۲۰۹ صفحات پر مشتمل اس مجموعہ میں ۱۲ مقالات شامل ہیں۔ اس مجموعہ میں وہ مقالات

ہیں جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا میں منعقد ہونے والے ایک دو روزہ سیمنار (۱۹-۲۰ مارچ ۲۰۰۶ء) میں پڑھے گئے۔ عبد العلی اور ظفر الاسلام نے ان کو مرتب کیا اور ادارہ علوم اسلامیہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے ۲۰۰۵ء میں ان کو شائع کیا۔

(ii) حضرت مجدد الف ثانی (افکار و تعلیمات)

یہ مجموعہ مقالات صاحبزادہ ساجد الرحمٰن نے مرتب کیا اور یہ ان تحقیقی مقالات پر مشتمل ہیں جو بگھار شریف کہوٹہ میں ایک روزہ سیمنار (۴ مارچ ۲۰۰۷ء) کے موقعہ پر اہل علم نے پڑھے۔

(iii) ارمغان امام ربانی

مقالات کا یہ مجموعہ صوفی غلام سرور نقشبندی نے مرتب کیا اور شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور نے ۲۰۰۷ء میں شائع کیا۔ یہ مقالات ۲۴ اپریل ۲۰۰۵ء میں ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ مجدد الف ثانی قومی کانفرس میں پڑھے گئے۔ یہ کتاب ۴۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

(iv) فکر امام ربانی

۱۸ مارچ ۲۰۰۷ء میں ہمدرد ہال لاہور میں پڑھے گئے مقالات کے اس مجموعہ کو صوفی غلام سرور نقشبندی نے مرتب کیا اور شیر ربانی پبلی کیشنز نے ۲۰۰۸ء میں شائع کیا۔

(ب) وہ تحقیقی مقالات جو ایم اے/ ایم فل/ پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے لکھے گئے۔

(i) مکتوبات امام ربانی کی دینی اور معاشرتی اہمیت، سندھ یونیورسٹی جام شورہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے ڈاکٹر سراج احمد خاں کا مقالہ ہے جو شائع

ہو چکا ہے۔

(ii) مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی: تخریج احادیث

ڈاکٹر بابر بیگ مطالی کا مقالہ جو پنجاب یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کے لئے لکھا گیا۔

(iii) مکتوبات امام ربانی کی تاریخی تعیین

ڈاکٹر محمد انصار خاں کا یہ مقالہ سندھ یونیورسٹی جامشورو میں پی ایچ ڈی کے لئے لکھا گیا۔ [تفصیلات کے لئے جہان امام ربانی جلد اول ملاحظہ فرمائیں]

(iv) حضرت مجدد الف ثانی کی تفسیری اور فقہی خدمات

ڈاکٹر ھمایوں عباس کا یہ مقالہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے حصول کے لئے لکھا گیا۔

(v) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیری خدمات

ایم اے کی تکمیل کے لئے یہ مقالہ محمد زاہد نے جی سی یونیورسٹی فیصل آباد میں لکھا۔

(vi) ڈاکٹر محمد اقبال و حضرت مجدد الف ثانی، افکار و نظریات

ایم فل کی ڈگری کے لئے ڈاکٹر بابر بیگ مطالی کا مقالہ جو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں لکھا گیا۔

(vii) حضرت امام ربانی کے سیاسی مکتوبات

محمد مظفر علی رضوی کا یہ مقالہ ایم اے کی ڈگری کے حصول کے لئے ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کی زیر نگرانی لکھا گیا۔

[فہرست مقالات، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، ص:۵]

(viii)　سلوک مجددی کی خصوصیات

انور علی شاہ کا مقالہ برائے ایم اے، اس کے نگراں بھی ڈاکٹر برہان احمد فاروقی تھے۔[ایضاً]

(ix)　حضرت مجدد الف ثانی کی دینی و علمی خدمات

ڈاکٹر سید عابد علی کی نگرانی میں ایم اے کے لئے عظمت اللہ کا مقالہ۔

[ایضاً، ص:۱۹]

(۷)　اشاریہ سازی

مکتوبات کے درج ذیل اشاریے مرتب ہوئے ہیں۔

(i)　سید زوار حسین شاہ کے اردو ترجمہ مکتوبات میں ہر جلد کے اختتام پر اشاریہ موجود ہے مگر بعض مضامین کا اشاریہ علیحدہ سے شائع ہوا۔

(ii)　مکتوبات کے مضامین پر مشتمل ایک اشاریہ محمد نعیم اللہ خیال نے ۱۹۸۳ء میں ''معارف ابوالخیر اکادمی'' دہلی نے شائع کیا۔ معارف مکتوبات امام ربانی کے نام سے شائع ہونے والے اس اشایہ سے یہی استفادہ کے لیے مرتب نے نکات وضاحت اس طرح لکھے۔

''معارف مکتوبات امام ربانی'' کے نام سے شائع ہونے والے اس اشاریہ سے میں استفادہ کے لیے مرتب نے نکات وضاحت اس طرح لکھے۔

''فہرست عنوانات ردیف'' کے مختلف کالموں میں جو صفحہ نمبر درج وہ ''عنوانات (مضامین ومسائل)'' کے صفحات کو بتاتے ہیں۔

''عنوانات (مضامین ومسائل)'' کے صفحات پر نو کالم ہیں جن کی تفصیل اس طرح

ہے:

کالم نمبر		ہر کالم کی سرخی اور اس کی وضاحت
(۱)	عددِ عنوان	ردیف وار تمام عنوان کے عدد درج ہیں۔
(۲)	عنوانات (مضامین ومسائل)	اس میں مصنف نے جو سرخیاں بنائی ہیں ان کو تحریر کیا ہے۔
(۳)	دفتر نمبر	مکتوبات شریف کے کس دفتر میں فلاں سرخی ملے گی اس کا نمبر اس میں درج ہے۔
(۴)	مکتوب نمبر	مکتوبات شریف کے تین دفتر ہیں جن میں ہر ایک مکتوب کی ابتداء میں نمبر درج ہیں، اس نمبر کی وضاحت اس کالم میں کی گئی ہے۔
(۵)	صفحہ اصل	اس میں فارسی نسخہ کا صفحہ نمبر درج ہے۔ فارسی نسخہ مطبوعہ ''ایشیق استانبول'' ترکیہ ۱۹۷۷ء
(۶)	صفحہ ترجمہ نمبر ا (قدیم)	اس کالم میں قاضی عالم الدین صاحب کے ترجمہ کا صفحہ نمبر ہے جو پہلے چھپا تھا مطبوعہ: تعلیمی پرنٹنگ پریس، لاہور ۱۹۵۷ء
(۷)	صفحہ ترجمہ نمبر ا (جدید)	اس میں قاضی عالم الدین صاحب کے ترجمہ کا صفحہ نمبر درج ہے جو بعد میں پھر سے چھپا تھا۔ مطبوعہ: ادارۂ اسلامیات لاہور۔ طبع جدید ۱۹۸۸ء
(۸)	صفحہ ترجمہ نمبر ۲	اس میں مولانا محمد سعید احمد صاحب کے ترجمہ کا صفحہ نمبر ہے

مطبوعہ: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی۔ طبع اول ۱۹۹۶ء

(۹) کیفیت کچھ مزید وضاحت جو مصنف کی طرف سے ہے۔

☆ ''اشخاص و اشیاء'' سے متعلق صفحات کی تفصیل بھی ''مضامین و مسائل'' والے صفحات کی طرح ہے۔ کہ فلاں شخص کا نام یا فلاں شئ کا نام مکتوبات شریف کے کون سے دفتر اور اس کے کون سے مکتوب اور کس نسخہ کے کون سے صفحہ پر ہے۔ سب ان نو عدد کالموں سے پتہ چل جائے گا۔

☆ مولانا محمد سعید احمد صاحب کے ترجمہ کی طباعت میں کچھ نقص نظر آیا، جس کا بیان ضروری ہے:

پہلا نقص: دفتر: ۲، مکتوب ۹۶ نسخہ اردو ترجمہ مولانا محمد سعید احمد کے صفحہ ۱۲۲۳، اور صفحہ ۱۲۲۴ کے مضمون میں تسلسل نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فارسی نسخہ کے اسی دفتر اور مکتوب نمبر سے متعلق مضمون صفحہ ۲۴۳ مکمل اور مضمون صفحہ ۲۴۴ کی ابتداء کا ترجمہ نہیں چھپ سکا۔

دوسرا نقص: مذکورہ بالا دفتر: ۲۔ اور مکتوب: ۹۶ میں ہی مولانا محمد سعید احمد صاحب کے ترجمہ کا صفحہ ۱۲۲۸ نہیں ہے یعنی صفحہ ۱۲۲۷ کے بعد صفحہ: ۱۲۲۹ ہے۔ جبکہ صفحہ ۱۲۲۷ سے صفحہ ۱۲۲۹ کے مضمون کا تسلسل قائم ہے۔ کوئی عبارت چھوٹی نہیں ہے۔

تیسرا نقص: دفتر: ۲، مکتوب: ۹۸ نسخہ اردو مترجم مولانا محمد سعید احمد میں صفحہ ۱۲۳۴ مسلسل دو صفحات پر درج ہے۔ اور فارسی نسخہ کے اعتبار سے مضمون کا تسلسل برقرار ہے، کوئی عبارت بیچ میں سے غائب نہیں ہے۔ اس طرح عدد شمار کے لیے ۱۲۳۳، ۱۲۳۴/۱، ۱۲۳۴/۲، ۱۲۳۵ نشان لگایا جاسکتا ہے۔

چوتھا نقص: دفتر:۳، مکتوب:۱۷ نسخہ فارسی کے صفحہ ۳۰۶ کی آخری ۹ سطور اور صفحہ ۳۰۷ کی ابتدائی ۵ سطور کا ترجمہ مولانا محمد سعید احمد کے نسخہ میں چھپنے سے رہ گیا ہے۔ اس حصہ کو صفحہ ۱۳۰۲ کے بعد صفحہ ۱۳۰۳ پر ہونا چاہیئے تھا۔

نتیجہ: مذکورہ بالا خامیوں کے سبب فہرست میں کچھ عنوانات کے سامنے کالم ''صفحہ ترجمہ'' میں صفحات نہیں لکھے جا سکتے لہٰذا وہاں پر ڈیش (۔) کا نشان لگا دیا گیا ہے۔

[معارف مکتوبات امام ربانی، مولانا نعیم اللہ خاں خیالی شاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی ۲۰۰۲/۱۴۲۳ھ ص:۱۷۔۱۶]

مکتوبات پر فارسی، عربی اور ترکی زبانوں میں تحقیقی کام

فارسی میں مکتوبات امام ربانی کی شرح مولوی نصر اللہ خاں کابلی نے کی۔

[سیرت مجدد الف ثانی، ص:۳۰۳]

اسی طرح عربی زبان میں مکتوبات کے تراجم اور دیگر حوالوں سے تحقیقی کام ہوا۔ چند درج ذیل ہیں:

۱۔ مکتوبات کا عربی ترجمہ "الدرر المکنونات النفیسۃ" از محمد مراد منزلوی

۲۔ اس عربی ترجمہ کا انتخاب "المنتخبات من المکتوبات للامام الربانی المجدد للالف الثانی احمد الفاروقی السرهندی" کے عنوان سے حسین حلمی ایشیق نے کیا۔

۳۔ تعریب المکتوبات الصوفیہ-لاحمد النقشبندی الفاروقی مؤلفہ یونس النقشبندی۔

[مقدمہ مکتوبات امام ربانی از حکیم محمد موسیٰ امرتسری، ص:۳۵]

۴۔ عربی میں ایک مکمل ترجمہ مع حواشی مصطفیٰ حسنین عبد الهادی کا ہے جو دار الکتب العلمیۃ بیروت سے ۲۰۰۴ء/۱۴۲۴ھ میں شائع ہوا ہے۔

۵۔ تشیید المبانی فی تخریج احادیث المکتوبات للامام الربانی کے نام سے محمد سعید نے مکتوبات میں مندرج احادیث کی تخریج کی جو ۱۳۲۳ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ اسی طرح شیخ عبد الغنی نے تبریز المکنونات فی

تخریج احادیث المکتوبات کے نام سے کام کیا۔

(٦) جامعہ ازہر مصر میں دکتور محمد عباد نے ''الشیخ احمد سرھندی و دورہ فی احیاء التصوف الاسلامی'' کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا۔

(۷) عربی مکتوب جو کہ تعداد میں ۲۲ ہیں مفتی علیم الدین نے اکٹھے کئے اور جہلم سے شائع ہوئے۔

ترکی میں نقشبندی سلسلہ کی اشاعت وترویج ایک حقیقت ثابتہ ہے۔

Serif Mardin نے اپنے مضمون The Nakshibendi order of Turkey میں اس کی تفصیلات کا ذکر کیا ہے۔

[Marty, Martin E. and Appleby, R.Scott, (Editors), Fundamentalisms and the State, the University of Chicago Press Chicago, 1993 p.204-232]

اسی طرح ڈاکٹر بخوت طوسون نے مرمرا یونیورسٹی ترکی سے Naqshbandi order of Turkey کے عنوان سے اپنے مقالہ میں ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت کی تفصیلات دی ہیں۔ [جہان امام ربانی جلد اول:۱۱۴]

اس لئے مکتوبات پر اس زبان میں کام ایک لابدی امر تھا۔ مجھے شیخ المکتوم سنٹر ڈنڈی۔سکاٹ لینڈ میں ترکی کے ڈاکٹر عبداللہ نے بتایا تھا کہ ترکی میں حضرت شیخ سرہندی پر مختلف سطح کے کئی مقالہ جات لکھے گئے ہیں انہوں نے یہ لسٹ فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا مگر وہ کسی اور ادارے میں تشریف لے گئے اور میں ان معلومات کو حاصل نہ کر سکا۔ بہر صورت مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین اور حسین حلمی نے مکتوبات کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا جو استنبول سے شائع ہو چکے ہیں۔

یورپین زبانوں میں مکتوبات پر کام:

حضرت شیخ احمد سرہندی کے فکری اثرات کی ہمہ گیریت کی بنا پر دنیا کی ہر زبان میں آپ کے افکار کا تجزیہ ضروری سمجھا گیا۔ تاکہ برصغیر کی مسلم سوسائٹی میں اسلامی فکر کے احیاء کے لئے کام کرنے والوں کے منہج کا اندازہ لگایا جاسکے۔ بلاشبہ عقیدت مندوں اور دیگر لوگوں کے شیخ سرہندی پر کام کے اپنے اپنے مقاصد ہیں۔ آپ پر کام کرنے والوں نے مکتوبات امام ربانی کو ضروری موضوع بحث بنایا ہے۔ چند ایسے کاموں کا اجمالی تذکرہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ لاہور میں شیخ وجیہہ الدین مکتوبات کا انگریزی ترجمہ کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے انتہائی تگ ودو اور محنت کی۔ یہ کام مکمل ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ اس ترجمہ سے یورپ میں فکر مجدد کے مطالعہ کی نئی راہیں کھلیں گی اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہوگا۔

۲۔ حسین ایشیق نے اپنی کتاب Endless Bliss میں مکتوبات کے بعض حصوں کا ترجمہ دیا۔ یہ کتاب انٹرنیٹ پر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

۳۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے Slected letters of Shaykh Ahmad کے نام سے منتخب مکتوبات کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔

[جہان امام ربانی جلد اول، ص:۱۰۰]

۴۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نے Mujaddid's concept of Tawhid کے نام سے پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا اس میں مکتوبات کے بکثرت حوالہ جات ہیں۔

اسی طرح Yohanan Friedmann نے

Shaykh Ahmad Sirhindi - An outline of his thought and a study of His Image in the eyes of posterity کے عنوان سے McGill University میں 1966ء میں پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ لکھا اس کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن آکسفورڈ سے شائع ہو چکا ہے۔

مرزا قادر بیگ نے The Role of Shaikh Ahmad Sirhindi in Islam in India کے عنوان سے مقالہ لکھ کر 1964ء میں School of Oriental and African Studies, London سے پی ایچ ڈی کی جب کہ افروز احمد بساطی کے مقالہ کا عنوان

Shaikh Ahmad Sirhindi's Though and its impact on the Development of sufism

تھا۔ یہ مقالہ انہوں نے ہمدان انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف کشمیر میں ۲۰۰۱ء میں لکھا۔

ان تمام مقالات میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کا مطالعہ مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں کیا گیا۔

۵۔ محمد عبدالحق انصاری کی کتاب Sufism and Shariah مشرق و مغرب میں یکساں مقبول ہوئی۔ اس کے دوسرے حصہ میں منتخب مکتوبات کا انگریزی ترجمہ دیا گیا ہے۔

۶۔ ڈاکٹر محمد عبدالحق کی کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے Dr. Sergio Ujcich نے اطالوی زبان میں ۳۷ صفحات کا رسالہ لکھا۔

۷۔ Samuela Pagani نے

Abdal-Ghani al-Nabulusi's Reading of Ahmad Sirhindi's Ideas on Tajdid
کے عنوان سے پی ایچ ڈی کا مقالہ اطالوی زبان میں لکھا۔ University of Naples نے اس مقالہ کو شائع کیا ہے۔

Russian State University For Humanities کے ایک پروفیسر Igor Alexeev نے بذریعہ ای میل بتایا کہ روس میں سنٹرل ایشیا پر لکھی گئی کتابوں میں امام ربانی کا تذکرہ موجود ہے۔

نامکمل معلومات کا یہ جائزہ بہرصورت اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ مکتوبات امام ربانی کا مطالعہ دنیا کی ہر بڑی زبان میں ہورہا ہے۔ ان مکتوبات کی روشنی میں لوگ برصغیر کے مذہبی وسیاسی افق پر ہونے والے تغیرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ مکتوبات پر دنیا بھر میں ہونے والے کام کا بھرپور جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ دیکھا جائے کہ لوگ فکر مجدد کا کس کس زاویہ سے مطالعہ کررہے ہیں۔

دروسِ مکتوبات

مکتوبات کی تفہیم وتوضیح کے لئے جو کاوشیں ہوئیں ان میں درج بالا علمی و تحقیقی کاموں کے علاوہ ایک اہم پہلو مختلف مقامات پر ان کے دروس کا اہتمام ہے۔ تصوف کی بہت کم کتب ہیں جن کے دروس کا التزام کیا جاتا ہو اور یہ اہتمام ان کی جمع آوری کے ساتھ ہی شروع ہوگیا تھا۔ خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سید محمد میاں لکھتے ہیں:

"تفسیر وحدیث کے علاوہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا درس بھی آپ

دیتے تھے اوراس کے دقیق مضامین کو شرح وبسط سے بیان کرتے اورشبہات کا حل فرماتے۔" [علمائے ہند کا شاندار ماضی، جلد اول، ص:۲۵۹]

صاحب مقامات معصومی نے درس کا اندازہ یہ بیان کیا ہے: درس مکتوبات کی مجلس میں حضرت خواجہ محمد سعید خاموش بیٹھتے تھے اور محض سماعت فرماتے تھے جبکہ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کی شرح بیان کرتے۔ حضرت خواجہ معصوم کا درس کی تقریر کرنا مفسرین ومحدثین کی اتباع میں تھا جبکہ حضرت خواجہ سعید درس کے دوران حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فیض باطن سے فیضیاب ہوکر وہی فیض سامعین کے قلوب پر القاء فرماتے تھے۔ اس فرق کی وضاحت میر احمد صفر کے الفاظ میں اس طرح ہے:

"حضرت خازن الرحمت القاءِ معانی را تفویض بر باطن فیض مواطن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ می نمودند تا ازان برکات رشحہ بر اہل مجلس تقاطر نماید وخود بہ مراقبہ می ساختند وحضرت ایشاں کہ معانی آں فرمودند پیروی مفسران وشراح............

[مقامات معصومی، جلد۳، ص:۳۷۹-۳۸۰]

خواجہ معصوم کے خلیفہ حاجی حبیب اللہ حصاری بخاری (م:۱۱۱۰ھ) بخارا میں درس کا ایسا اہتمام کرتے کہ ہندوستان میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ آپ ہی کے خلیفہ شیخ محمد مراد شامی (م:۱۱۳۲ھ) شام میں مکتوبات کا درس دیتے۔ اسی طرح ملا موسیٰ بھٹی کوٹی اور حافظ محسن سیالکوٹی بھی درس کا اہتمام کرتے۔

[یہ تفصیلات محمد اقبال مجددی نے مقامات معصومی کے حوالہ سے البینات کے مقدمہ میں دی ہیں]

شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلسل ۴۵ سال مکتوبات کا درس دیا ہے۔ [حضرت مجدد اوران کے ناقدین، ص:۱۵۴] خواجہ زبیر سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نمازِ عصر کے بعد

درس دیتے تھے۔[خزینۃ الاصفیاء ص:۲۴۰] مولانا برکات احمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں کہ وہ عصر کے بعد مکتوبات کا درس بھی دیتے۔

[پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم جلد اول، ص:۳۲۷]

خواجہ عبدالرحمٰن مجددی (ٹنڈو سائیں داو) مکتوبات کا درس دیتے۔ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی حضرت خواجہ کے بیٹے محمد حسن جان مجددی کے حالات میں لکھتے ہیں ''آپ نے علوم باطنیہ کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی چنانچہ اس سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کا درس سبقاً سبقاً اپنے والد ماجد سے لیا، آپ کے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد حسین فرماتے تھے کہ ٹکیڑ کے قیام کے زمانہ میں ہم دو بھائی اور حضرت عبدالقدوس (المعروف شیریں جاں) اور چوتھے سید اسد اللہ شاہ ٹکیڑ والے حضرت سے ایک ساتھ مکتوبات پڑھا کرتے تھے'' [انوار علمائے سندھ ص:۲۴۵]

مولانا محمد نور الدین نقشبندی (م:۱۹۵۵ء) شکر گڑھ کی مختلف مساجد میں مکتوبات کا درس دیا کرتے تھے۔ مولانا سعید مجددی (م:۲۰۰۲ء/۱۴۲۳ھ) گوجرانوالہ میں مکتوبات کا درس دیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد مسعود احمد (م:۲۰۰۸ء/۱۴۲۹ء) کراچی میں درس مکتوبات کا اہتمام کرتے۔

Annabelle Bottcher نے جرمنی میں ترک کردی مسلمانوں کی مندرجہ ذیل تین بڑی تحریکوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

1. The Nurce Movement of Said Nursi
2. Mili Goersush Movement
3. Syleymanrcis Movement of Shaykh Hilmi

Tunahan.

یہ تیسری بڑی تحریک ہے جس کے پیروکار ترک، کردی الاصل ہیں اور جرمنی میں اپنے تمام مراکز میں ''مکتوبات امام ربانی'' کا درس بھی دیتے ہیں اور. ترجمہ بھی کرتے ہیں۔ میں نے برلن (جرمنی) میں ایک مرکز دیکھا ہے۔ اس تحریک کی خواتین کی بھی ایک طاقتور تحریک ہے اور ترکی میں ان کی پرائیویٹ جامعات ہیں۔ اس تحریک کے لوگ عربی اور فارسی میں ''مکتوبات امام ربانی'' چھپواتے ہیں اور ترکی اور جرمنی میں فروخت کرتے ہیں۔ میں نے ایک .... سے ''مکتوبات امام ربانی'' کے عربی ترجمہ کی ایک کاپی خریدی تھی۔ [جہان امام ربانی، جلد اول، ص:۹۸]

ان اجمالی معلومات سے مکتوبات امام ربانی کی اہل علم اور عوام الناس میں اہمیت اور اثر پذیری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مکتوبات امام ربانی کا تجزیاتی مطالعہ

مکتوبات امام ربانی کی اہمیت وافادیت اور ممیّزات کا ایک اجمالی مطالعہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ یہ مکاتیب معارف علوم دینیہ کا خزینہ ہیں۔ قرآن وحدیث کی تعبیر وتشریح اور مخالفین کا رد بلیغ علمی وتحقیقی اسلوب پر، ان مکاتیب کا امتیاز ہے۔ اس اعتبار سے یہ مکاتیب دینی علوم میں ایک گراں قدر اضافہ ہیں۔ قرآن، حدیث اور فقہ سے متعلقہ تفصیلات کے لئے راقم کی تصانیف ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی ایک داعی تھے۔ آپ کا داعیانہ لب ولہجہ ان خطوط سے

ظاہر ہوتا ہے۔ داعی طبیب ہوتا ہے۔ مریض سے ہمدردی اس کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ اس لئے داعی ایسے الفاظ کا انتخاب کرتا ہے جس میں اپنائیت اور پیار کا رنگ نظر آئے۔ خواجہ جمال الدین کے نام ایک خط کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ معلوم فرزندی اعزی میںماید .... [دفتر سوم، مکتوب ۸۱]۔ محمد مقیم قصوری کے لئے لکھتے ہیں "اخوی محمد مقیم پرسیدہ......۔ [دفتر سوم مکتوب ۲۶]

۳۔ عموماً آپ مکتوبات کا آغاز الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ سے کرتے ہیں۔ اختتام پر کوئی آیت یا کوئی دعائیہ جملہ درج فرماتے ہیں۔ مکاتیب کے اختتام پر یہ الفاظ بھی بکثرت آئے ہیں:

والسلام علی من اتبع الهدی و التزم متابعة المصطفیٰ علیه و علی اله من الصلوت افضلها و من التسلیمات اکملها. [دفتر دوم، مکتوب:۹]

ہر شخصیت کے شایان شان القابات استعمال کرتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ درود وسلام لکھنے کا اہتمام فرماتے ہیں۔ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھے گئے مکاتیب سے ادب واحترام اور دیگر افراد کے مکاتیب سے پیار وشفقت کا اظہار الفاظ کی صورت میں صاف نظر آتا ہے۔

۴۔ یہ مکاتیب معارف علوم دینیہ کا خزینہ تو ہیں ہی فارسی ادب کا شاہکار بھی ہیں۔ الفاظ کا انتخاب، عبارت میں روانی، فارسی تراکیب اور فارسی وعربی اشعار کا برمحل استعمال، ان مکاتیب کو ایک شاہکار ادب پارہ بنا دیتا ہے۔ دیگر شعراء کے ساتھ

ساتھ آپ نے خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے اشعار بھی لکھے ہیں۔ آپ کی ایک رباعی ملاحظہ فرمائیں:

در عرصہ ٔ کائنات با دقت نہم
بسیار گذشیتم بسرعت چوں سہم
گشیتم ہمہ چشم ندیدیم درو
جز ظل صفات آمدہ ثابت درو ہم

[دفتر سوم، مکتوب: ٦٧]

۵۔ انسانوں سے ہمدردی ومحبت صوفیہ کا ذوق رہا ہے۔ صوفیہ خدمت خلق کو بڑی اہم نیکی سمجھتے ہیں۔ مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اہل دربار اور صاحبان ثروت سے اپنی ذات کے لئے کبھی کچھ طلب نہ فرمایا۔ دین اسلام کی خدمت اور اس کے لئے قربانی کا جذبہ ابھارا یا مخلوق خدا کی بیچارگی ودرماندگی دور کرنے کے لئے سفارشی خط لکھے بعض خطوط سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں کسی بزرگ سے نسبت بہت اہمیت رکھتی تھی۔ اس لئے آپ نے اس شخص کی خاندانی وجاہت کا تذکرہ کرتے ہوئے اعانت کی ترغیب دلائی۔ اس طرح کے دو اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

"جباری خاں کو لکھا: دوسری التماس یہ ہے کہ اس رقعہ دعاء کا حامل شیخ مصطفیٰ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے ہے............[دفتر اول مکتوب: ۸۰]

مرزا اعراب خاں کو لکھا: حافظ حامد نیک آدمی اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ہیں............[دفتر دوم، مکتوب: ۹۰]

۶۔　مکتوباتِ امامِ ربانی کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ اپنے احباب کو مکاتیب زیرِ مطالعہ رکھنے کی ترغیب دلاتے۔ ملا محمد طالب بیانکی کو لکھتے ہیں ''مطالعہ مکتوبات رالازم گیرند کہ سود مند است'' [دفتر اول، مکتوب:۲۳۷]۔ دوسرے احباب کو مختلف مکاتیب کی نقول بھی روانہ فرماتے۔ [دفتر اول، مکتوب:۲۵۶]

احباب کی مختلف موضوعات سے متعلقہ لکھے گئے مکاتیب کی طرف رہنمائی بھی فرماتے خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادگان کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں ''اگر نماز کے فضائل اور اس کی مخصوصہ کمالات کے معلوم کرنے کا شوق ہو تو تین مکاتیب جو ایک دوسرے کے قریب و متصل ہیں مطالعہ کریں۔ پہلا مکتوب فرزندی محمد صادق کے نام، دوسرا میر محمد نعمان کے نام اور تیسرا میاں شیخ تاج کے نام لکھا ہے''۔ [دفتر اول، مکتوب:۲۶۶]۔ آپ کے ہاں خط کا جواب دینے کا اہتمام بھی حد درجہ تھا۔ بیماری اور شدید مصروفیت بھی جواب دینے میں مزاحم نہ ہوتی۔ [دفتر دوم، مکتوب:۱۷، مکتوب ۹۹]۔ اس اخلاص اور محنت کی برکت ہے کہ مکتوباتِ امامِ ربانی کی اثر پذیری اور اہمیت وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔

الغرض یہ مکاتیب معارف وحقائق کی کان ہیں۔ صوفیہ کے افکار کے شارح اور تاریخی واقعات کے مظہر ہیں۔ صاحبانِ علم وحکمت آج بھی ان سے استفادہ کرتے ہیں اور ''خود رو افکار'' کی بیخ کنی کے لئے ان کی روشنی میں راہِ عمل متعین کرتے ہیں۔

مکتوبات امام ربانی کے مآخذ

مکتوب نگاری کی ابتداء کب سے ہوئی؟ تاریخی طور پر اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام [سورۃ النحل: ۳۰] کے مکتوب مبارک کا ذکر کر کے مکتوب نویسی کی اہمیت وافادیت کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ بعدازاں مکاتیب نبویہ نے ان کی ضرورت واضح کی۔ نقشبندی سلسلہ کے صوفیہ نے نبی کریم ﷺ کی اتباع میں اس طریق تبلیغ کو اپنایا۔ خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ معصوم، خواجہ محمد سعید، خواجہ سیف الدین، خواجہ محمد نقشبند، خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر نقشبندی صوفیہ نے مکتوب نویسی کے اس سلسلہ کو اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا۔

اس سلسلۃ الذہب میں حضرت شیخ احمد سرہندی کے مکاتیب کو بعض علمی وفکری حوالہ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ مکاتیب ہی ہیں جنہوں نے ایک فکری اساس مہیا کی جس کے اثرات نے سیاسی رخ کو تبدیل کر کے رکھ دیا۔ تین دفاتر پر مشتمل یہ مکاتیب علوم ومعارف کا خزینہ ہیں۔ مکاتیب کے عموماً ماخذ تلاش نہیں کئے جاتے کیونکہ وہ تو صرف دو افراد کے باہمی تبادلہ خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں، مگر یہ مکاتیب علم وفن کی دنیا میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لئے علمی وتحقیقی حوالہ سے ان کے ماخذ تلاش کرنا ضروری ہے۔ تاکہ اسلامی علوم وفنون میں ارتقاء کی جانکاری ہو، جس سے ان مکاتیب کا علمی مقام سمجھنے میں مدد ملے گی۔ لیکن یہاں اس سلسلہ میں دو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پہلی مشکل کا اندازہ خواجہ بدرالدین سرہندی اور خواجہ ہاشم کشمی کے درج ذیل اقتباسات سے لگایا جا سکتا ہے۔

خواجہ بدرالدین نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف و اسرار چار قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کا اظہار ہی نہیں فرمایا۔ دوسری قسم کا اظہار صرف صاحبزادگان سے کیا، تیسری قسم کا اظہار صرف اصحاب کاملین کے سامنے فرمایا، چوتھی قسم یہ ہے کہ سائل کچھ دریافت کرتا تو عام فائدے کے لئے تحریر فرما دیتے۔ آپ کے رسالے اور مکاتیب اسی چوتھی قسم پر مشتمل ہیں اور ان میں سے ہر معرفت دل کے بیماروں کے لئے شفا ہے [1] [حضرات القدس جلد ۲، ص:۱۴۹] خواجہ ہاشم کشمی نے ایک عالم کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ ''رسائل و کتب دو قسم کے ہیں تصنیف یا تالیف۔ تالیف یہ ہے کہ لوگوں کی باتوں کو سیاق و سباق کے ساتھ اچھی طرح جمع کر دے اور تصنیف یہ ہے کہ اپنے علوم و نکات کو تحریر میں لائے۔ اب انصاف یہ ہے کہ اس زمانہ میں سنجیدہ اور مناسب تصنیف تمہارے شیخ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) کے رسائل و مکاتیب کا مجموعہ ہے کہ جس قدر بھی ان پر نظر ڈالی ان کو کہیں سے نقل کرتے نہیں دیکھا مگر شاذ و نادر یا ضرورت کی بنا پر ایسا کیا ہے''۔ [زبدۃ المقامات ص:۲۹۵]

ان دونوں اقتباسات سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ مکتوبات کے ماخذ کی تلاش دشوار گذار گھاٹی کو عبور کرنے کے مترادف ہے۔ دوسری مشکل یہ کہ اس دور کے انداز تحریر میں دورِ حاضر کی طرح حوالہ جات اور تخریج کا اہتمام نہ تھا اس لئے دیئے گئے اقتباسات کے حوالہ جات کی تلاش ممکن نہیں رہتی۔ بعض مقامات پر حضرت شیخ سرہندی نے کسی کتاب کے حوالے سے کوئی بات نقل کی، یا کسی کتاب کا تذکرہ فرمایا، تو ان امور سے اس وقیع علمی ذخیرہ کے ماخذ تلاش کرنے میں مدد ملتی ہے۔

[1] مقامات معصومی میں آپ کے معارف کی پانچ اقسام بیان کی گئی ہیں۔ قسم پنجم کے بارے میں میر صفر احمد معصومی لکھتے ہیں: ''ایسے معارف جو آپ نے کسی سے بیان نہ کئے اور وہ آپ کے ساتھ ہی چلے گئے اور کسی نے بھی ان کا ذکر نہیں کیا''۔

میر صفر احمد معصومی نے خواجہ ہاشم کشمی کا یہ شعر بھی لکھا:

زعرفاں گرچہ صد دریا رواں کرد
یکی گفت و صد دیگر نہاں کرد

[مقاماتِ معصومی جلد ۲، ص: ۳۹۔۴۰]

مطالعہ کتب اور حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے رجحانات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خود مطالعۂ کتب کا ذوق رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کو جو مکاتیب لکھے گئے ان میں مکاشفات وغیرہ کے حوالہ سے بھی یہ لکھا "ایک اور عرض یہ ہے کہ ہر کتاب کا مطالعہ بالکل اچھا نہیں معلوم ہوتا البتہ جس کتاب میں ان بزرگوں کے کمالات و بلند مراتب کا ذکر درج ہے جو کہ مقامات میں واقع ہوئے ہیں اس کتاب کا مطالعہ اچھا معلوم ہوتا ہے تا کہ اس قسم کی کوئی چیز دیکھی جائے" [دفتر اول مکتوب: ۱۱]۔ اس مکتوب سے آپ کا ذوق مطالعہ اور انتخاب کتاب کا پہلو سامنے آتا ہے۔ لیکن یہ ایک خاص کیفیت کا تذکرہ ہے۔ کیونکہ دوسرے مکاتیب سے پتہ چلتا ہے کہ کتب فقہ آپ کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کو ہی آپ نے تحریر فرمایا کہ خواہش ہے کہ ہدایہ کا تکرار ہو رہا ہو۔ [دفتر اول، مکتوب: ۸]۔ شیخ نظام تھانیسری کو لکھا کہ کتب تصوف کا مطالعہ نہ بھی ہو تو حرج نہیں۔ لیکن کتب فقہ کا مطالعہ نہ ہونا نقصان کا احتمال رکھتا ہے۔ [دفتر اول، مکتوب: ۲۹] ایک شخص نے اسلام قبول کیا تو عبدالکریم سنامی کو لکھا "مشارالیہ (شیخ احمد) نو مسلم ہے اس لئے اس کو عقائد کلامیہ، جو فارسی کتابوں میں مذکور ہیں، سکھائیں اور احکام فقہ کی بھی تعلیم دیں۔ تا کہ فرض، واجب، سنت، مستحب حلال و حرام، مکروہ، مشتبہ کو پہچان لے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔ گلستان و بوستان کو پڑھنا بے کاری میں داخل ہے۔" [دفتر اول، مکتوب: ۲۷۸]

اس مکتوب سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے ارادت مندوں کو روز مرہ کے فقہی مسائل سے آشنائی کے لئے کتب تجویز کریں، کتابوں کے انتخاب کا معاملہ عامۃ الناس پر نہ چھوڑا جائے اس سے گمراہی پھیلنے کا خطرہ ہے۔ خود راہنمائی کی جائے۔ اسی گمراہی سے بچاؤ کے لئے آپ نے ضرر رساں کتابوں سے اجتناب کی تلقین نہایت ہی عالمانہ اسلوب میں فرمائی۔ علی احمد المہائمی کی تفسیر "تبصیر الرحمن" کے بارے میں شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو خط لکھا قابل مطالعہ ہے۔

"کتاب، تبصیر الرحمن جو آپ نے بھیجی تھی بعض مقامات سے مطالعہ کر کے واپس بھیج رہا ہوں...... میرے مکرم! اس کتاب کا مصنف فلاسفہ کے مذہب کی طرف بہت زیادہ رجحان رکھتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حکماء کو انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے ہم پلہ بنا دے۔ سورہ ہود آیت نمبر ۱۶ کی تفسیر پر نظر پڑی جو حکماء کے طرز پر ہے اور انبیاء علیہم الصلوات والتحیات کے طریقے کے خلاف ہے اس میں انبیاء اور حکماء کے قول کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے، آیہ کریمہ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْآخِرَةِ باتفاق الانبیاء والحکماء اِلَّا النَّارُ الحسی او العقلی الخ ("یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں ہے" باتفاق انبیاء اور حکماء "سوائے آگ کے" خواہ وہ حسی ہو یا عقلی) (یعنی وہ آگ انبیاء علیہم السلام کے قول کے مطابق حسی ہو یا حکماء کے قول کے مطابق عقلی ہو)۔

انبیاء علیہم الصلوات والتحیات کے اجماع کے بعد حکماء کا اتفاق کیا حیثیت رکھتا ہے اور عذاب اخروی میں حکماء کے قول کی کیا حیثیت ہے بالخصوص جبکہ وہ قول انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے قول کے مخالف ہو۔ فلاسفہ جو عذاب عقلی کا اثبات کرتے ہیں ان کا مقصد عذاب حسی کا دور کرنا ہے جس کے ثبوت پر انبیاء کا اجماع واقع ہے...... اور دوسرے

مواقع پر قرآنی آیتوں کو حکماء کے مذاق کے مطابق بیان کرتے ہیں اگرچہ وہ اہل ملل کے مذاہب کے خلاف ہو۔...... لہٰذا اس کتاب کا مطالعہ ظاہر اور باطن کے نقصان سے خالی نہیں ہے۔ ان باتوں کا اظہار ضروری تھا اس لئے چند کلمات لکھ کر آپ کو تکلیف دی ہے۔[دفتر سوم، مکتوب:۱۰۱]

وہ کتب جو تحقیقی اسلوب سے خالی ہیں آپ نے ان کے بارے میں بھی نشاندہی کی۔ مثلاً ''قنیۃ المنیۃ کی روایت، تو وہ ہرگز اس درجہ کی نہیں کہ حکم قطعی کو منسوخ کر سکے۔ مولانا جلال الدین لاہوری جو کہ علمائے لاہور میں بڑے پایہ کے علماء میں سے ہیں فرماتے کہ قنیہ کی بہت سی روایات قابل اعتماد نہیں ہیں اور کتب معتبرہ کے خلاف ہیں''۔[دفتر اول مکتوب:۱۰۲]

گویا اگر کسی کتاب میں معروف و متداول اور معتبر کتب کے خلاف بات ہو تو وہ قابل قبول نہ ہوگی۔ تحقیق کا معیار آپ کے ہاں یہ نظر آتا ہے کہ حوالہ کے لئے بعض اوقات لوگ خط کے ساتھ کتاب بھی روانہ کرتے۔ اس طرز عمل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپ کے ہاں کتاب کے حوالہ کی اہمیت کیا ہے۔ ملا مقصود علی تبریزی کو لکھتے ہیں ''یہ معلوم نہ ہو سکا کہ تفسیر حسینی بھیجنے سے آپ کا کیا مقصد تھا کیونکہ یہ تفسیر حنفی آئمہ کے مطابق ہے''[دفتر سوم، مکتوب:۲۲]

درج بالا نکات سے مطالعہ کتب، اور انتخاب کتب کے بارے میں حضرت شیخ سرہندی کی فکر کے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

(۱) احوال و کیفیات کے بدلنے سے مطالعہ کے لئے کتب کے انتخاب میں تبدیلی آتی ہے۔

(۲) ہر کتاب قابل مطالعہ نہیں ہوتی۔

(۳) فقہ کی کتب ضرور پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

(۴) عامۃ الناس کو انتخاب کتب کے لئے سلیم فطرت علماء سے مشورہ کرنا چاہیے۔

(۵) کسی مسئلہ میں تحقیق کے لئے معتبر کتب، جو علمائے احناف کی تحریر کردہ ہوں، پر اعتماد کرنا چاہیے۔

(۶) انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور فلاسفہ کے نظریات کو اکٹھا، ذکر کرنے والے مقام نبوت سے ناواقف ہیں ایسی کتب ظاہر و باطن پر مضر اثرات ڈالتی ہیں۔

ان نکات کی روشنی میں ان کتب کی اہمیت وافادیت سامنے آتی ہے جن کے نام مکتوبات امام ربانی میں بطور حوالہ آئے ہیں۔ ان کتب کو علوم وفنون کے اعتبار سے درج ذیل عنوانات کے تحت تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(ا) القرآن الکریم

مکتوبات امام ربانی میں جا بجا قرآنی آیات نقل کی گئی ہیں ۔ ان کی تعداد تقریباً (۳۷۰) ہے۔ کہیں تو صرف آیت ہی نقل کردی مگر بہت سے مقامات پر ان آیات کی تفسیر...... ماثور اور اشاری...... بیان کی ہے۔ اس اعتبار سے مکتوبات امام ربانی، قرآن فہمی کا ایک اہم اور موثر ذریعہ ہیں بعض آیات کے حوالے سے تو ایسی نادر تحقیقات بھی سامنے آتی ہیں کہ متقدمین کی تفاسیر میں ان کا اس طرح تذکرہ نہیں ملتا۔ جیسے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات۔ [دفتر دوم مکتوب:۵۴]

آیات قرآنی کے حوالہ سے آپ کی تفسیری نکات کے لئے درج ذیل مکاتیب بطور مثال ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

دفتر سوم، مکتوب:۴۱

دفتر اول، مکتوب:۵۲

دفتر اول، مکتوب:۲۷۲

دفتر اول، مکتوب:۹۹

آیات کی تفسیر کے حوالہ سے آپ نے مابعد کے مفسرین پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ تفسیر روٗفی، مظہری اور روح المعانی ان اثرات کی نمایاں مثالیں ہیں۔

ان تمام آیات کی فہرست مع حوالہ آیات اور مکتوب نمبر کے ملاحظہ فرمائیے ضمیمہ اول۔

نوٹ: مکاتیب میں حضرت امام ربانی نے استدلال کی نوعیت کے مطابق آیت کا ایک حصہ نقل کیا ہے تو راقم نے وہ آیت مکمل نقل کی ہے۔

(ب) کتب حدیث:

مشکوۃ المصابیح۔ حاشیہ مشکوۃ، حلیۃ الابرار (امام نووی)

(ج) سیرت وتاریخ:

الصواعق المحرقۃ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ۔

(د) تفسیر:

معالم التنزیل، مفاتیح الغیب، انوار التنزیل، مدارک التنزیل، تفسیر حسینی۔

(ھ) اصولِ فقہ:

التلویح، بزدوی۔

(و) فقہ:

ہدایہ، فتاوی سراجیہ، الفتاوی الغیاثیہ، شرح الوقایہ، مجموعہ خانی، جامع الرموز، ترغیب الصلوٰۃ، حاشیہ قرۃ کمال، قنیۃ المنیۃ، رسالہ دررفع سبابہ، المحیط، خزائن الروایۃ، التاتارخانیہ، فتاوی ولوالجی۔ تیسیر الاحکام۔ عمدۃ الاسلام۔

(ز) تصوف:

احیاء العلوم، المنقذ من الضلال، فتوحات مکیہ، فصوص الحکم، ارشاد السالکین (یحیٰ منیری)، عوارف المعارف، رشحات عین الحیات، شرح اللمعات (جامی)، غنیۃ الطالبین، منازل السائرین، نفحات الانس۔

(ح) علم کلام/عقائد

تمہید، مواقف، شرح مواقف، حاشیہ خیالی، شرح عقائد

(ط) دواوین شعریہ:

مثنوی رومی، کلیات سعدی، دیوان عراقی، دیوان حافظ، کلیات باقی باللہ۔

(ی) متفرق کتب:

بذل الماعون فی فضل الطاعون

شرح الصدور، رسائل اخوان الصفاء

یہاں اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہر وہ کتاب جس کا نام مکتوبات امام ربانی میں آیا ہو، ضروری نہیں کہ آپ نے براہ راست اسے بطور ماخذ استعمال کیا ہو، کیونکہ بہت سی کتب کی اس زمانہ میں اشاعت نہ ہوئی تھی اس لئے ممکن ہے کہ آپ نے ثانوی ماخذ کا سہارا لیا ہو اور اسی پر اعتماد کرتے ہوئے حوالہ اصل ماخذ کا دے دیا۔

مآخذ کا اجمالی تعارف

درج بالا کتب میں سے صرف چند کا افادۂ علمی کے لئے مختصر اتعارف نقل کیا جاتا ہے۔

مشکوۃ المصابیح:

امام ولی الدین خطیب تبریزی (م:۷۳۷) نے اپنے استاد کے مشورہ پر، مصابیح السنہ کا بعض اعتبار سے اختصار اور مفید اضافہ جات، کے ساتھ مشکوۃ المصابیح کو مرتب کیا۔ ماضی میں یہ کتاب اپنی ابواب بندی اور جامعیت کی بنا پر نصاب کا حصہ رہی اور حوالہ جاتی کتاب تسلیم کی جاتی رہی۔ عہد مجدد رحمۃ اللہ علیہ میں اسی کتاب سے احادیث کے حوالہ کو قابل اعتماد سمجھا جاتا تھا، شیخ محدث دہلوی نے بھی اس دور میں اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کی شرح تحریر فرمائی۔ کئی زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

مکاتیب امام ربانی میں احادیث نبویہ کے لئے جس کتاب کو بطور ماخذ بکثرت استعمال کیا گیا وہ مشکوۃ المصابیح ہی ہے۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ نے عموماً مشکوۃ المصابیح کی فصل اول سے روایات لیں ۔ بقیہ دو فصول کی روایات تعداد میں کم ہیں۔ آپ نے ان احادیث کی بعض مقامات پر عرفانی تشریح بھی فرمائی۔ آپ کے دور میں غالباً برصغیر میں کتب صحاح کی شروح دستیاب نہ تھیں۔ اس لئے ایک جگہ آپ نے علامہ محمد بن یوسف علی الکرمانی (متوفی م:۷۹۶ھ) کا حوالہ دیا مگر حوالہ انہوں نے اپنے والد اور آپ نے شیخ عبداللہ اور شیخ رحمت اللہ جو اکابر محدثین میں سے تھے اور حرمین میں شیخین کے لقب سے مشہور تھے، سے سنا۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۵۶] حوالہ دینے کے

اس اسلوب سے بہر صورت یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ آپ اصل ماخذ تک رسائی کے لئے کس قدر تگ ودو فرماتے۔ ایک جگہ حاشیہ مشکاۃ کا حوالہ بھی ہے [دفتر اول مکتوب: ۲۶۵] مگر یہ معلوم نہیں ہوسکا اس سے مراد کس محشی کا حاشیہ ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ مکتوبات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے احادیث کے لئے صوفیہ کی تصانیف پر بھی اعتماد کیا ہے۔

کتب سیرت وتاریخ

(i) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ:

یہ قاضی عیاض بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (۴۴۶ھ۔۵۴۴ھ) کی مفید اور مقبول کتاب ہے۔اس کی جدت وندرت، ہر طبقہ ومسلک کے لوگوں میں شہرت ومقبولیت اور انداز تحریر کی دلکشی و دلآویزی کا قاضی عیاض کے معاصرین، ارباب سیر اور علمائے فن نے اعتراف کیا ہے۔اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کی عظمت شان اور آپ کے جلیل القدر منصب ومقام کو قرآن مجید، حدیث نبوی اور آئمہ کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔دفتر اول کے مکتوب ۲۵۱ میں اس کتاب کے حوالہ سے سبِّ اصحاب رسول ﷺ کا حکم نقل کیا گیا ہے۔عین ممکن ہے کہ فضائل نبی ﷺ کی احادیث کی نقل کا بھی یہی ماخذ ہو۔

(ii) الصواعق المحرقۃ:

شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی (۸۹۹ھ۔۹۶۴ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں خلفائے راشدین، اور مناقب اہل بیت نبوی کے بارے میں جمہور اہل سنت کا مؤقف بیان کیا گیا ہے۔۹۵۰ھ میں آپ نے یہ کتاب مسجد الحرام میں سنائی۔

مکتوبات امام ربانی میں اس کتاب کا حوالہ شیخین کی فضیلت کی احادیث اور مشاجرات صحابہ کے حوالے سے آیا ہے [ملاحظہ فرمایئے دفتر اول، مکتوب ۲۵۱ اور ۲۶۶]

گویا یہ کتاب احادیث نبویہ اور کلامی مباحث کے لئے بطور ماخذ استعمال کی گئی ہے۔

کتبِ تفسیر

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ کے مکاتیب اور دیگر رسائل پر نظر ڈالیں تو واضح ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کی تشریح و توضیح کے لئے آپ متداول تفاسیر کا مطالعہ فرماتے۔ اس شعبہ میں ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے استفادہ کے ساتھ ساتھ درج ذیل کتب تفاسیر آپ کے پیش نظر رہیں۔

(i) معالم التنزیل:

یہ امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء بغوی (م: ۵۱۰ھ) کی جلیل القدر تفسیر ہے۔ امام خازن نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ معالم التنزیل، تفسیر کی نہایت بلند پایہ اور گراں قدر کتاب ہے۔ یہ صحیح اقوال کی جامع، احادیث نبویہ سے آراستہ اور احکام شرعیہ سے پیراستہ ہے۔ اس میں ازمنہ سابقہ کے عجیب و غریب واقعات مندرج ہیں۔ اس کی عبارت دل نشین اور حسن و جمال کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہے"۔

[حریری، غلام احمد، تاریخ تفسیر و مفسرین، ملک سنز لاہور ۱۹۹۳ء، ص: ۲۱۵]

(ii) مفاتیح الغیب:

امام محمد بن محمد عمر بن حسین المعروف امام فخر الدین رازی (۵۴۴ـ۶۰۶ھ) کی یہ تفسیر علوم و فنون کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اہل سنت کے عقائد کے پرزور حامی ہیں اور معتزلہ کا خوب رد کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ امام رازی اس کو مکمل نہ کر سکے تھے، مگر علامہ غلام رسول سعیدی نے تبیان القرآن میں ایسے صاحبان علم کا رد کرتے ہوئے لکھا کہ اس کتاب کی

تکمیل امام رازی ہی نے کی ہے۔

[سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، فرید بک سٹال لاہور، ۲۰۰۷، جلد ۱۲، ص: ۱۰۳۶]

(iii) انوار التنزیل واسرار التاویل:

عبداللہ بن عمر بن محمد بیضاوی (م: ٦٨٥) کی تفسیر جو درسی حلقوں میں تفسیر بیضاوی کے نام سے معروف ہے۔ بیضاوی نے امام رازی اور راغب اصفہانی کی تحقیقات سے خوب فائدہ اٹھایا پھر اس پر صحابہ وتابعین کے اقوال وآثار کا اضافہ کیا اور عقل خداداد کی مدد سے طبع زاد نکات ولطائف شامل کیے۔ امام بیضاوی کا اسلوب نگارش بڑا دلکش اور جاذب توجہ ہے۔

[تاریخ تفسیر ومفسرین ص: ۲٦٨-۲۷۲]

(iv) مدارک التنزیل وحقائق التاویل:

عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی (م: ۷۰۱) کی معروف تفسیر ہے۔ یہ متوسط القامت تفسیر ہے۔ مؤلف نے اس میں وجوہ اعراب اور مختلف قراءتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ تفسیر کشاف میں جو بلاغی نکات اور محسنات بدیعیہ تھے ان کو اس تفسیر میں سمو دیا ہے۔ سورتوں کے فضائل کے سلسلہ میں جو احادیث موضوعہ کشاف میں مذکور ہیں اس میں مندرج نہیں۔ اس میں تفسیر بیضاوی سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ [تاریخ تفسیر ومفسرین: ص: ۲۷۲-۲۷۵]

اصول فقہ

(i) التلویح

یہ صدر الشریعۃ الاصغر عبید اللہ بن مسعود (م:۷۴۷ھ) کی اصول فقہ پر معروف کتاب التوضیح کی شرح ہے، جو علامہ سعد الدین سعود بن قاضی فخر الدین عمر تفتازانی (م:۷۹۲ھ) کی تحریر کردہ ہے۔ ۷۵۸ھ میں لکھی گئی۔

حضرت امام ربانی نے اس کتاب کا براہِ راست کوئی حوالہ نقل نہیں کیا لیکن ایک مقام پر [دفتر اول، مکتوب:۸] میں اس کتاب کے مقدمات اربعہ کے تکرار کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ مقدمات اربعہ اس کتاب کے دقیق ترین مباحث میں سے ہیں۔ علماء نے صرف مقدمات اربعہ پر تعلیقات تحریر کیں۔ [ان مقدمات کی تفصیل کے لئے دیکھئے التوضیح مع التلویح، کراچی، ۱۳۳۱ھ، ص:۳۲۲۔۳۳۶] ان مقدمات کا تذکرہ حضرت مجدد کے فقہی اصولوں پر عمیق نظری کا آئینہ دار ہے۔

(ii) اصول بزدوی:

علی بن محمد بن حسن بزدوی (۴۰۰ھ۔۴۸۲ھ) کی اصول فقہ پر معروف کتاب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کا متن سمجھنا گویا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ اسی مشکل پسندی کی بنا پر آپ کو ابو العسر کہا جاتا ہے، مولانا عبد العلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں: ''یہ عبارتیں گویا چٹانیں ہیں جواہر جڑے ہوئے ہیں یا پتے ہیں جن میں شگوفے چھپے ہوئے ہیں، روشن ذہن و ذکاوت والے ان کے معانی حاصل کرنے میں متحیر ہیں اور ان عبارتوں کے سمندروں میں غوطہ لگانے والے بجائے موتیوں کے سیپیوں پر قناعت کر رہے ہیں'' [ظفر المحصلین ص:۴۸۵۔۴۸۷]

مکتوبات امام ربانی میں اس کتاب کا براہ راست کوئی حوالہ تو نہیں ملتا البتہ دو جگہ [دفتر اول مکتوب ۲۷۶، دفتر دوم مکتوب: ۱۸] میں ہدایہ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس تذکرہ سے یہ ضرور واضح ہوتا ہے کہ اصولی مباحث میں یہ کتاب ضرور آپ کے پیش نظر رہتی ہوگی۔

فقہ

ہدایہ:

فقہ حنفی کی معروف کتاب جس کے مصنف برہان الدین علی بن ابی بکر، ۸۔ رجب ۵۱۱ھ/۵نومبر ۱۱۱۷ء کو مرغینان میں پیدا ہوئے اور ۱۴ ذی الحجہ ۵۹۳ھ/۲۸۔ اکتوبر ۱۱۹۷ء کو سمرقند میں فوت ہوئے۔ عبدالحیٔ لکھنوی نے آپ کے تعارف کا آغاز ان الفاظ میں کیا ہے۔

کان اماما فقیہا حافظاً محدثا مفسرا جامعا للعلوم ضابطا للفنون...... اصولیا ادیبا شاعرا لم ترالعیون مثلہ فی العلم والادب

[لکھنوی، عبدالحی، الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة، قدیم کتب خانہ کراچی، ص : ۱۴۱]

ہدایہ دراصل بدایۃ المبتدی کی متوسط شرح ہے۔ تیرہ سال اس کی تکمیل میں لگے۔ اس کے تراجم دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس کی درسی اہمیت وافادیت کی بنا پر متعدد حواشی اور شروح لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح اس کتاب کی احادیث کی تخریج پر بھی کئی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں۔

[تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں: اختر راہی، تذکرہ مصنفین درس نظامی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۱۹۷۸ء، ص: ۴۰۔۷۶ / گنگوہی، محمد حنیف، ظفر المحصلین باحوال المصنفین ، دار الاشاعت کراچی، ص: ۱۹۱۔۲۰۰]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ان الفاظ

سے لگایا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے شیخ کو لکھتے ہیں۔ ''خواہش ہے علماء و طلباء کے گروہ میں شامل ہو جاؤں اور تلویح کے مقدمات اربعہ کا تکرار کرتا رہوں نیز فقہ کی کتاب ہدایہ کا بھی ذکر و تکرار کیا جاتا رہے'' [مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب:۸] اس پسندیدگی کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ فقہی مسائل کے استخراج و استنباط میں یقیناً یہ فقہی ذخیرہ پیش نظر رہتا ہوگا۔ ایک فقہی مسئلہ کے لئے اس کتاب کا حوالہ ان الفاظ میں دیا ہے۔

فی جامع الرموز فی بیان کفن المرأة و فی الهدایة ......

[مکتوب امام ربانی، (فارسی) دفتر اول، مکتوب ۳۱۳، ص:۱۷۲]

(ii) فتح القدیر:

یہ ہدایہ کی مفصل شرح ہے جس میں حدیث کے حوالہ سے بڑی ہی چشم کشا بحثیں ہیں۔ علامہ کمال الدین محمد ابن ہمام (۷۹۰۔۸۶۱ھ) کتاب کے مؤلف ہیں لیکن وہ اس کتاب کو مکمل نہ کر سکے، اس لئے کتاب الزکاۃ تک ان کے قلم سے اور تکملہ قاضی زادہ شمس الدین احمد (م:۹۸۸ھ) کے قلم سے ہے۔ فتح القدیر پر ملا علی قاری نے حاشیہ لکھا اور علامہ ابراہیم (م:۹۵۶ھ) نے اس کی ایک جلد میں تلخیص کی ہے۔

[تذکرہ مصنفین درس نظامی، ص:۷۶/ معجم تراجم اعلام الفقہاء ص:۳۴۵/ قاموس الفقہ جلد اول ص:۳۸۳]

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دفتر اول کے مکتوب ۳۱۲ میں رفع سبابہ پر بحث کرتے ہوئے بڑے ہی لطیف۔ پیرائے میں ابن ہمام پر نقد کیا ہے۔

"والعجب من الشیخ ابن الهمام انه قال وعن کثیر من المشائخ عدم الاشارة وهو خلاف الروایة والدرایة کیف نسب التجهیل الی العلماء المجتهدین المتمسکین بالقیاس الذی هو الا صل الرابع من الشرع وهو ظاهر المذهب و ظاهر الروایة عند الحنفیة و هذا الشیخ قد ضعّف حدیث

القلتين باالاضطراب المحاصل من كثرة اختلاف الرواة

[مكتوبات امام ربانی ص: ۱٦٦]

(iii) حاشیہ شرح وقایہ:

یہ مولانا عصام الدین ابراہیم محمد اسفرائینی (م:۹۴۴) کا تحریر کردہ ہے۔ یہ صرف کتاب البیع تک لکھا گیا۔ علماء نے اس کو پسند کیا اور یہ مملکت روم میں متداول ہے۔ ۹۳۴ھ میں مصنف اس کی تسوید سے فارغ ہوئے۔

[جونپوری، عبدالاول، فقہ سلامی، فرید بک سٹال، لاہور، ۲۰۰۰، ص:۲۲۵]

(iv) فتاوی غیاثیہ:

غیاث الدین بلبن کی طرف منسوب "فتاوی غیاثیہ" کے مصنف شیخ داؤد بن یوسف الخطیب ہیں۔ ان کے احوال حیات کے بارے میں زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں۔

فتاوی کا یہ مجموعہ مسائل فقہ حنفیہ کو محیط ہے اور اس میں ان افکار و آراء کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے جن میں حنفی فقہ کی توثیق و وضاحت ہوتی ہے۔ یہ مجموعہ دسویں صدی ہجری تک علماء وفقہاء میں متداول تھا وہ اس سے استفادہ کرتے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی کے فقہی مسائل کا یہ بنیادی اور اہم ماخذ ہے۔ فقہاء کے اقوال آپ نے اس سے نقل کئے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔ دفتر اول مکتوب ۲۸۸ اور دفتر دوم مکتوب: ۵۴۔

[اس فتاوی کے تفصیلی تعارف کے لئے ملاحظہ فرمائیں: محمد اسحاق بھٹی، برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ۱۹۷۳، ص: ۳۳۔ ٦۰]

(v) الفتاوی التاتارخانیۃ:

یہ عالم بن علاء انصاری (م:۷۸۶ھ) کی تالیف ہے۔ کتاب کا اصل نام ''زاد المسافر'' ہے۔ مصنف اور تاتارخاں کے درمیان علمی سطح کے تعلقات پیدا ہوئے، تو ان مراسم کی بنا پر مصنف نے مقدمہ کتاب میں بھی تاتارخاں کا ذکر کیا اور کتاب اس سے منسوب کر دی۔ ۷۷۷ھ میں مؤلف نے اس کتاب کو مکمل کیا۔

مصنف فتاویٰ نے اس میں المحیط، البرہانی، ذخیرہ، خانیہ، اور ظہیریہ کے مسائل جمع کر دیئے ہیں۔ کتاب کی ترتیب ہدایہ کے ابواب کے مطابق ہے۔ [برصغیر پاک و ہند میں علم فقہ ۱۱۵۔۱۲۵/فقہ اسلامی ص:۲۳۹۔۲۴۰] اور مآخذ کی تعداد تقریباً ۵۵ ہے۔ مکتوبات کے فقہی مسائل کا اہم ترین ماخذ یہ کتاب ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: دفتر اول مکتوب: ۳۱۲، دفتر دوم مکتوب: ۵۴

[کتاب کے مزید تعارف کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ الفتاوی التاتارخانیہ جلد اول ص: ۲۳۔۴۸]

یہ کتاب داراحیاء التراث العربی، بیروت سے ۲۰۰۴ء/۱۴۲۰ھ میں ۵ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

(vi) عمدۃ الاسلام:

شیخ عبدالعزیز بن حمید دہلوی دہلی کے ایک جید عالم تھے۔ ان کی یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے جبکہ اکیاسی کتب سے فقہی مسائل کو نہایت عمدگی سے جمع کر دیا ہے، حضرت مجدد الف ثانی نے فقہی مسائل کے لئے عامۃ الناس کو اس کتاب کے مطالعہ کی تلقین فرمائی ہے [دفتر اول مکتوب ۱۹۳، ۲۹] یقیناً فارسی میں لکھی گئی یہ کتاب آپ کے زیر مطالعہ رہی ہو گی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر سراج احمد قادری نے کیا ہے اور ۲۰۰۴ء میں انڈیا سے شائع ہو چکا ہے۔ اصل فارسی متن استنبول سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔

(vii) ترغیب الصلوۃ وتیسیر الاحکام

نماز کے احکام پر مشتمل یہ فقہی ذخیرہ محمد بن احمد زاہد البونی (م: ۶۳۲ھ/۱۲۳۴) کا

مرتب کردہ ہے۔ اس مجموعہ کو ۱۰۶ مصادر سے ترتیب دیا گیا ہے، استنبول سے فارسی متن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں حضرت مجدد نے فرمایا کہ ایسی کتابیں ہر وقت پاس رکھنی چاہیں تا کہ شرعی مسائل پر عمل ہو سکے [دفتر سوم، مکتوب ۱۷]

نوٹ: مترجمین نے مکتوب مذکورہ سے ان کو دو کتابیں سمجھا اور یہ اشتباہ شیخ نور احمد امرتسری کے حاشیہ سے ہوا [ملاحظہ فرمائیں مکتوب مذکور کا حاشیہ جلد دوم، حصہ ہشتم ص:۳۹] اور بعد میں سب مترجمین نے دو کتابیں سمجھ کر ترجمہ کیا۔ مطبوعہ نسخہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک ہی کتاب ہے۔

مرتب کردہ ہے۔اس مجموعہ کو ۱۰۶ مصادر سے ترتیب دیا گیا ہے، استنبول سے فارسی متن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے۔اس کتاب کے بارے میں حضرت مجدد نے فرمایا کہ ایسی کتابیں ہر وقت پاس رکھنی چاہیں تا کہ شرعی مسائل پر عمل ہو سکے [دفتر سوم، مکتوب ۱۷]

نوٹ: مترجمین نے مکتوب مذکورہ سے ان کو دو کتابیں سمجھا اور یہ اشتباہ شیخ نور احمد امرتسری کے حاشیہ سے ہوا [ملاحظہ فرمائیں مکتوب مذکور کا حاشیہ جلد دوم، حصہ ہشتم ص:۳۹] اور بعد میں سب مترجمین نے دو کتابیں سمجھ کر ترجمہ کیا۔مطبوعہ نسخہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک ہی کتاب ہے۔

کتب تصوف

فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ

شیخ اکبر اور ابن عربی کے نام سے معروف شخصیت کا اصل نام محمد بن علی ہے۔ آپ کی ولادت ۱۷ر رمضان المبارک ۵۶۰ھ/ ۲۸ جون ۱۱۶۵ء کو اندلس کے شہر مرسیہ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق قبیلہ طے سے تھا، آپ کی ولادت کے حوالہ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بشارت دی تھی اور ولادت پر آپ کے لئے دعا فرمائی۔ ۸۰ برس کی عمر میں آپ کا وصال ۲۸ ربیع الاول ۶۳۸ ز/ ۱۶ نومبر ۱۲۴۰ء، شب جمعہ کو ہوا۔ تصوف کی تاریخ میں آپ کے بارے میں عقیدت مندوں اور حاسدوں نے غلو اور تنقیص سے کام لیا۔ مگر حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کے علوم کے ساتھ انتہائی معتدل اور متوازن رویہ ہے۔ درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

"یہ عجیب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ کے مقبول بندوں میں نظر آتے ہیں اور ان کے بیشتر علوم، جو اہل حق کی رائے کے خلاف ہیں، نادرست اور غلط معلوم ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کشفی غلطی میں معذوری ہے اور اجتہادی غلطی پر ملامت نہیں ہے۔ شیخ محی الدین کے بارے میں فقیر کا یہ ذاتی اعتقاد ہے کہ ان کو مقبولانِ الٰہی میں شامل سمجھتا ہے اور ان کے خلافی علوم کو غلط اور نقصان دہ خیال کرتا ہے۔ اس گروہ میں سے ایک جماعت ہے جو شیخ کو ملامت کرتی ہے، اور ان کے علوم کی غلطیاں بھی بیان کرتی ہے، اور دوسری جماعت ہے جو شیخ کی عقیدت مند ہے۔ اور ان کے تمام علوم کو صحیح خیال کرتی ہے اور دلائل و شواہد سے ان کا حق ہونا ثابت کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دونوں فریقوں نے افراط و تفریط کی راہ اختیار کی ہے اور

اعتدال پر نہیں ہیں۔ شیخ جو اولیائے مقبولین میں سے ہیں۔ کس طرح کشفی خطا پر رد کیے جا سکتے ہیں، اور ان کے علوم، جو راہ صواب سے دور ہیں اور اہل حق کی رائے کے خلاف ہیں کس وجہ سے قابل تقلید خیال کیے جا سکتے ہیں۔ [دفتر اول، مکتوب ۲۶۶]

آپ کی تصانیف کی فہرست ڈاکٹر محسن جہانگیری نے مرتب کی ہے۔ جن کی تعداد ۵۱۱ بنتی ہے [جہانگیری، ڈاکٹر محسن، محی الدین عربی حیات و آثار، مترجم احمد جاوید، سہیل ... ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۹۳۔۱۱۹] لیکن مکتوبات میں دو کے حوالے بکثرت ہیں۔ ان کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے۔

(i) فصوص الحکم:

محرم ۶۲۷ھ کے آخری عشرے میں دمشق میں پیغمبر ﷺ خواب میں یوں ظاہر ہوئے کہ آپ کے ہاتھ میں کتاب فصوص الحکم تھی اور آپ نے ابن عربی کو اسے لکھنے کا حکم دیا تا کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ ابن عربی نے بدل و جان فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل کی اور پورے خلوص نیت سے آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق بلا کم و کاست تحریر میں مشغول ہو گئے۔ یہ کتاب تصوف و عرفان اسلامی میں نہایت اہم اور موثر ہے اور دوسری تمام کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ اپنے زمان نگارش اور زمان اشاعت سے لے کر یہ مسلسل عرفان کے موافقین اور مخالفین دونوں کی مورد توجہ چلی آ رہی ہے خصوصاً ان لوگوں کے لیے جنھیں ابن عربی کے عرفان سے مناسبت ہے۔ بہت سوں نے اس کتاب پر شدید تنقید کی اور اس کے رد اور اس پر جرح کے لیے کتابیں لکھیں۔ تاہم بہت سے لوگوں نے کتاب کو سراہا۔ بہر حال مسلمانوں کے روحانی افکار کی تاریخ میں اس کتاب کی اثر اندازی نا قابل انکار ہے۔ ایک مدت دراز تک دنیائے اسلام کی وسعتوں خاص طور پر سرزمین ایران میں عرفان نظری کی اہم درسی کتابوں

میں شمار ہوتی رہی ہے اور مدتوں بڑے بڑے اہل علم استاد اور مدرس نہایت ذوق وشوق سے دانشگاہوں، درسگاہوں میں اعلیٰ سطح پر اس کی تعلیم وتدریس میں مشغول رہے ہیں۔ ذی علم اور شارحین پورے اعتقاد اور یقین کے ساتھ نہایت دقت نظر سے اور دل لگا کر اس کی شرحیں کرتے رہے ہیں۔ نتیجۃً فصوص کی بہت سی شروح عربی، فارسی، ترکی اور دوسری اسلامی زبانوں میں منصہ شہود پر آ گئیں جن کی تعداد محققین کی گنتی کے مطابق سو کو پہنچتی ہے جن میں معتبر ترین شرحیں شرح مویدالدین جندی، عبدالرزاق کاشانی، داؤد قیصری، عبدالرحمٰن جامی، عبدالغنی نابلسی، رکن الدین شیرازی اور آخر میں ابوالعلیٰ عفیفی ہیں۔

[لطیف اللہ، پروفیسر، تصوف اور سریت، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۶، ص: ۸۰۔۸۱]

بعض احباب نے اس کے اردو ترجمے پیش کرنے کی بھی کوشش کی ان میں عبدالغفور دوستی، مولوی سید مبارک علی اور محمد عبدالقدیر صدیقی شامل ہیں۔ [ابن عربی، محمد بن علی، فصوص الحکم، مترجم محمد عبدالقدیر صدیقی، نذیر سنز پبلشرز لاہور، ۱۹۹۲، ص: مقدمہ از مترجم]

(ii) فتوحات مکیہ:

حضرت شیخ اکبر نے اس کتاب کا آغاز ۵۹۹ھ میں کیا، دفتر اول اس سال مکمل ہو گیا مگر کتاب کی تکمیل ۳۵ سال میں، وفات سے دو سال قبل ۲۴ ربیع الاول چہار شنبہ، ۶۳۶ میں ہوئی۔ یہ اپنے موضوع کی بلندی، افکار کی ندرت، زبان وبیان کی بلاغت جگہ جگہ کتاب وسنت سے استشھاد کی وجہ سے عقلوں کو شکار کرنے والی کتاب ہے۔ فتوحات مکیہ میں ارباب تصوف کے احوال ومعاملات کی توضیح وتشریح وحدت الوجودی انداز فکر کے ساتھ کی گئی ہے۔ شیخ اکبر نے تمام اصول تصوف وعرفان، خصوصاً مسئلہ وحدت الوجود کو قواعد عقلی اور اصول علمی کی صورت میں پیش کیا ہے۔ فتوحات مکیہ کو تصوف کی جامع اور مبسوط کتاب تسلیم کیا گیا ہے۔ خود ابن عربی

کا کہنا ہے کہ ماضی میں ایسی کتاب لکھی گئی نہ مستقبل میں لکھی جائے گی۔اس کا مکمل اردو ترجمہ آج تک نہیں ہوا۔ مولوی فضل محمد خاں نے کچھ حصہ مکمل کیا تھا سیرت فاؤنڈیشن لاہور نے اسے شائع کیا۔ فاروق القادری آج کل اس کو اردو میں منتقل کر رہے ہیں۔[تفصیلات محمد فاروق القادری کے ترجمے کی پہلی جلد، ڈاکٹر محسن جہانگیری کی کتاب اور شمس بریلوی کے مقدمہ نفحات الانس سے لی گئی ہیں]اول الذکر کتاب (فصوص) ضخامت میں کم مگر ثانی الذکر سے زیادہ مقبول ہے۔)

حضرت شیخ مجدد الف ثانی کا تصوف کی دنیا میں یہ عظیم ترین کارنامہ ہے کہ ابن عربی کی ان کتابوں سے غلط نتائج اخذ کرنے والوں پر سخت تنقید کی، اور ابن عربی سے اصولی اختلافات کرتے ہوئے اپنی فکر کو مربوط انداز میں پیش کیا، لیکن حضرت شیخ اکبر کی اولیات اور مقام ومرتبہ کا اعتراف بھی برملا کیا۔

(iii) غنیۃ الطالبین:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷۰ھ۔۵۶۱ھ) کا علم وعرفان میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین مقام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ طالبان حق کی راہنمائی کے لئے جو راہنما خطوط آپ نے وضع فرمائے وہ آج بھی قابل تقلید ہیں۔ اسلامی اخلاق وتصوف اور آداب اسلامی پر بہترین کتاب ہے۔ اردو میں اس کے متعدد ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ بطور ماخذ مکتوبات میں اس کتاب، کا حوالہ دو جگہ آیا ہے۔ ایک مقام پر غنیہ کی ایک عبارت کی وضاحت کی ہے اور دوسری جگہ بدعتی گروہوں کی تفصیل بیان کی ہے۔

[مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب ۶۷]

(iv) المُنقِذُ مِنَ الضَّلال:

امام غزالی کی یہ کتاب، آپ کے روحانی سفر کی داستان ہے۔ اس میں آپ نے

فلسفیوں اور اہل کلام کی کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے۔اور وسعت مطالعہ، بصیرت اور ذاتی تجربہ کی بناء پر اپنے خیالات اور جذبات کو بیان کرنے میں انتہائی کامیاب رہے ہیں۔اس مختصر رسالہ کو احیاء العلوم کی کلید کہا جاسکتا ہے۔اس کتاب کا انگریزی ترجمہ سید حسن محمود کرمانی نے کیا جو مجلّہ ''معارف اولیاء'' میں شایع ہو چکا ہے۔

مکتوبات میں فلاسفہ کے رد میں امام غزالی کے افکار کو نقل کرنے کے حوالہ سے اسے بطور ماخذ استعمال کیا گیا ہے۔

(vi) احیاء علوم الدین

امام غزالی کی معرکتہ الآ را تصنیف، جس کی شہرت عالم اسلام کے ہر مکتب فکر میں ہے، خانقاہوں اور مدارس میں اس کی اثر انگیزی صدیاں گذرنے کے باوجود کم نہیں ہوئی۔ اس کتاب کے عنوانات پر غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا کوئی عنوان اسلام کی بنیادی تعلیمات سے ہٹ کر نہیں ہے جو اس بات کا مظہر ہے کہ تصوف میں عجمی یا غیر اسلامی عناصر کا کوئی دخل نہیں۔

محسوس ہوتا ہے کہ حدیث اور تصوف کے حوالے سے مختلف مضامین کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔

(iv) عوارف المعارف

شیخ الاسلام شہاب الدین سہروردی (۵۳۹ھ۔۶۳۲ھ) کی نامور تصنیف جس کا شمار تصوف کی امہات کتب میں ہوتا ہے۔اس کتاب کا ہر باب عموماً نص قرآنی سے شروع ہوتا ہے اس کے بعد اس کی تشریح فرماتے ہیں اور اس کی تائید میں آثار واخبار پیش فرماتے ہیں۔۶۳

ابواب پر مشتمل اس پوری کتاب کا تقریباً یہی اسلوب ہے۔ عربی زبان میں لکھی گئی اس کتاب کے فارسی، ترکی اور اردو زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے متعدد اقتباسات نقل فرمائے، بعض مقامات پر ان کی تشریح کی اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی آراء سے اختلاف بھی کیا۔ چند مقامات ملاحظہ فرمائیں۔

(دفتر اول، مکتوب:۲۹۳)(دفتر سوم، مکتوب:۹۰)(دفتر سوم، مکتوب:۱۱۸)

(vii) نفحات الانس:

نور الدین عبدالرحمٰن جامی ۸۱۷ھ میں خراسان کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ ۸۱ سال کی عمر میں ۸۹۸ھ میں ہرات میں وفات پائے۔ آپ کا شمار نقشبندی سلسلہ کے اکابرین میں ہوتا ہے۔ آپ کی عربی و فارسی زبان میں منظوم و منثور کتب کی تعداد ۴۸ ہے۔ درس نظامی کے طلباء میں آپ کی شہرت فوائد الضیائیہ فی شرح الکافیہ، جو شرح جامی کہلاتی ہے، سے ہے۔ آپ کی تصانیف میں ۸۰ فیصد کا موضوع عرفانیات ہے۔

آپ کی تصانیف میں سے نفحات الانس بھی مکاتیب امام ربانی کا ایک ماخذ ہے۔ یہ کتاب ۶۰۰ صوفیہ کے تذکار پر مشتمل ہے۔ یہ ایک جہت سے شیخ الاسلام خواجہ عبیداللہ ہروی کی کتاب طبقات الصوفیہ کا ترجمہ اور دوسری جہت سے مفید اضافہ جات کی وجہ سے ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے اس کو تین سال کی مدت میں ۸۸۳ھ میں مکمل کیا۔ اس کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ آپ نے صوفیہ کی تاریخ ہائے ولادت اور وفات رقم کرنے کا اہتمام کیا ہے، اس کتاب کا مقدمہ اسے دیگر طبقات صوفیہ کی کتب سے ممتاز کرتا ہے۔ اس مقدمہ میں آپ نے تصوف کے اہم مسائل اور مشہور و معروف مصطلحات کو بڑی صراحت سے بیان کر دیا ہے۔ اس سے قاری کے لئے اس فن کی کتب سمجھنے میں آسانی و

سہولت ہوتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفیہ کے اقوال واحوال کے نقل میں اسے بطور ماخذ ہی استعمال نہیں کیا بلکہ اس کے بعض مقامات کی تشریح وتفصیل بھی بیان کی ہے۔ لیکن غالباً دفتر اول ہی میں اس کتاب کے حوالہ جات آئے ہیں۔ اس کے لئے ایک عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

مکتوب ۲۰۰ میں ملا شکیبی کو جواب تحریر فرماتے ہوئے ابتدا میں لکھتے ہیں۔ ''آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ نفحات کی مغلق اور مشکل عبارات کی شرح فرمادیں اس بنا پر چند کلمے لکھنے کی جرأت کرتا ہوں''۔

مکتوباتِ امامِ ربانی کے شعری مآخذ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے مکتوبات میں مناسب مقامات پر ضرورت کے مطابق فارسی اور عربی اشعار کو بھی نقل کیا ہے۔ آپ کو شعری ذوق غالباً اپنے استاد حدیث شیخ یعقوب کشمیری سے ملا، اس ذوق کا نتیجہ ہے کہ مکتوبات میں فارسی اور عربی کے معروف شعراء کے تقریباً ۲۵۰ فارسی اور عربی کے ۳۰، اشعار موجود ہیں۔ بلکہ اس جہت سے مکتوبات کا مطالعہ کریں تو یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ بعض اشعار حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے ہیں۔ راقم نے جناب آغا عمر جان دامت برکاتہم العالیہ سے اس حوالہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے شعر نہیں کہے مگر مکتوبات میں اس بات کا اشارہ موجودہ ہے کہ آپ نے اشعار کہے ضرور مگر بہت ہی کم۔ آپ کا یہ ذوق آپ کے خاندان کے افراد اور سلسلہ عالیہ سے وابستہ لوگوں میں منتقل ہوا تو شیخ عبدالاحد...... آپ کے پوتے...... ''استاد شعر ریختہ'' قرار پائے اور حضرت مظہر جان جاناں اردو غزل کے ''نقاش اول'' ٹھہرے۔ ان افراد نے شعری ادب کی تطہیر کا وہ فریضہ انجام دیا کہ اردو زبان کو مجددی اصحاب کے اس سعی کا شکر گذار ہونا چاہیے اور

اردو زبان وادب کی تاریخ لکھنے والوں نے اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔

اس مضمون میں ان فارسی اور عربی اشعار کو نقل کیا گیا ہے جو مکتوبات میں مختلف مقامات پر درج ہوئے ہیں۔ بعض اشعار کئی مقامات پر نقل ہوئے ہیں یہاں ان کا صرف ایک مقام سے حوالہ دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کا اہتمام بھی کیا کہ اشعار کی تخریج ہو سکے۔ اگر کسی شعر کا ایک مصرعہ مکتوبات میں نقل ہوا تو اصل کتاب کی مدد سے حوالہ کے ساتھ اس کا دوسرا حصہ بھی نقل کر دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ضمیمہ سوم

(i) مثنوی:

جلال الدین محمد رومی (۱۲۰۸ء/۶۰۴ھ) بلخ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق سے جا ملتا ہے۔ مولائے روم کی شہرت ''مثنوی'' سے ہے۔ جسے آپ نے حسام الدین کی فرمائش پر لکھا۔ آپ کی اس مثنوی کو جو شہرت ملی وہ فارسی زبان کی کسی اور کتاب کو نہ مل سکی۔ اس مثنوی کی بنیاد پر آپ کے افکار پر اتنا کام ہوا کہ اسے الگ سے ''رومی شناسی'' کہا جاتا ہے۔ ترکی، ایران، کے ماہرین رومی Rumio logists نے جتنا کام کیا اردو میں اس کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہے، ''مثنوی معنوی'' کو ''قرآن بزبان فارسی'' کہا جاتا ہے۔ غالباً صوفیانہ ادب کی واحد کتاب ہے جس کے شروح تراجم، اور طباعتوں کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ ان پر مشتمل ایک ترک رومی شناس محمت اوندر نے دو جلدوں پر ایک جامع کتابیات کی فہرست مرتب کی ہے۔ مغرب میں مثنوی نکلسن (م:۱۹۴۵ء) کی کوششوں سے پہنچی۔ [تفصیلات کے لئے دیکھئے محمد اکرام چغتائی (مرتب)، مولانا جلال الدین رومی حیات وافکار، سنگ میل لاہور، ۲۰۰۴ء، افضل اقبال، ڈاکٹر، مولانا رومی حیات وافکار، مترجم، بشیر محمود اختر، ادارہ ثقافت اسلامیہ

لاہور،۱۹۹۱]

مکتوبات امام ربانی کا ایک اہم ماخذ دینائے علم وعرفان کی یہ معروف مثنوی بھی ہے۔ چونکہ مولانا رومی کے اشعار عرفانیات کے موضوع پر بے مثال ہیں، فلسفہ کی بے بسی و بے کسی کی تصویر ان میں جھلکتی ہے، اور سمجھانے کا اسلوب دل نشین ہے اس لئے مکاتیب میں بکثرت موقع محل کی مناسبت سے اشعار مثنوی نقل کئے گئے ہیں۔

(ii) دیوان حافظ

شمس الدین محمد حافظ (۷۲۶ھ۔۷۹۲ھ) اصفہان کے رہنے والے تھے۔ فارسی شعراء میں بلند مقام کے حامل شاعر ہیں۔ کلام میں آفاقیت کے مضامین کے ساتھ ساتھ تصوف وسلوک کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ آپ کے کلام میں تصوف کی اصطلاحات بکثرت ملتی ہیں۔

اقبال بھی ایک جہت سے حافظ سے متاثر ہیں لکھتے ہیں: ''جب میں حافظ کے رنگ میں ہوتا ہوں تو اس کی روح میرے اندر حلول کر جاتی ہے اور میری شخصیت اس کے اندر جذب ہو جاتی ہے اور میں خود حافظ بن جاتا ہوں''۔ [ایرانی ادب۔ص:۱۶۷۔۱۶۸]

انہیں عرفانی مضامین کی بنیاد پر حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اشعار مکتوبات میں نقل فرمائے۔

(iii) کلیات عراقی:

شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی (۶۱۰ھ۔۶۸۸ھ) ھمدان کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور داماد تھے محی الدین ابن عربی کے نظریہ تصوف کے پرجوش حامی تھے اور آخری آرام گاہ بھی انہیں کے پہلو میں بنائی گئی۔

عراقی صرف شاعر نہ تھے ایک بہت بڑے عارف اور صوفی بھی تھے۔ شاعری کے ذریعہ اپنی اس فکر کی ترویج و تبلیغ کی۔ اسی وجہ سے مکتوبات میں آپ کے اشعار حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمائے۔ [ظہور الدین احمد، ڈاکٹر، ایرانی ادب، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان ۱۹۹۶، ص: ۱۵۳۔۱۵۷]

(iv) قصیدہ بردہ:

امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری (۶۰۹ھ۔۶۹۶) دنیائے عشق و محبت کی نامور حدی خواں ہیں نوعمری ہی سے شاعری کا شوق تھا۔ فالج کا عارضہ لاحق ہوا تو بارگاہ رسالت مآب میں ہدیہ نعت پیش کیا جو انعام نبوی کی بناء پر قصیدہ بردہ کے نام سے معروف ہوا۔ مگر اس کا اصل نام الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ ہے۔ اس قصیدہ کے تراجم دنیا کی اکثر زبانوں میں ہو چکے ہیں اور اردو، عربی، فارسی میں کئی شروح لکھی جا چکی ہیں۔

قصیدہ کے اشعار کی تعداد ۱۶۲ ہے۔

[تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمایئے۔ عبدالحکیم شرف قادری، تقدیم قصیدہ بردہ شریف مکتبہ قادریہ لاہور، ۲۰۰۴ ص: ۳۰۔۳۳ ر سید محمد احمد قادری، طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۸، ص: ۶۔۳۹]

حضرت مجدد الف ثانی نے دو مقامات پر قصیدہ بردہ کے اشعار نقل کئے ہیں۔

ضمیمہ اول: آیاتِ قرآنی

1۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾
(النحل) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۸)

2۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ (بقرہ)
(دفتر دوم، مکتوب: ۹۶)

3۔ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الصافات) (دفتر دوم، مکتوب: ۹)

4۔ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَاۗءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ (اعراف) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۲)

5۔ اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ (النحل) (دفتر دوم مکتوب: ۱۰)

6۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (یوسف) (دفتر اول، مکتوب: ۲۹۰)

7۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ (المومن) (دفتر اول مکتوب: ۶)

8۔ اِذَا السَّمَاۗءُ انْشَقَّتْ ۙ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۙ﴿۲﴾ (انشقاق)
(دفتر اول، مکتوب: ۱۶۶۔ دفتر سوم، مکتوب: ۵۷)

9۔ اِذَا السَّمَاۗءُ انْفَطَرَتْ ۙ﴿۱﴾ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۙ﴿۲﴾ (انفطار) (دفتر سوم، مکتوب: ۵۷)

10۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۽﴿۱﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۽﴿۲﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۽﴿۳﴾ (تکویر)
(دفتر اول مکتوب: ۲۶۶۔ دفتر سوم، مکتوب: ۵۷)

11۔ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الصف) (دفتر سوم، مکتوب: ۹۶)

12- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (النساء) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۵۲)

13- يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ (سبا) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۴)

14- ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰھَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْھُمْ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاۗءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (بقرۃ)

(دفتر اول، مکتوب، ۸۰)

15- اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (المومنون) (دفتر اول، مکتوب: ۹۸)

16- اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰي عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰي سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰي بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (جاثیہ) (دفتر اول، مکتوب: ۱۵۴)

17- اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس)

(دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰۔ دفتر سوم، مکتوب: ۳۳)

18- لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (مجادلۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۲۳)

19- اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝ (حم السجدۃ)

(دفتر سوم، مکتوب: ۳۲)

20۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ (رعد) (دفتر اول، مکتوب:۲۶۶۔ دفتر اول مکتوب:۹۲)

21۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ (زمر)

(دفتر اول مکتوب:۱۰۹۔ دفتر اول، مکتوب:۱۷۱۔ دفتر اول، مکتوب:۱۷۴۔ دفتر اول، مکتوب ۲۴۳)

22۔ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ (توبہ) (دفتر اول، مکتوب:۴۴۔ دفتر اول، مکتوب ۷۹)

23۔ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (اعراف)

(دفتر اول مکتوب:۱۹۱۔ دفتر اول مکتوب ۲۴۸۔ دفتر اول مکتوب:۲۵۱)

24۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ (انعام)

(دفتر اول، مکتوب:۲۶۶)

25۔ اَلَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ (انبیاء)

(دفتر اول، مکتوب:۳۰۲)

26۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (بقرۃ)

(دفتر دوم، مکتوب:۹۹)

27۔ اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (نور)

(دفتر سوم، مکتوب:۴۱)

28۔ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ

قَالُوْا بَلٰی ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ (اعراف)

(دفتر سوم، مکتوب: ۹۲۔ دفتر سوم مکتوب: ۱۱۸)

29۔ وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

30۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ (سجدہ) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۷)

31۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (نور) (دفتر اول، مکتوب: ۲۳۴)

32۔ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (بقرۃ)

(دفتر دوم، مکتوب: ۵۰)

33۔ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (زمر)

(دفتر سوم، مکتوب: ۳۱)

34۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰۤی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ (شوریٰ)

(دفتر اول، مکتوب: ۱۹۲۔ دفتر دوم مکتوب: ۴۶)

35۔ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ (الحج)

(دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰)

36۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ (زمر) (دفتر سوم، مکتوب: ۲۴)

37۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۝ (فرقان) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۹)

38۔ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ (المومن) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

39۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ (زمر) (دفتر دوم، مکتوب: ۲۳)

40۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (ہود) (دفتر اول، مکتوب: ۲۲۱)

41۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۗ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (مائدة) (دفتر اول، مکتوب ۲۶۰)

42۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ (لقمان) (دفتر اول، مکتوب: ۱۲۷)

43۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝ (حجرات) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۷)

44۔ كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ (العلق) (دفتر دوم مکتوب: ۶۲)

45۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (فتح) (دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲)

46۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

مُّهِيْنًا۝ (احزاب) (دفتر اول، مکتوب: ۲۵۱۔ دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

47۔ اُتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۝ (العنکبوت) (دفتر اول، مکتوب: ۸۵)

48۔ وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا۝ (النجم) (دفتر دوم، مکتوب: ۶۸)

49۔ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝ (الحدید) (دفتر اول، مکتوب: ۲۹۱)

50۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ۝ (محمد) (دفتر سوم مکتوب: ۲۳)

51۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا۝ (النساء) (دفتر سوم، مکتوب: ۳)

52۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ۝ (الرعد) (دفتر اول، مکتوب: ۳۲)

53۔ وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۝ (العنکبوت) (دفتر اول، مکتوب: ۲۰۸)

54۔ وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۝ (بقرة) (دفتر دوم، مکتوب: ۹۹)

55۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا۝ (النساء) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۹)

56۔ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ۝ (النمل) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۱)

57۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ۚ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ

مَقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ (آل عمران) (دفتر دوم، مکتوب: ۷۲)

58- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (الحجرات) (دفتر اول، مکتوب: ۳۰- دفترب اول، مکتوب: ۱۰۷)

59- اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ (النجم) (دفتر اول، مکتوب: ۲۳۹- دفتر سوم، مکتوب: ۲۸)

60- وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ (اعراف) (دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

61- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾ (الحج) (دفتر اول، مکتوب: ۷۴)

62- اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ (الکوثر) (دفتر اول، مکتوب: ۲۵۶)

63- اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ (الحجر)
(دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷)

64- اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾ (الطور) (دفتر اول، مکتوب: ۳۰۲)

65- اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾ (ق)
(دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۷)

66- وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾ (النساء) (دفتر اول، مکتوب: ۱۷۴)

67- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَ

تَصۡفَحُوۡا وَ تَغۡفِرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ﴿۱۴﴾ (التغابن) (دفتر اول، مکتوب: ۱۳۸)

68۔ اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا﴿۱۹﴾ (مزمل) (دفتر اول، مکتوب: ۲۷۵)

69۔ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِىۡ مُسۡتَقِيۡمًا فَاتَّبِعُوۡهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ ؕ ذٰلِكُمۡ وَصّٰٮكُمۡ بِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ﴿۱۵۳﴾ (انعام) (دفتر اول، مکتوب: ۴۱)

70۔ اِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ ؕ وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ۙ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ﴿۱۴۱﴾ (آل عمران) (دفتر دوم، مکتوب: ۹۹)

71۔ وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ﴿۴۷﴾ (الحج) (دفتر سوم، مکتوب: ۳۸)

72۔ اِنَّاۤ اَخۡلَصۡنٰهُمۡ بِخَالِصَةٍ ذِكۡرَى الدَّارِ ۚ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ الۡاَخۡيَارِ ؕ﴿۴۷﴾ (ص) (دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰)

73۔ اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ (الکوثر) (دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲)

74۔ قُلۡ مَنۡ يَّرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوۡ اِيَّاكُمۡ لَعَلٰى هُدًى اَوۡ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴿۲۴﴾ (سبا) (دفتر سوم، مکتوب: ۳۲)

75۔ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسۡجُدَ اِذۡ اَمَرۡتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ مِّنۡهُ ۚ خَلَقۡتَنِىۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ﴿۱۲﴾ (اعراف) (دفتر دوم، مکتوب: ۹۸)

76۔ اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ﴿۷۲﴾ (احزاب) (دفتر اول، مکتوب: ۲۸۷)

77۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ؕ﴿۱۵۶﴾ (بقرہ)

(دفتر اول، مکتوب: ۲۹۹۔ دفتر دوم، مکتوب: ۱۴۔ دفتر سوم، مکتوب: ۱۷)

78۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰـفِظُوۡنَ﴿۹﴾ (الحجر) (دفتر اول، مکتوب، ۲۰۹)

79۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ﴿۴﴾ (القلم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱)

80۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (یٰس) (دفتر اول، مکتوب، ۴۱)

81۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (زمر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)

82۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝

(حدید) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳۲)

83۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (توبۃ)

(دفتر سوم، مکتوب، ۲۲)

84۔ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (یوسف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

85۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ (واقعۃ)

(دفتر سوم، مکتوب، ۴)

86۔ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ (مجادلۃ)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۸۶)

87۔ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (القصص) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۱۸)

88۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (بقرۃ)

(دفتر سوم، مکتوب، ۸۰)

89۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ

ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ (بقرۃ) (دفتر سوم، مکتوب: ۸۸)

90۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾ (الانعام) (دفتر دوم، مکتوب، ۴۲)

91۔ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸۱)

92۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِیًّا ﴿۸﴾ (مریم) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

93۔ قَالَتْ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِیًّا ﴿۲۰﴾ (مریم) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

94۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۱۶﴾ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۳)

95۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ (ہود) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۱)

96۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۰﴾ (الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۶)

97۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ (المجادلۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۲۳)

98۔ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)

99۔ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝ (ص) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

100۔ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ (حم السجدۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۵٦)

101۔ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ (مومنون) (دفتر اول، مکتوب، ۲٦٦)

102۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الانفال)
(دفتر اول، مکتوب، ۲٦٦)

103۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (یونس) (دفتر اول، مکتوب، ۱۲۱)

104۔ الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ (ابراہیم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۱)

105۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (الانفال) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۰)

106۔ تَعْرُجُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ (المعارج)
(دفتر اول، مکتوب، ۲۱۰)

107۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْــَٔـلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
(بقرۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹٦)

108۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ (فاطر) (دفتر دوم، مکتوب، ۷۴)

109۔ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (النحل)

110۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ (النجم) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۱۱)

111۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ (التین) (دفتر اول، مکتوب، ۶۴)

112۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل)

(دفتر اول، مکتوب، ۶۳)

113۔ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (الواقعۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۹)

114۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا

اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ (آل عمران) (دفتر سوم: مکتوب: ۸۲)

115۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدہ)

(دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰)

116۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ

الْمُسْرِفِیْنَ (الاعراف) (دفتر سوم، مکتوب ۱۷)

117۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ اِطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ

انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ (الحج)

(دفتر اول، مکتوب، ۲ ۱۳۔ دفتر دوم، مکتوب: ۹۸)

118۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ

الْعٰلَمِیْنَ (حم السجدۃ) (دفتر دوم، مکتوب: ۷۶)

119۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ

هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۷۰)

120۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (جمعۃ)

(دفتر اول، مکتوب: ۹۔ دفتر اول مکتوب: ۱۶)

121۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا

سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی

التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ

يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّ
اَجۡرًا عَظِيۡمًا ۝ (الفتح) (دفتر اول، مکتوب، ۳۶)

122- وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰـكِنۡ
لِّيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِىۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّيۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَيۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا
ثُمَّ ادۡعُهُنَّ يَاۡتِيۡنَكَ سَعۡيًا ؕ وَاعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ۝ (بقرة) (دفتر دوم، مکتوب، ۲۱)

123- فَتَعٰلَى اللّٰهُ الۡمَلِكُ الۡحَـقُّ ۚ وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يُّقۡضٰٓى اِلَيۡكَ وَحۡيُهٗ ۖ وَقُلْ رَّبِّ
زِدۡنِىۡ عِلۡمًا ۝ (طٰہٰ) (دفتر دوم، مکتوب، ۷۶)

124- اِذۡ اَوَى الۡفِتۡيَةُ اِلَى الۡكَهۡفِ فَقَالُوۡا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَـنَا مِنۡ اَمۡرِنَا
رَشَدًا ۝ (کہف) (دفتر دوم، مکتوب، ۵۰)

125- رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ وَاتَّبَعۡنَا الرَّسُوۡلَ فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ ۝ (آل عمران)
(دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

126- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّكَفِّرَ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ
وَيُدۡخِلَكُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُۙ يَوۡمَ لَا يُخۡزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ
نُوۡرُهُمۡ يَسۡعٰى بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَـنَا نُوۡرَنَا وَاغۡفِرۡ لَـنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ
شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝ (تحریم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

127- وَمَا لَـكُمۡ لَا تُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَالۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ
الَّذِيۡنَ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ الظَّالِمِ اَهۡلُهَا ۚ وَاجۡعَلْ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ
اجۡعَلْ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ نَصِيۡرًا ۝ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)

128- وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا فِىۡۤ اَمۡرِنَا وَثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا
وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۸)

129- وَالَّذِيۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَـنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا
تَجۡعَلۡ فِىۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ۝ (الحشر) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۷)

130- قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِينَ ﴿٨٩﴾ (الاعراف) (دفتر دوم، مکتوب ۳۸)

131- وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ ۖ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٧﴾ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب ۳۰۹)

132- قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب ۳۰۲)

133- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب ۱۳۲)

134- لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِينَ ﴿٢٨٦﴾ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب ۲۵۱)

135- مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ (فتح) (دفتر دوم، مکتوب ۳۶)

136- رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب ۳۶)

137- وَالسّٰبِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهٰجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

الْعَظِيْمُ ؈ (توبہ) (دفترِ دوم، مکتوب ۳۶)

138۔ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ؁ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ؁ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؁ (صافات) (دفترِ سوم، مکتوب، ۲۳)

139۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ؈ (بقرۃ) (دفترِ سوم، مکتوب، ۶۱)

140۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ؈ (فتح) (دفترِ سوم، مکتوب، ۹۴)

141۔ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؈ (حٰم السجدہ) (دفترِ سوم، مکتوب، ۱۰۰)

142۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ؁ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ؈ (الاعراف) (دفترِ اول، مکتوب، ۲۶۶)

143۔ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ؈ (القصص) (دفترِ اول، مکتوب، ۲۳۸)

144۔ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ؁ (طلاق) (دفترِ اول، مکتوب، ۲۵۶)

145۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ؈ (بقرہ) (دفترِ اول، مکتوب، ۴)

146۔ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ؈ (نمل) (دفترِ سوم، مکتوب، ۵۸)

147۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ (الروم (دفتر اول، مکتوب، ۲۹۹)

148۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ تَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (توبۃ)
(دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

149۔ وَ قَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّ ادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَ مَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (یوسف)
(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

150۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۴۱)

151۔ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝
(الحاقۃ) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)

152۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝
(الاحقاف) (دفتر سوم، مکتوب، ۷)

153۔ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ (المعارج) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۹)

154۔ هُوَ الَّذِيْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ (الحشر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸۶)

155۔ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ (النجم)
(دفتر اول، مکتوب، ۱۹۷)

156۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (المائدة)
(دفتر سوم، مکتوب، ۸۸)

157۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ (الم نشرح) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۴)

158۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (فرقان) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۷)

159۔ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (بقرة)
(دفتر دوم، مکتوب، ۴۶)

160۔ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ
بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ۹۶)

161۔ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۷)

162۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الذاریات) (دفتر اول، مکتوب، ۱۵۵)

163۔ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى
الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ
وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ (حجرات) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

164۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا
وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (التغابن) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۴)

165۔ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا
بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ (حم السجدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)

166۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (نحل) (دفتر دوم، مکتوب، ۵۸)

167۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۱)

168۔ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (ابراہیم) (دفتر سوم، مکتوب، ۹۲)

169۔ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۷۳)

170۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۫ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَىٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۴)

171۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۚ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ؕ بِئْسَ الشَّرَابُ ؕ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا (الکہف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۹۔ دفتر سوم، مکتوب ۲۴)

172۔ فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (انعام) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۱)

173۔ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۵)

174۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (الحج) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۷)

175۔ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (آل عمران)(دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۷)

176۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (النجم)(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۰۔ دفتر دوم، مکتوب: ۹۱)

177۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (توبہ)

(دفتر سوم، مکتوب، ۱۱۸)

178۔ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى (طٰہٰ)(دفتر سوم، مکتوب، ۱۷)

179۔ وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَى إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا (فرقان)(دفتر دوم، مکتوب، ۹۴۔ دفتر دوم، مکتوب: ۹۹)

180۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون)

(دفتر اول، مکتوب، ۸۵)

181۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (الشمس)(دفتر اول، مکتوب، ۴۲)

182۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (المائدۃ)(دفتر سوم، مکتوب، ۷۷)

183۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (الممتحنۃ)(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

184۔ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِذْ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى بَشَرٍ مِنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ أَنْزَلَ

الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ۝۹۱ (الانعام)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۰۴)

185۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۲۴ (توبہ)

(دفتر سوم، مکتوب، ۱۸)

186۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝۱۱۰ (الکہف)

187۔ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ۝۸۴ (بنی اسرائیل)

(دفتر سوم، مکتوب، ۵۳)

188۔ ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ؕ وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۲۳ (شوریٰ)

(دفتر سوم، مکتوب: ۵۶۔ دفتر اول، مکتوب، ۲۰۴)

189۔ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱ (نور) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

190۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ (نور) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۱)

191۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا (الکہف) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)

192۔ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

193۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (التحریم) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۷)

194۔ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ (مائدۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۵)

195۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ (شوریٰ) (دفتر اول، مکتوب، ۳۶)

196۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (کہف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۰)

197۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (ابراہیم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳)

198۔ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (الروم)
(دفتر اول، مکتوب، ۸۰)

199۔ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (القصص) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)

200۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران)
(دفتر اول، مکتوب، ۸۹)

201 - يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۚ (الرحمٰن)

(دفتر اول، مکتوب، ۱۶)

202 - كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۴۴)

203 - قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝ (شعراء)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۵۹)

204 - وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الزمر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۷۴)

205 - وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ (ابراہیم)

(دفتر اول، مکتوب، ۶۱)

206 - ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝

(الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۹)

207 - مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ۝ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

208 - لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ۚ (المدثر) (دفتر اول، مکتوب، ۱۱ - دفتر سوم، مکتوب ۷۵)

209 - فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ (ابراہیم)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

210 - لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (انعام)

(دفتر دوم، مکتوب، ۶)

211 - لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (انعام) (دفتر سوم، مکتوب، ۹۶)

212 - خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ (بقرۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۷)

213 - لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ۞ (الانبیاء) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)

214 - وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۞ (الحدید) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

215 - وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۞ (فرقان)
(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

216 - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۞ (التحریم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

217 - لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۞ (الواقعۃ) (دفتر سوم، مکتوب، ۴)

218 - الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۞ (ابراہیم) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۱)

219 - وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۞ (فرقان) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۴)

220 - لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۞ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۞ (التین)
(دفتر اول، مکتوب، ۹۹)

221 - لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۞ (فتح) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

222 - لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۞ (الکافرون) (دفتر اول، مکتوب، ۴۷)

223 - يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۞ (مومن) (دفتر اول، مکتوب، ۷۴)

224 - لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۞ (المائدۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۵۰)

225 ۔ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ (الانفال) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)

226 ۔ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ (شوریٰ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸۰)

227 ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (فتح) (دفتر اول، مکتوب، ۵۴)

228 ۔ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر) (دفتر اول، مکتوب، ۳۸)

229 ۔ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۱۶۲)

230 ۔ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (یوسف)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

231 ۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ (النجم) (دفتر اول، مکتوب، ۱۲۹)

232 ۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (القصص)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۵۹)

233 ۔ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ (مائدۃ)

(دفتر دوم، مکتوب، ۲۳)

234۔ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝ (ق) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۷)

235۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیْمًا ۝ (نساء)
(دفتر اول، مکتوب، ۷۰)

236۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا ۚ ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (المجادلۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۸)

237۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ۙ (نور) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳۴)

238۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ۚۖ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ۝ۧ (فتح) (دفتر دوم، مکتوب، ۲۴)

239۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا ؕ وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ۝ (حٰم السجدۃ)
(دفتر اول، مکتوب، ۱۱۸)

240۔ مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ ؕ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (العنکبوت)
(دفتر اول، مکتوب، ۴۵)

241۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا ۝ (نساء)
(دفتر اول، مکتوب، ۷۰)

242۔ وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ وَعْدَہٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ بِاِذْنِہٖ ۚ حَتّٰیٓ اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ

وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ (آل عمران)
(دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

243- اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ (نور) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۱)

244- هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ (دہر)
(دفتر سوم، مکتوب، ۵۳)

245- هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ (رحمٰن) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۳)

246- يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ (ق) (دفتر اول، مکتوب، ۶)

247- هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳﴾ (الحدید)
(دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

248- وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ (مومن) (دفتر اول، مکتوب، ۱۸)

249- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾ (المائدۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۵۰)

250- وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ (عنکبوت) (دفتر سوم، مکتوب، ۸۸)

251- وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (بقرۃ) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰)

252- وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ (مزمل) (دفتر اول، مکتوب، ۲۲۱)

253۔ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۞ (العلق) (دفتر اول، مکتوب، ۲۸۷)

254۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۞ (کہف) (دفتر اول، مکتوب، ۱۵۶)

255۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۞ (الحجر) (دفتر اول، مکتوب، ۹۷)

256۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ (توبہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

257۔ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۞ (یوسف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۰)

258۔ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞ (الحجرات)
(دفتر اول، مکتوب، ۷۳)

259۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۞ (التغابن)
(دفتر سوم، مکتوب، ۴۴)

260۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞ (الجمعہ)
(دفتر اول، مکتوب، ۲۱۴)

261۔ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۲۰)

262۔ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ (یونس)
(دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

263۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ (الانفال) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

264 ۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۴)

265 ۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۷)

266 ۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ) (دفتر اول، مکتوب، ۶۰)

267 ۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (یاسین) (دفتر اول، مکتوب، ۹۶)

268 ۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۲۲)

269 ۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (الانعام) (دفتر اول، مکتوب، ۲۹۲)

270 ۔ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (السبا) (دفتر سوم، مکتوب، ۳۲)

271 ۔ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف)

(دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

272 ۔ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (شعراء) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

273 ۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝ (بقرۃ)

(دفتر اول، مکتوب، ۳۰۵)

274 ۔ وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (النحل) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۸)

275۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْۤا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (النور) (دفتر دوم، مکتوب، ٦٦)

276۔ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ (الزخرف) (دفتر اول، مکتوب، ٢٥٩)

277۔ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ٩)

278۔ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ ۝ (الانعام) (دفتر دوم، مکتوب، ٦٦)

279۔ وَاكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف) (دفتر اول، مکتوب، ٩٦)

280۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ (توبہ) (دفتر اول، مکتوب، ٣٦)

281۔ وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ (الیل) (دفتر سوم، مکتوب، ٢٤)

282۔ یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَیَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (توبہ) (دفتر سوم، مکتوب، ٤٤)

283۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ

عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ (آل عمران) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

284 - اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۖ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٥﴾ (المائدۃ) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۲)

285 - كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ (بقرۃ) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۹)

286 - وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣١﴾ (بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۲،۱۲)

287 - وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ﴿١٩﴾ (النباء) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

288 - فَبَدَأَ بِأَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِن وِعَاءِ أَخِيهِ ۚ كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ ۖ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ ۗ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ﴿٧٦﴾ (یوسف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۰۹)

289 - وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ (الذاریات)
(دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

290 - وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٢١﴾ (الذاریات) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰)

291 - وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿١٢٦﴾ (النساء)
(دفتر سوم، مکتوب، ۳۲)

292 - وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾
(نساء) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۷)

293 - وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا

أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۸)

294۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ (طٰہٰ) (دفتر اول، مکتوب، ۱۷۳)

295۔ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ
لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۚ أُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ
إِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝
(بقرۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۳)

296۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ إِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ إِنِّيْ
لَأَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۷)

297۔ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ
السَّعِيْرِ ۝ (ملک) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۸)

298۔ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ
الْغٰلِبُوْنَ ۝ (صافات) (دفتر اول، مکتوب، ۲۴۸)

299۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ (طٰہٰ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۹)

300۔ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓأُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (بقرہ) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

301۔ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْأَعْلٰى ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
(النحل) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۱)

302۔ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ (الانعام)
(دفتر سوم، مکتوب، ۵۳)

303۔ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ
وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۚ
إِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (حدید) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۹)

304 ۔ وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾ (یوسف) (دفتر سوم، مکتوب، ۵)

305 ۔ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ (الشوریٰ)
(دفتر سوم، مکتوب، ۱۹)

306 ۔ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَىٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ﴿۱۲۶﴾ (آل عمران) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۷)

307 ۔ وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ (القمر) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

308 ۔ وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾
(بنی اسرائیل) (دفتر اول، مکتوب، ۳۴)

309 ۔ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾ (ہود) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

310 ۔ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِیْنَ ﴿۸﴾ (الانبیاء)
(دفتر سوم، مکتوب، ۵۳)

311 ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ (الذاریات) (دفتر اول، مکتوب، ۶۴)

312 ۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ (الرعد) (دفتر اول، مکتوب، ۱۶۳)

313 ۔ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ﴿۲۰﴾ (ابراہیم) (دفتر دوم، مکتوب، ۴۴)

314 ۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ (الانفال) (دفتر اول، مکتوب، ۲۷۲)

315 ۔ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (النحل) (دفتر اول، مکتوب، ۹)

316 - مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۞ (بنی اسرائیل) (دفتر سوم، مکتوب، ۳۶)

317 - وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ۞ (الصافات) (دفتر اول، مکتوب، ۹۹)

318 - هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞
(آل عمران) (دفتر اول، مکتوب، ۳۱۰)

319 - وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰۗىِٕكَةً ۠ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۞ (المدثر) (دفتر اول، مکتوب، ۵۸)

320 - وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۞ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۞ (النجم) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

321 - وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۞ (یوسف) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

322 - وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ (الصف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۰۹)

323 - اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۞ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

324 - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ڰ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۞ (لقمان) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

325 - اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا

فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝
(نور) (دفتر اول، مکتوب، ۲۰۴)

326 ۔ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا
وَ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ
اخْشَوْنِ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝
(مائدۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۹۶)

327 ۔ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ
مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ
یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝ (طلاق) (دفتر اول، مکتوب، ۱۰۲)

328 ۔ وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (نساء)
(دفتر دوم، مکتوب، ۶۶)

329 ۔ وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ
اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ (نساء) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

330 ۔ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّ كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ
اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ لَىٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ
هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (ہود) (دفتر دوم، مکتوب، ۷۶)

331 ۔ وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ (شوریٰ)
(دفتر اول، مکتوب، ۱۳)

332 ۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ
فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (الحدید) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۶)

333۔وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ
ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ
وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۞ (الاحقاف)(دفتر اول، مکتوب، ۱۲۷)

334۔لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ
اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ ۞
(آل عمران)(دفتر سوم، مکتوب، ۷۵)

335۔يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۗ أَلَا
إِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُونَ ۞ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَأَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ۚ أُولٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ۗ أَلَا
إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۞ (المجادلۃ)(دفتر اول، مکتوب، ۳۳)

336۔أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ
وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۗ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۞ (بنی اسرائیل)(دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

337۔وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۞
(الرعد)(دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

338۔يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَإِذَا قِيلَ
انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ ۞ (المجادلۃ)(دفتر اول، مکتوب، ۲٦٦)

339۔إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُولُونَ
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۞ أُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ
حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۞ (نساء)(دفتر اول، مکتوب، ۱۵۲)

340۔اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۗ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۗ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ

بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ (بقرۃ) (دفتر دوم، مکتوب، ۷۶)

341 - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾ (تحریم) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۶)

342 - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ (الحجرات) (دفتر دوم، مکتوب، ۳۶)

343 - يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾ (المائدۃ) (دفتر اول، مکتوب، ۸۰)

344 - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (الممتحنۃ) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

345 - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ (تحریم) (دفتر اول، مکتوب، ۱۶۳)

346 - يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ (الانفال) (دفتر دوم، مکتوب، ۶۲)

347 - وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ (یوسف) (دفتر اول، مکتوب، ۲۶۶)

348 - اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ (الزمر) (دفتر سوم، مکتوب: ۲۶)

349 - وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى

اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ (المومن) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۳)

350 - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (مائدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

351 - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (مائدة) (دفتر سوم، مکتوب، ۱۰۰)

352 - وَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَ يُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ (نساء)

353 - تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ (السجدة) (دفتر اول، مکتوب، ۳۰۲)

354 - يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (توبہ) (دفتر دوم، مکتوب، ۵۵)

355 - اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۴۱)

356 - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ (بقرة) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۹)

357 - وَ يَضِيْقُ صَدْرِيْ وَ لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝ (شعراء) (دفتر اول، مکتوب، ۱۶)

358 - يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ (نساء) (دفتر سوم، مکتوب، ۲۷)

359 - اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۖ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (بقرہ) (دفتر سوم، مکتوب، ۹۱)

360 - يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝ (ابراہیم) (دفتر سوم، مکتوب، ۵۷)

361 - يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ (الرعد) (دفتر اول، مکتوب، ۲۱۷)

362 - اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۖ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ۖ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ۗ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (النور) (دفتر دوم، مکتوب، ۱۱)

ضمیمہ دوم: احادیث

مکتوبات میں صحیح۔ضعیف، موضوع احادیث، روایات کی تعداد تقریباً ۲۵۰/۳۰۰ ہے۔ان کی تخریج پر دورِ حاضر میں ڈاکٹر بابر بیگ مطالی اور محمد کلیم فانی نے کام کیا ہے۔علاوہ ازیں ان کی الف بائی فہرست Arthure Blure نے مرتب کی ہے، تقریباً ۱۳۰۔ احادیث، روایات کی فہرست مع تخریج درج ذیل ہے۔

(۱)اتدرون ما المفلس...

دفتر اول، مکتوب:۹۸ دفتر اول، مکتوب:۷۶

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والاداب رقم الحدیث: ۲۵۸۱

(۲)اتقوا من مواضع التهم

دفتر اول، مکتوب:۲۳ دفتر دوم، مکتوب:۱۵

سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، جلد اول، ص: ۲۳۰، رقم : ۱۳ ۱/ شرح الاحياء للزبيدی جلد ۷، ص : ۲۸۳

(۳)ادبنی ربی فاحسن تادیبی

دفتر اول، مکتوب:۴۱

سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، جلد اول، ص: ۱۷۳/ کشف الخفاجلد اول، ص : ۷۰

(۴)اذا احب الله سبحانه عبدا(دعا جبرئیل فقال)

دفتر دوم، مکتوب:۴۴

صحیح بخاری کتاب التوحید، باب کلام الرب مع جبرئیل ، رقم الحدیث ۷۴۸۵ / صحیح مسلم کتاب البر والصلة والاداب، رقم ۲۶۳۷

(۵)اذا غضب احدکم...

دفتر اول، مکتوب:۹۸

ابن ابی الدنیا فی العفو وذم الغضب (بحواله احیاء علوم الدین) جلد ۳، ص :۲۲۳

(٦)اذا کان یوم القیامة کنت امام ...

سنن ابن ماجه ،کتاب الزهد ، باب صفة النار، رقم الحدیث ۴۳۱۴

(۷)أرحم امتیَ بامتی ابوبکر...

دفتر سوم، مکتوب:۲۴

عن انس سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت ...... رقم الحدیث ۳۷۹۰

(۸)اصحابی کالنّجوم......

دفتر دوم، مکتوب:۳٦

ابن عبدالبر جامع العلم جلد ۲، ص : ۹۱ /سلسلة الاحادیث الضعیفة و الموضوعة جلد اول ص :۱۴۴

المطالب العالیه جلد ۸ ،ص :۲۸۲ رقم الحدیث: ۴۱۵۷/ ۴۱۵۸ مگر الفاظ یہ ہیں مثل اصحابی مثل النجوم یهتدی بهم، بایهم اخذتم بقوله اهتدیتم

(۹)اطلع الی اهل بدر فقال : اعملوا...

دفتر سوم، مکتوب:۲۴

صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: فضل من شهد بدرا ..... رقم:۳۹۸۳ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل اهل بدر...... رقم الحدیث:۲۴۹۴

(۱۰) افضل الذکر لااله الا الله...

دفتر دوم، مکتوب:۹

سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء ان دعوة المسلم......، رقم الحدیث:۳۳۸۳

(۱۱) افلا اکون عبداشکورا

دفتر اول، مکتوب:۳۰۲

صحیح بخاری، ابواب التہجد، باب قیام النبی اللیل حتی......، رقم الحدیث:۱۱۳۰

(۱۲) اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد

دفتر اول، مکتوب:۲۶۰، دفتر اول، مکتوب:۲۶۱، دفتر اول، مکتوب:۲۸۵،

دفتر اول، مکتوب:۲۸۷، دفتر اول، مکتوب:۳۰۴

صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب مایقال فی الرکوع والسجود، رقم الحدیث:۴۸۲.

مکتوب میں فی الصلاۃ ہے

(۱۳) اکرموا عمتکم النخلۃ فانھا...

دفتر سوم، مکتوب:۱۰۰ دفتر اول، مکتوب:۱۶۲

کشف الخفاء ، جلد اول، ص :۱۵۵ رقم:۵۱۰

(۱۴) الا اخبر کم باھل الجنۃ...

دفتر اول، مکتوب:۹۸

صحیح مسلم، کتاب الجنۃ......، رقم الحدیث ۲۸۵۳

(۱۵) الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون...

دفتر اول، مکتوب:۱۱۰ دفتر اول، مکتوب:۱۹۷

دفتر سوم، مکتوب:۱۰۰

سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ھوان......، رقم الحدیث: ۲۳۲۲

(۱۶) الا ان شر الشر شرار العلماء...

دفتر اول، مکتوب:۱۹۴

سنن دارمی، باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللہ رقم: ۳۷۶

لسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ جلد ۳، ص :۲۱۲ رقم:۱۴۱۸

(۱۷) الذین ھم علی ماانا علیہ واصحابی...

دفتر اول، مکتوب:۸۰

سنن ترمذی ، کتاب الایمان، باب ماجاء فی افتراق هذه الامة ،رقم الحدیث: ۲۶۴۱

(۱۸) الله الله فی اصحابی...

دفتر اول،مکتوب:۲۵۱ دفتر اول،مکتوب:۲۶۶

دفتر دوم،مکتوب:۵۱ دفتر دوم،مکتوب:۳۶

سنن الترمذی ، کتاب المناقب، باب فیمن سب اصحاب النبی، رقم الحدیث: ۳۸۶۱

(۱۹) ایکم یبسط ثوبه فیاخذ من حدیثی هذا

صحیح بخاری ، کتاب البیوع، باب ماجاء فی قول الله تعالیٰ......، رقم الحدیث۲۰۴۷.

صحیح مسلم ،کتاب فضائل الصحابة ، باب من فضائل ابی هریرة الدوسی ، رقم الحدیث: ۲۴۹۲

(۲۰) انا سید ولد آدم ولافخر

دفتر سوم،مکتوب:۱۳۲

سنن الترمذی ، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی، رقم الحدیث:۳۶۱۵

(۲۱) انا عندظن عبدی بی

دفتر اول،مکتوب:۲۱۶

صحیح بخاری کتاب التوحید، باب قوله تعالیٰ و یحذر کم الله نفسه، رقم الحدیث: ۷۴۰۵/صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث علیٰ ذکر الله تعالیٰ، رقم الحدیث: ۲۶۷۵/ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی حسن الظن بالله عزوجل، رقم الحدیث: ۳۶۰۳

(۲۲) انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب ان الله خلق...

دفتر اول، مکتوب: ۴۴

سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فضائل النبی، رقم الحدیث: ۳۶۰۸

(۲۳) الانبیاء احیاء فی قبور هم یصلون

دفتر دوم، مکتوب: ۱۶

المطالب العالیة مع اتحاف الخیرة المهرة جلد ۷، ص: ۱۴۷

علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے،

(۲۴) انما انابشر، أرضیٰ کما یرضی البشر، واغضب کما...

دفتر سوم، مکتوب: ۵۳

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب من لعنه النبی، رقم الحدیث: ۲۶۰۳

(۲۵) ان القرآن نزل علی سبعة احرف لکل آیة منها ظهر وبطن...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۱۸

سند ابو یعلی (تحقیق ارشاد الحق اثری)جلد۵، ص : ۸۰

الفتوحات المکیة جلد۳، ص :۱۸۷

(۲۶) ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ

دفتر اول،مکتوب:۱۷

عن انس سنن ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء ان القلوب......، رقم الحدیث: ۲۱۴۰

(۲۷) ان لِلّٰہ سبعین الف حجاب

دفتر اول،مکتوب:۵۸ دفتر دوم،مکتوب:۴۰

الفتوحات المکیة جلد اول، ص ۳۴۹

(۲۸) ان اللّٰہ یحب الرفق فی الامر کلہ

دفتر اول،مکتوب: دفتر دوم،مکتوب:۴۰

صحیح بخاری، کتاب الادب، باب کل معروف صدقة، رقم الحدیث:۶۰۲۴

صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النہی عن ابتداء اہل الکتاب ، رقم الحدیث:۲۱۶۵

(۲۹) ان اللہ یؤید ھٰذا الدین بالرجل الفاجر

دفتر اول،مکتوب:۳۳ دفتر اول،مکتوب:۱۷۱

صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، رقم الحدیث:۴۲۰۳

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان ، رقم الحدیث:۱۱۱

(۳۰)انها كانت و كانت و كان لى ولد

صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی خدیجة وفضلها رقم الحدیث:۳۸۱۸

(۳۱) انه ليس من الناس احدٌ أمنَّ عليّ في نفسه

دفتر سوم، مکتوب:۱۷

صحیح بخاری ، کتاب الصلوة، باب الخوخة والممرّفی المسجد، رقم الحدیث:۴۶۷

(۳۲) انه ليغان على قلبي...

دفتر دوم، مکتوب:۲۱ دفتر دوم، مکتوب:۶۶

صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار......، رقم الحدیث:۲۷۰۲

(۳۳) ايتونى بقرطاس اكتب لكم...

دفتر دوم، مکتوب:۹۶

صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم، رقم الحدیث:۱۱۴

صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ترک الوصیة لمن...... رقم الحدیث:۱۶۳۷

(۳۴) بدأ الاسلام غریباً وسیعود...

صحیح مسلم کتاب الایمان، باب أن الاسلام بدأ......، رقم الحدیث: ۱۴۵

(۳۵) بنی الاسلام علی خمس

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰

عن ابن عمر،

صحیح بخاری کتاب الایمان، باب دعاء کم...... ،رقم الحدیث: ۸

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام، رقم الحدیث: ۱۶

(۳۶) لایزال الناس بخیر ما عجّلوا الفطر

دفتر اول، مکتوب: ۴۵

مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور، تاکید استحبابه واستحباب تاخیره و تعجیل الفطر، رقم الحدیث: ۱۰۹۸، بخاری: ۱۹۵۷.

(۳۷) لقیت ابراهیم لیلة اسری...

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۲

سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب(۵۸)، رقم الحدیث: (۳۴۶۲)

(۳۸) ثم سلوا الله لی الوسیلة

دفتر سوم، مکتوب: ۹۴

صحیح مسلم، کتاب الصلوة باب استحباب القول مثل قول...... رقم الحدیث: ۳۸۴

(۳۹) جددوا ایمانکم...

دفتر اول، مکتوب:۵۲ دفتر اول، مکتوب:۷۸

مستدرک حاکم جلد ۴، ص: ۲۵۶/ مسند احمد جلد ۲، ص: ۳۵۹، قال الحاکم: صحیح الاسناد.

(۴۰) حاسبوا قبل ان تحاسبوا

دفتر اول، مکتوب:۳۰۹

سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة، جلد ۳، ص: ۳۴۶، رقم الحدیث: ۱۲۰۱

(۴۱) حب الدنیا رأس کل خطیئة

دفتر اول، مکتوب:۱۷۱ دفتر اول، مکتوب:۲۳۲

سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة جلد ۳، ص: ۳۷۰، رقم الحدیث: ۱۲۲۶

(۴۲) حب الوطن من الایمان

دفتر اول، مکتوب:۷۸ دفتر اول، مکتوب:۱۵۵

سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة، جلد اول، ص: ۱۱۰، رقم ۳۶

کشف الخفاء جلد اول، ص: ۳۰۸، رقم الحدیث: ۱۱۰۰

مختصر المقاصد الحسنة، ص ۹۶، رقم الحدیث: ۳۶۱

(۴۳) حق المسلم...

مسلم کتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، رقم

الحدیث:۲۱۶۲

(۴۴) الحیاء شعبة من الایمان

دفتر اول،مکتوب:۱۰۹ دفتر اول،مکتوب:۲۲۶

دفتر اول،مکتوب:۲۳۸

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان عدو شعب الایمان……، رقم الحدیث: ۳۵

(۴۵) خلق 'ادم علی صورته

عن ابوہریرة

صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، رقم الحدیث:۶۲۲۷

صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی دوام نعیم اهل الجنة ……، رقم الحدیث: ۲۸۴۱

(۴۶) خیارکم فی الجاهلیة...

دفتر اول،مکتوب۲۶۰ دفتر سوم،مکتوب۵۶

بخاری ، کتاب التفسیر، باب قوله لقد کان فی یوسف واخوته آیات للسائلین، رقم الحدیث: ۴۶۸۹

مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف، رقم الحدیث۲۳۷۸

(۴۷) خیر القرون قرنی

دفتر اول،مکتوب:۲۰۹ دفتر دوم،مکتوب:۳۹

بخاری کتاب الشهادات، باب لایشهد علی شهادة جور اذا اشهد، رقم الحدیث: ۲۶۵۲

مسلم ، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذین یلونلهم ثم الذین یلونهم رقم الحدیث: ۲۵۳۳

(۴۸) خیر الهدی هدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم...

دفتر اول، مکتوب: ۴۱

(مسلم، کتاب الجمعة باب تخفیف الصلاة، والخطبة، رقم الحدیث: ۸۶۷

(۴۹) الخلق کلهم عیال اللہ فاحب...

دفتر دوم، مکتوب: ۹۰

حلیة الاولیاء، جلد ۲، ص: ۱۰۲

(۵۰) الدنیا سجن المؤمن

دفتر دوم، مکتوب: ۶۴

مستدرک حاکم، جلد۴، ص: ۳۱۵

حلیة الاولیاء جلد۸، ص: ۱۷۷

سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة، جلد۶، ص: ۴۷ رقم الحدیث: ۲۵۳۶

(۵۱) ذهب الظمأ...

دفتر اول، مکتوب: ۴۵

ابو داؤد، کتاب الصوم، باب القول عند الافطار، رقم الحدیث ۲۳۵۷،

(۵۲) رایت النبی ﷺ وحسن و حسین علی ورکیه

دفتر دوم، مکتوب ۳۶

سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن والحسینؓ، رقم الحدیث: ۳۷۶۹

(۵۳) رب اشعث مدفوع...

دفتر اول، مکتوب: ۶۸ دفتر اول، مکتوب: ۴۷

مسلم، کتاب البر والصلة والا داب، باب فضل الضعفاء والخاملین، رقم الحدیث: ۲۶۲۲

(۵۴) رجعنا من الجهاد ...

دفتر اول، مکتوب: ۴۱ دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰

دفتر دوم، مکتوب: ۵۰

سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة جلد ۵، ص: ۴۷۸، رقم الحدیث ۲۴۶۰ تخریج الاحیاء للعراقی جلد ۲، ص: ۶

(۵۵) سبحان الله وبحمده

دفتر اول، مکتوب: ۳۰۷ دفتر اول، مکتوب: ۱۷

مسلم، کتاب الصلاۃ، باب مایقال فی الرکوع والسجود رقم الحدیث: ۴۸۴

(۵۶) سبقت رحمتی غضبی

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶

صحیح بخاری، کتاب ابداء الخلق، باب ماجاء فی قول اللہ......، رقم الحدیث: ۳۱۹۴

صحیح مسلم کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ......، رقم الحدیث: ۲۷۱۵

(۵۷) سئل رسول اللہ ایّ اھل بیتک

دفتر دوم، مکتوب: ۳۶

ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن، والحسین رضی اللہ عنہما، وقم الحدیث: ۳۷۷۲

(۵۸) سین بلال عنداللہ شین

دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۰

مختصر مقاصد الحسنۃ، ص: ۱۲۲، رقم الحدیث: ۵۴۷

کشف الخفاء، جلد اول، ص: ۴۱۱: رقم: ۱۵۱۸

(۵۹) الشرک فی امتی اخفی من دبیب النمل...

دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

مسند احمد، رقم الحديث: ۱۹۸۳۵، ۱۹۶۰۶ عن ابى موسى اشعرى

(٦٠) شفاعتى لاهل الكبائر من امتى

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶ دفتر اول، مکتوب: ۶۷

دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

سنن ترمذى، كتاب صفة القيامة، باب منه، رقم الحديث: ۲۴۳۵

(٦١) الشيخ فى قومه كالنبى فى امته

دفتر اول، مکتوب: ۲۲۴

المختصر مقاصد الحسنة، ص: ۱۲۵، رقم الحديث: ۵۶۷

(٦٢) الصلوة عماد الدين

دفتر سوم، مکتوب: ۸۵

مختصر مقاصد الحسنة، ص: ۱۲۹، رقم الحديث: ۵۹۳

(٦٣) الصوم لى وانا اجزى به

دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام، رقم الحديث: ۱۱۵۱

(٦٤) طوبىٰ لمن وجه...

دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

ابن ماجه، كتاب الادب، باب فضل العمل، رقم الحديث: ۳۸۱۸

(٦٥) العلماء ورثة الانبياء

دفتر دوم،مکتوب:۱۸ دفتر اول،مکتوب:۲٦۸

سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم ، رقم الحدیث: ۳٦۴۱

(٦٦) علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل

دفتر اول،مکتوب:۲٦۸ دفتر دوم،مکتوب:۱۳ دفتر سوم،مکتوب:۱۲۱

سلسلة الاحادیث الضعیفة والموضوعة جلداول،ص: ٦۷۹، رقم الحدیث: ۴٦٦

الفتوحات المکیة جلد ۳،ص: ۳۰۹

(٦۷) العبادة فی الهرج کهجره الی

دفتر دوم،مکتوب:٦۸

صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادة فی الهرج رقم الحدیث:۲۹۴۸

سنن الترمذی ، کتاب الفتن، باب ماجاء فی الهرج، رقم الحدیث ۲۲۰۱

(٦۸) العباس منی وانامنه

دفتر دوم،مکتوب:۳٦

سنن الترمذی،کتاب لمناقب ، باب مناقب العباس بن عبدالمطلب رقم الحدیث:۳۷۵۸

(۶۹) فعلمت علم الاولین والاخرین...

دفتر سوم، مکتوب:۱۲۲

سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورہ ص: رقم الحدیث: ۳۲۳۳،

(۷۰) علی المنبر والحسن الی جنبه

دفتر دوم، مکتوب:۳۶

بخاری، کتاب، فضائل الصحابہ، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما رقم الحدیث: ۳۷۴۶

(۷۱) علیک بالرفق...

دفتر اول، مکتوب:۹۸

مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، رقم الحدیث: ۲۵۹۴

(۷۲) علیکم بالسواد...

دفتر سوم، مکتوب:۷۹

ابن ماجه، کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، رقم الحدیث: ۳۹۵۰

(۷۳) فاطمة بضعة منی ، فمن...

دفتر دوم، مکتوب:۳۶ دفتر دوم، مکتوب:۹۹

صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب ذکر عباس بن عبدالمطلب،

رقم الحدیث: ۳۷۱۴

(۷۴) فان الشیطن لا یتمثل

دفتر اول،مکتوب:۲۷۳

مسلم، کتاب الرؤیا، باب من رانی فی المنام فقد رانی، رقم الحدیث: ۲۲۶۶

(۷۵) فان خیر الحدیث کتاب اللّٰہ

دفتر اول،مکتوب:۱۸۶

صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلوٰة والخطبة، رقم الحدیث: ۸۶۷

(۷۶) فان لم تبکوا...

دفتر اول،مکتوب:۷۰

ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، رقم الحدیث: ۴۱۹۶

(۷۷) فطوبیٰ لمن طال

دفتر اول،مکتوب:۸۹

خیر الناس من طال عمره و حسن عمله

ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی طول العمر للمؤمن، رقم الحدیث: ۲۳۲۹

(۷۸) ماشاء اللّٰہ کان ومالم یشأ لم یکن ولاحول ولاقوة...

دفتر اول،مکتوب:۱۲

نسائی ، كتاب الاذان، باب القول اذاقال المؤذن حی علی الصلاة وحی علی الفلاح ، رقم الحديث:٦٧٧

(۷۹) الكبرياء ردائی والعظمة...

دفتر اول،مکتوب:۵۲ دفتر دوم،مکتوب:۱

سنن ابو داؤد، كتاب اللباس، باب ماجاء فی الكبر، رقم الحديث: ۴۰۹۰

صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والاداب، باب تحريم الكبر، رقم الحديث: ٢٦٢٠

(۸۰) كل بدعة ضلالة

دفتر دوم،مکتوب:۲۳

مسلم، كتاب الجمعة،تخفيف الصلاة والتحطية، رقم الحديث:٨٦٧

(۸۱) كلمتان خفيفتان...

دفتر اول،مکتوب:۳۰۸

بخاری، كتاب الدعوات باب فضل التسبيح، رقم الحديث: ٦۴٠٦

مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء رقم الحديث:۲۶۹۴

(۸۲) كل ميسر لماخلق له

دفتر اول،مکتوب:۳۷

صحيح البخاری كتاب التوحيد، باب قول الله تعالیٰ ولقد يسرنا القرآن

للذکر. رقم الحدیث: ۱۵۵۷

(۸۳) لاایمان لمن لاامانة له

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲

مسند احمد، ص: ۸۵۱، رقم الحدیث: ۱۲۳۸۳

مختصر مقاصد الحسنة ص: ۲۱۳، رقم: ۱۱۷۶

(۸۴) لاتجتمع امتی علٰی الضلالة

دفتر اول، مکتوب: ۸۰

سنن ابن ماجه: کتاب الفتن، باب السواد الاعظم، رقم الحدیث: ۳۹۵۰

(۸۵) لاتغضب فردّ مرارا ؏

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی کثرة الغضب، رقم الحدیث: ۲۰۲۰

(۸۶) لاصلاة الّا بفاتحة الکتاب

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۲

مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحه، رقم الحدیث: ۳۹۴

(۸۷) لاعدوی ولاطیرة

دفتر سوم، مکتوب: ۴۱

بخاری کتاب الطب، باب الجذام، رقم الحدیث: ۵۷۰۷

(۸۸) لایردّ القضاء الاالدعاء

دفترسوم،مکتوب:۴۷

سنن ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء لایرد القدر الاالدعاء، رقم الحدیث: ۲۱۳۹

(۸۹) لعن الرجل یلبس

دفترِاول،مکتوب:۳۱۳

داؤد کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، رقم الحدیث: ۴۰۹۸

(۹۰) لوکان بعدی نبی لکان عمر بن خطاب رضی اللہ عنه

دفترسوم،مکتوب:۲۴ دفترسوم،مکتوب:۱۷

دفترِاول،مکتوب:۲۵۱

سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب ۱۷، رقم الحدیث: ۳۶۸۶

(۹۱) لوکنت متخذا فی امتی خلیلا لا تّخذت ابابکر

دفترِاول،مکتوب:۲۹۰

صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابه، باب قول النبی لوکنت متخذا خلیلاً، رقم الحدیث: ۳۶۵۶

(۹۲) لی مع اللہ وقت لا...

دفترِاول،مکتوب:۲۸۵ دفترِدوم،مکتوب:۷

کشف الخفاء، جلد۲ ص ۱۵۶، رقم الحدیث: ۲۱۵

مختصر مقاصد الحسنة ص: ۱۷۲، رقم۸۵۸

(۹۳) مامن عبداذنب...

دفتر اول، مکتوب:٦٦

ترمذی، کتاب الصلاة، بابِ ماجاء فی الصلوۃ رقم الحدیث: ٦ ۰ ۴

(۹۴) من اعطی حظّه

دفتر اول مکتوب ۹۸

ترمذی کتابِ البروالصلة، باب ماجاء فی الرفق، رقم الحدیث:۱۳ ۲۰

(۹۵) من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ

دفتر اول، مکتوب:۵۴

سنن ترمذی کتاب البروالصلة، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک.

رقم الحدیث: ۱۹۵۴

(۹٦) من نزل منزلا......

دفتر اول، مکتوب:

مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سؤالقضاء رقم

الحدیث: ۲۷۰۸

(۹۷) ماوسعنی سمائی ولا ارضی ولکن وسعنی...

دفتر سوم، مکتوب:۱۲۴

مختصر مقاصد الحسنة ص: ۱۷۹، رقم الحدیث: ٦ ۹۱

أحاديث القصاص رقم الحديث ٦٧

(۹۸) مثل امتی مثل المطر

دفتر اول، مکتوب: ۹۲

ترمذی کتاب الادب، باب ۸۱، رقم الحديث ۲۸۶۹

مسند احمد رقم الحديث ۱۳۵۸، ۱۸۸۸۰

(۹۹) المرء مع من احب

دفتر اول، مکتوب: ۴۵ دفتر اول، مکتوب: ۲۸۱

دفتر اول، مکتوب: ۱۲۸ دفتر اول، مکتوب: ۲۸۷

صحيح بخاری باب المرء مع من احب، رقم ۶۱۷۰

صحيح مسلم باب المرء مع من احب، رقم ۲۶۴۱

مسند احمد، رقم الحديث: ۱۹۷۲۵

سنن دارمی، باب المرء مع من احب، رقم ۲۷۹۰

(۱۰۰) من احدث فی امرنا هذا مالیس فيه فهورد

دفتر اول، مکتوب: ۱۸۶

مسلم، كتاب الاقضية، باب نقض الاحكام الباطلة ورد محدثات الامور،

رقم الحديث: ۱۷۱۸ انظر بخاری ۲۶۹۷

(۱۰۱) من استوی یوماه فهو مغبون

دفتر دوم، مکتوب:۹۴

مختصر مقاصد الحسنة ص:۱۸۸ رقم الحديث:۹۹۵

(۱۰۲) من سن في الاسلام سنة حسنة

دفتر اول، مکتوب:۱۹۴ دفتر اول، مکتوب:۵۷

صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة......، رقم الحديث:۱۰۱۷

(۱۰۳) من شاب شيبة في سبيل الله...

دفتر اول، مکتوب:۸۸

سنن الترمذي، كتاب فضائل الجهاد باب ماجاء في فضل من شاب......، رقم الحديث:۱۶۳۵

(۱۰۴) من شغله القرآن وذكرى عن مسالتي...

دفتر دوم، مکتوب:۵۷

سنن الترمذي كتاب فضائل القرآن ماجاء كيف كانت قراءة النبي، رقم الحديث:۲۹۲۶

(۱۰۵) من عرف نفسه فقدعرف ربه

دفتر اول، مکتوب:۲۳۴ دفتر اول، مکتوب:۳۰۰

دفتر اول، مکتوب:۳۱۰ دفتر سوم، مکتوب:٦٦

كشف الخفاء جلد ٢، ص: ٢٣٣ ،رقم الحديث: ٢٥٣٠

مختصر مقاصد الحسنة، ص ١٩٥ ،ص: ١٠٥٢

الفتوحات المكية جلد ٢ ،ص: ١٥٢

(١٠٦) من فسر القرآن برايه فقد كفر

دفتر اول، مکتوب: ۲۳۴

سنن ترمذی، كتاب تفسير القرآن، باب ماجاء فی الذی يفسر القرآن برايه،

رقم الحديث: ٢٩٥١

فقد كفر کے الفاظ نہیں ہے

(١٠٧) من قال لااله الا الله دخل الجنة

دفتر دوم، مکتوب: ۳۷

مجمع الزوائد جلد اول ص: ٣٢، رقم الحديث: ٢٣/طبرانی كبير برقم

١٧٦٣ طبرانی اوسط برقم٢٢٢٦

(١٠٨) من كانت له مظلمة

دفتر اول، مکتوب: ۷۶ دفتر اول، مکتوب: ۹۸

بخاری كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة، رقم الحديث: ٢٤٤٩

(١٠٩) من حسن اسلام المرء

دفتر اول، مکتوب: ۱۵۷ دفتر اول، مکتوب: ۱۷۶

ابن ماجه، كتاب الفتن باب كف اللسان فی الفتنة، رقم الحديث: ۳۹۷۶

(۱۱۰) من كظم غيضا وهويقدر على...

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

سنن الترمذی، كتاب صفة القيامة، رقم الحديث: ۲۴۹۳

(۱۱۱) من كثر سواد قوم فهو منهم

دفتر اول، مکتوب: ۴۷

كشف الخفاء جلد ۲، ص: ۲۴۴، رقم الحديث: ۲۵۸۷

(۱۱۲) من لم يشكر الناس لم يشكر الله

دفتر اول، مکتوب: ۹۹

جامع الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الشكر، رقم الحديث: ۱۹۵۵

(۱۱۳) من مات فقدقامت قيامته

دفتر اول، مکتوب: ۲۷۶ دفتر سوم، مکتوب: ۱۷

كشف الخفا، جلد ۲ ص: ۲۵۰، رقم الحديث: ۲۶۱۷

(۱۱۴) من يحرم الرفق يحرم الخير

دفتر اول، مکتوب: ۹۸

عن جرير

صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق ، رقم الحدیث: ۲۵۹۲

(۱۱۵) موتوا قبل ان تموتوا

دفتر اول، مکتوب: ۲۱

کشف الخفاء جلد ۲، ص: ۲۶۰، رقم الحدیث: ۲۶۶۸

مختصر مقاصد الحسنة، ص: ۲۰۲، رقم: ۱۱۱۰

مکتوب میں ان الموت الذی قبل الموت کے الفاظ ہیں

(۱۱۶) نعم سحور المومن التمر

دفتر اول، مکتوب:

ابوداود، کتاب الصوم باب من سمیٰ السحور الغذا، رقم الحدیث: ۲۳۴۵

(۱۱۷) نورٌ اَنّی اراہ

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله نورانی، رقم الحدیث: ۱۷۸

(۱۱۸) نوم العالم عبادة

کشف الخفاء جلد ۲، ص: ۲۹۵ ، رقم الحدیث: ۲۸۶۴

(۱۱۹) واذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین

دفتر اول، مکتوب: ۴۴

ترمذی ، کتاب المناقب، باب فی فصل النبی ، رقم الحدیث: ۳۶۱۳

ابن ماجه، کاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، رقم الحدیث: ۴۳۱۴

(۱۲۰) وانا حامل لواء الحمد يوم القيامة

دفتر اول، مکتوب:۴۴

ترمذی، كتاب المناقب، باب فی فض النبی ، رقم الحديث: ٣٦١٦، ٣٦١٥

(۱۲۱) وانا حبيب الله

دفتر اول، مکتوب:۴۴

ترمذی، كتاب المناقب، باب فی فضل النبی ، رقم الحديث:٣٦١٦

(۱۲۲) وانا خاتم النبيّن

دفتر اول، مکتوب:۴۴ دفتر دوم، مکتوب:۱

ترمذی، كتاب الفتن، باب ماجاء لاتقدم الساعة، رقم الحديث:

حتى يخرج كذابون، رقم الحديث: ٢٢١٩

(۱۲۳) وانا اكرم الاولين والآخرين

دفتر اول، مکتوب:۴۴

ترمذی ، كتاب المناقب ، باب فی فضل النبی، رقم الحديث:٣٦١٦

(۱۲۴) وانا اول الناس خروجا

دفتر اول، مکتوب:۴۴ دفتر دوم، مکتوب:۱

ترمذی، كتاب المناقب ، باب فی فضل النبی، رقم الحديث:٣٦١٠

(۱۲۵) وانا اول من يقرع باب الجنة

دفتر اول، مکتوب:۴۴

صحیح مسلم، کتاب الایمان باب فی قول النبی و انا اول الناس

یشفع فی الجنة وانا اکثر الانبیاء تبعا، رقم الحدیث: ۱۹۶

(۱۲۶) وان لم تبکوا فتباکوا

دفتر اول، مکتوب:۶۱

ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، رقم الحدیث: ۴۱۹۶

(۱۲۷) وتقوم الساعة...

دفتر دوم، مکتوب:۲۳ دفتر سوم، مکتوب:۱۰۳

مسلم، کتاب الفتن، باب قرب الساعة، رقم الحدیث: ۲۹۴۹

(۱۲۸) ربّ صائم لیس له

دفتر دوم، مکتوب:۵۳

(ابن ماجه کتاب الصیام، باب ماجاء فی الغیبةوالرفث، رقم

الحدیث: ۱۶۹۰

(۱۲۹) هم قوم لایشقٰی جلیسهم

دفتر اول، مکتوب:۷۴ دفتر دوم، مکتوب:۹۲

بخاری، کتاب الدعوات ، باب فضل ذکر الله عزوجل، رقم

الحدیث: ۶۴۰۸

مسلم ، کتاب الذکروالدعاء باب فضل مجالس الذکر،رقم

الحدیث: ۲۶۸۹

(۱۳۰) یابلال فارحنا بالصلوۃ

دفتر اول، مکتوب: ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۹۳

سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی صلاۃ العتمۃ، رقم الحدیث: ۴۹۸۶

ضمیمہ......سوم

(i) فارسی اشعار

نوٹ: اشعار کے حوالہ جات کے لئے درج ذیل اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔

مثنوی رومی	....	مثنوی
دیوان حافظ	....	دیوان
کلیات عراقی	....	عراقی
کلیات باقی باللہ	....	کلیات باقی

آسمان نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالیست سوے خاک تود

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۲ — مثنوی دفتر: ۵، بیت: ۲۱

....

ای دوست ترا بر مکان می جستم
دایم خبرت زاین و آن می جستم

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۷ — عراقی: لمعہ: ۲۵

....

انصاف بدہ اے فلک مینا فام
تازین دو کدام خوب تر گاہ خرام
خورشید جہاں تاب تو از جانب صبح
یا ماہ جہان گردمن از جانب شام

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۳ مقامات جامی: ص۱۸۷

....

ازهر چه می رود سخن دوست خوشترست

پیغام آشنا نفس روح پرورست

دفتر: ۱، مکتوب: ۸۴ غزلهای فارسی: ۴۳۵

....

امروز چون جمال تو بے پرده ظاهر است

درحیر تم که وعدئه فردا برائے چیست

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

....

اتصالی بے تکیف بے قیاس

هست رب الناس را باجان ناس

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۱ مثنوی دفتر: ۴، بیت: ۷۶۰

....

ای کمان و تیر ها برساخته

صید نزدیک و تو دور انداخته

هر که دور انداز ترا او دور تر

وزچنین گنجست او مهجورتر

دفتر:۳،مکتوب: ۷۱ مثنوی دفتر:۷، بیت: ۲۳۵۴

....

از آن افیون که ساقی درمی افکند

حریفان رانه سرماند نه دستار

دفتر:۳،مکتوب: ۹۵ دیوان.ص:۱۷۷

....

ازپئے این عیش و عشرت ساختن

صد هزاران جان بشاید باختن

دفتر: ۱ ،مکتوب: ٦۴ مثنوی دفتر: ۱ ، بیت:۲۲۱۸

....

از آن طرف نه پذیر د کمال تو نقصان

از این طرف شرف روز گارمن باشد

دفتر: ۲ ،مکتوب: ۹۷

....

از عطش گردر قدح آبی خورند

در درون آب حق را ناظرند

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

....

الٰهی بحق بنی فاطمه

که برقول ایمان کنی خاتمه

اگر دعوتم ردکنی ورقبول

من ودست وداماں آل رسول

دفتر: ۲، مکتوب: ۳۶

....

اے شده هم در جمال خویشتن

می پرستی هم خیال خویشتن

قسم خلقاں زاں جمال و زان کمال

هست گربرهم نهی مشت خیال

گر ز معشوقت خیالی درسرست

نیست معشوق آن خیال دیگرست

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۲ بسطامی

....

این قاعده یاد دار کآنجا که خداست
نے جزونه کل ونه ظرف نے مظروف ست
دفتر: ۲،مکتوب: ۱۱

....

از خود چو گزشتی همه عیش است و خوشی
دفتر: ۱،مکتوب: ۱۵۴

....

از درون شو آشنا وز برون بیگانه وش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهاں
دفتر: ۱،مکتوب: ۲۹۰ نفحات/ص: ۳۸٦

....

آں راکه درسرائے نگار یست فارغ است
از باغ و بوستان وتماشائے لاله زار
دفتر: ۱،مکتوب: ۲۹۲ نفحات الانس/ص: ۴۱۱

....

آنکه به تبریز یافت یک نظر شمس دین

طعنه زند بردهه سخره کند بر چله

دفتر: ۲، مکتوب: ۴۲

....

از کوزه هماں ترا ود که دروست

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۸

....

این سخن راچون تو مبدأ بوده ای

گر نزول گردد تواش افزوده ای

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۳

....

آسوده شبی باید و خوش مهتابی

تابا تو حکایت کنم ازهر بابی

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۲

....

اے دریغا کیں شریعت ملت اعمائی است

ملت ما کافری و ملت ترسائی است

کفرو ایمان زلف وروی آں پری زیبائی است

کفر وایمان هر دو اندر راه مایکتائی است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۳۱

....

اگر بادشاه بردر پیر زن
بیاید تواے خواجه سبلت مکن

دفتر: ۱ ،مکتوب ۲۲۱:

....

این بس که رسد زدور بانگ جرسم

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۵۱

....

از روی عقل همه غیر اندصفات
باذات تو روی تحقق همه عین

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۶۶

....

آن ایشانندو من چنینم یا رب

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۷۲

....

آنچه خوبان همه دارند تو تنهاداری

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۸۵

....

آگه از خویشتن چو نیست جینن

چه خبر دارد از چنان و چنین

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۰۹

....

اند کی پیش تو گفتم غم دل ترسیدم

که دل آزرده شوی ورنه سخن بسیار است

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۶۵

....

اندرین بحر بی کرانه چو غوک

دست و پای بزن چه دانی بوک

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۷۵

....

ای سرای و باغ تو زندان تو

خان و مان تو بلائے جان تو

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۸۳

....

این کار دولت است کنون تا کرا رسد

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۱۹۶

....

آبی که رود پیش درت تیره نماید

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۱۰

....

از ماوشما بهانه ساخته اند

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۱۶

....

بس کنم خود زیر کانرا این بس است

بانگ دو کر دم اگر درده کس است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۱۴۷ مثنوی: دفتر: ۴، بیت: ۲۷۷۰

....

بے عنایات حق و خاصان حق

گر ملک باشد سیاه هستش ورق

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۱۴ مثنوی دفتر ۱ :، بیت: ۱۸۷۹

....

مابسفر میرویم عزم تماشا کراست

مابراومی رویم کزهمه عالم وراست

دفتر: ۲، مکتوب: ۷۷

....

بحمد اللہ کہ برزعم زمانہ
بپایان آمد این دلکش فسانہ
ز دیوار فراغت یافت پشتی
براہ نرمی افتاد از درشتی
سرم برداشت از زانو گرانی
سبک شد خاطر از بار نہانی

اختتامیہ سعید احمد: ج: ۳ مثنوی ہفت اورنگ /ص: ۲، ۷ ۲۰

....

بلائے دردمندان از درو دیوار می آید

دفتر: ۲، مکتوب: ۹۹

....

بر اَشہد تو خندہ زند اَسہد بلال

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

....

ببوی تو ازجاج هم مست و بے خود
زهر سوکه آواز پائے برآید
دفتر: ۳، مکتوب: ۱۰۰

....

بلا بودی اگر این هم نه بودی
دفتر: ۳، مکتوب: ۷۷

....

بقدر آئینه حسن تو مینماید رو
دفتر: ۲، مکتوب: ۱۱

....

بردند شکستگان ازیں میدان گوی
دفتر: ۳، مکتوب: ۴۷

....

بتاریکي درون آب حیات است

....

غلام خویشتنم خواند لاله رخساری
سیاه روئی من کرد عاقبت کاری
دفتر: ۳، مکتوب: ۴۷

....

بهرچه از دوست دامانی چه کفران حرف وچه ایمان
بهرچه ازراه دور افتی چه زشت آن نقش وچه زیبا
دفتر: ۱، مکتوب: ۱۵۳

....

بگفتا فلانی چه بد می کند

نه با من که بانفس خود می کند

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۷

....

برشکر غلطیدای صفرائیان

از برای کوری سودائیان

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۷

....

بعداز خدای هرچه پرستند هیچ نیست

بے دولت ست آنکه هیچ اختیار کرد

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۷

....

بیش ازین پی نه برده اند که هست

بارگاه الست کی دور بین

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۶

....

بی خردی چند زخود بی خبر

عیب پسندند بزعم هنر

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۹۰

....

بخواب اندر مگر موشی شترشد

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۸۷

....

باری بهیچ خاطر خود شاد می کنم

دفتر: ا ،مکتوب: ۳۲

....

ببین تفاوت ره از کجاست تابکجا

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۰۱

....

بلی هر جاشود مهر آشکارا

سهارا جزنهاں بودن چه یارا

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۶۸ مثنوی هفت اور نگ/ص: ۹۵،۲

....

بوقت صبح شود همچو روز معلومست

که باکه باخته عشق درشب دیجور

دفتر: ۱،مکتوب: ۱۶۵

....

بس بیرنگ است یار دلخواہ اے دل
قانع نشوی برنگ ناگاہ ای دل

دفتر: ۱،مکتوب ۲۰۳

....

گرد مستان گرد اگرمے کم رسدبوئی رسد
گرچہ بوئی ھم نباشد رویت ایشان بس است

دفتر: ۱،مکتوب ۲۰۳

....

بندہ باید کہ حدخود داند

دفتر: ۱،مکتوب: ۲

....

پایہ آخر آدم است و آدمی
گشت محروم از مقام محرمی
گرنہ گردد باز مسکین زین سفر
نیست ازوی ھیچکس محروم تر

دفتر: ا ،مکتوب ۴۵:

....

پری نهفته رخ و دیودر کرشمه حسن
بسوخت دیده زحیرت که این چه بوالعجبیست

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۹۳ دیوان ص: ۴۷

....

پای استد لالیان چوبین بود
پای چوبین سخت بی تمکین بود

دفتر: ۳،مکتوب: ۳۶ مثنوی دفتر: ا ، بیت: ۲۱۲۸

....

ترسم نرسی بکعبه ای اعرابی
این ره که تو میروی بترکستان ست

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۸۱ گلستان ص: ۴۳

....

ترسم آن قوم که بردرد کشان می خندند
برسرکار خرابات کنند ایمان را

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۱۸

....

تو مگو مارا بران در بار نیست
بر کریماں کارها دشوار نیست

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۶۰ کلیات باقی /ص: ۱۳۷

....

تاتو در بند خویشتن باشی

عشق گوئی دروغ زن باشی

دفتر: ا ،مکتوب: ۷۷

تابجاروب لا نروبی راه

نرسی در سرائے الا اللہ

دفتر: ا ،مکتوب: ۵۲

....

تو مرا دل ده و دلیری بین

رو به خویش خوان و شیری بین

دفتر: ا ،مکتوب: ۵۰

....

تولی بی تبری نیست ممکن

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۶۶

....

حسن تو مراکرد چناں زیر وزبر

کز خال و خط زلف توام نیست خبر

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۹۰

....

حافظ وظیفه تو دعا گفتن است و بس

دربند آن مباش که نشنید یاشنید

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۳۳ دیوان ص: ۱۷۶

....

چو گذشتم زعقل صد عالم

چو بگویم که کفر و دیں دیدم

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۹۰

....

چو ممکن گرد امکان برفشاند

بجز واجب دروچیزی نماند

نه آن این گرددونے این شود آن

همه اشکال گرد د برتو آسان

دفتر: ۳،مکتوب: ۳۳

....

چون غلام آفتابم هم از آفتاب گویم

نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۳۰

....

چون بدانستی تو اورا ازنخست

سوی آنحضرت نسب کردی درست

وانگه دانستی که ظل کیستی

فارغی گرمردی و گرزیستی

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۴۵

....

چون رابه بی چون راه نیست

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۱۳

....

چون بیدبر سرایمان خویش می لرزم

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۶۵

....

چو نام اینست نام آور چه باشد

دفتر: ۳،مکتوب: ۹۶

....

چنانکه پرورشم میدهند میرویم

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۱۸۱

....

چه گویم باتو ازمرغی نشانه

که باعنقا بود هم آشیانه

زعنقا هست نامی پیش مردم

زمرغ من بود آن نام هم گم

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۷۹ هفت اورنگ/یوسف وزلیخا: ص: ۲،۵۵

....

چو آن کرمی که در سنگی نهان است

زمین و آسمان او همان است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۷۲

چون طمع خواهد زمن سلطان دین

خاک برفرق قناعت بعدازین

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۸ مثنوی دفتر: ۵، بیت: ۲۶۹۵

....

چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۶۱

....

چونکه اوشد چشم و گوش و دست و پای

دفتر: ۳،مکتوب: ۱۷

....

چه نسبت خاک را با عالم پاک

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۶۸

....

چو دل بادلبری آرام گیرد

بوصل دیگری کی کام گیرد

نهی صد دسته ریحان پیش بلبل
نخواهد خاطرش جز نکبت گل
زمهر آتش چو در نیلوفر افتد
تماشای مهش کی درخور افتد
چو خواهد تشنه جانی برلب آب
نیفتد سود مندش شکرناب

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۷۳ ہفت اورنگ/یوسف و زلیخا: ص: ۲، ۷۶

....

چه وقت مدرسه وبحث کشف و کشاف ست

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۷۶

....

چون چنین بایکد گر همسایه ایم
تو چو خورشیدی و ماچون سایه ایم
چه بدی اے مایه بی مائگان
گرنگاه داری حق همسائگان

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۷۸

....

خلق راروی کی نمایداو

در کدام آئینه در آید او

دفتر: ۱، مکتوب: ۸ عراقی لمعه: ۲۷

....

خورشید نه مجرم ار کسی بینا نیست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱۹

....

خواجه پندارد که مرد واصل است

حاصل خواجه بجز پندار نیست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۸۵

....

خوشتر آں باشد که سر دلبراں

گفته آید در حدیث دیگراں

دفتر: ۲، مکتوب: ۹۸ مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۱۳۶

....

خوابم بشد از دیده درین فکر جگر سوز

کاغوش که شد منزل آسائش و خوابت

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶۸ دیوان ص: ۱۳

....

خاص کند بندہ مصلحت عام را

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰

....

خاک شو خاک تا بروید گل

کہ بجز خاک نیست مظہر گل

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۵۹

....

دور بینان بار گاہ الست

بیش ازیں پے نبردہ اند کہ هست

دفتر: ۲، مکتوب: ۸ کلیات باقی: ص: ۱۴۹

....

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد

در کلبۂ گدایان سلطان چہ کار دارد

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶ عراقی لمعہ: ۹

....

دادیم نشان ز گنج مقصود ترا

گر مانه رسیدیم تو شاید برسی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۲۳ کلیات باقی: ص: ۱۳۰

....

در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند
آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۵۱ دیوان: ص: ۲۷۳

....

درنیابد حال پخته هیچ خام
پس سخن کوتاه باید والسلام

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶ مثنوی دفتر: ۱، بیت: ۱۸

....

درعرصۂ کائنات بادقت فهم
بسیار گذشیتم بسرعت چو سهم

گشتیم همه چشم ندیدیم درو
جزظل صفات آمده ثابت درهم

دفتر: ۳، مکتوب: ۶۷ رباعی للمؤلف

....

در خانه کس است یک حرف بس است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۹۸

....

در افکنده دف این آوازه از دوست

کزو در دست دف کوباں بود پوست

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۸ دفتر: مثنوی هفت اورنگ/ص: ۱۷

....

در عشق چنین بوالعجبیها باشند

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۴۰

....

ذوق این مے نشناسی بخدا تانچشی

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۹۱

....

ذکر گوت اترا جان است

پاکی دل ز ذکر رحمان است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۰۶

ذره گر بس نیک وربس بدبود
گرچه عمری تگ زندر خود بود

دفتر: ا ،مکتوب: ۳۰

....

زان روی که چشم تست احول
معبود تو پیر تست اول

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۱

....

زگندم جو زجو گندم نیاید ،

دفتر: ا ،مکتوب: ۹

....

زان کس که بقرآن و خبر می نرهی
آنست جوابش که جو ابش ندهی

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۱۴

....

زمین زاده برآسمان تافته
زمین و زمان راپس انداخته

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۰۹

....

سعی کن تالقمه راسازی گهر
بعد از آن چنداں که می خواهی بخور

دفتر: ۱، مکتوب: ۶۲

....

سبحان خالقی که صفاتش ز کبریا
بر خاک عجز می فگند عقل انبیاء

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۲

....

سگی کاندر نمک زار اوفتد گم گردد اندر وی
من این دریائے پرشور از نمک کمتر نمی دانم

دفتر: ۳، مکتوب: ۵۳ عراقی لمعه: ۱۰

....

سیاه روئی زممکن در دو عالم
جدا هر گز نه شد والله اعلم

دفتر: ۳، مکتوب: ۱۲۲

....

سالی که نکوست از بهارش پیداست

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸

سیاهی از حبشی کی رود که خود رنگ است

دفتر: ا ،مکتوب: ۹

....

سکندر رانمی بخشند آبی

بزور زر میسر نیست این کار

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۲۰ دیوان ص:۱۷۷

....

شرمت بادا هزار شرمت بادا

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۲۶

....

شرح او حیف است بااهل جهان

همچون راز عشق بایددرنهان

لیک گفتم و صف او تاراه برند

پیش ازآن کزفوت اوحسرت خورند

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۱

....

صورت پرست غافل معنی چه داند آخر

کو باجمال جانان پنهاں چه کاردارد

دفتر: ۳، مکتوب: ۳۳۲

....

صوفی ابن الوقت باشد درمثال

لیک صافی فارغ است از وقت و حال

دفتر: ۱، مکتوب: ۸۴ مثنوی دفتر ۳: بیت: ۱۴۲۶

....

عجب اینست که من واصل و سرگردانم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸

....

عجبی نیست اگر زنده شود جان عزیز

چون از آن یار جدا مانده پیامی برسد

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰

....

عالم که کامرانی وتن پروری کند

او خویشتن گم است کرا رهبری کند

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۷ گلستان ص: ۹۲

....

عشق آن شعله است کوچون برفروخت

هرچه جز معشوق باقی جمله سوخت

تیغ لادر قتل غیر حق براند

درنگرزاں پس که بعد لاچه ماند

ماند الا الله باقی جمله رفت

شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۳ مثنوی دفتر ۵:، بیت: ۵۸۸

....

عنقا شکار کس نشود دام بازچین

کآنجا همیشه باد بدست است دام را

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰ دیوان ص: ۷

....

عشق محبوبان نهان ست و ستیز

عشق عاشق بادوصد طبل و نفیر

لیک عشق عاشقان تن زه کند

عشق معشوقان خوش و فربه کند

دفتر: ۳،مکتوب: ۱۲۱ کلیات باقی: ص: ۸۰

....

عیب مے جمله به گفتی هنرش نیز بگو

دفتر: ۲،مکتوب: ۴۶ دیوان ص: ۱۳۱

....

عشق بالائے کفرودین دیدم

برتراز شک واز یقین دیدم

کفر و دین ویقین و شک هرچار

همه باعقل همنشین دیدم

هرچه هستند سدراه تواند

سد اسکندری همین دیدم

دفتر: ۱،مکتوب: ۱۲۰

....

عزلت از اغیار باید نه زیار

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۶۵

....

عمر بگذشت و حدیثِ درد ما آخر نشد

شب بآخر شد کنون کوتاه کنم افسانه را

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۱۷۳

....

غرض از عشق توام چاشنی درد و غم است

ورنه زیر فلک اسباب تنعم چه کم است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۱۴۵

....

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگران هم بکنند آنچه مسیحامی کرد

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۳۴ دیوان/ص: ۱۰۳

....

فریاد حافظ این همه آخر بهرزه نیست

هم قصه غریب و حدیثی عجیب هست

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۶۷ دیوان ص: ۴۷

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست
درون دیده اگر نیم موست بسیار است

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۴۲

....

فلسفه چون اکثر ش باشد سفه پس کل آن
هم سفه باشد که حکم کل حکم اکثرست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

....

قیامت میکنی سعدی بدین شیرین سخن گفتن
مسلم نیست طوطی را بدورانت شکر خائی

دفتر: ۳، مکتوب: ۶۴

....

قیاس کن زگلستان من بهار مرا

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۱

....

قاصری گر کند این طائفه راطعن و قصور
حاش لِلّٰه برارم بزبان این گله را

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۴۳ نفحات الانس/ص: ۴۱۳

....

قلم اینجار رسید و سر بشکست

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۴

....

که رستم را کشد هم رخش رستم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۲

....

که مستحق کرامت گناه گارانند

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۰

....

کند زنگی مست در کعبه قی
اگر چوب حاکم نباشد زپی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

....

کرا زهرهِ آنکه از بیم تو
کشاید زبان جزبه تسیلم تو

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۶۶

....

کار اینست غیر این همه هیچ

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۳۷

گر برتن من شود زبان هرموی

یک شکر تواز هزار نتوانم کرد

دفتر: ۱،مکتوب: ۲۶۶

....

گوشش از باروز گران شده است

نشنود ناله وفغان مرا

دفتر: ۱،مکتوب: ۱۸۹

....

گر ندارم از شکر جز نام بهر

این بسی بهتر که اندر کام زهر

دفتر: ۱،مکتوب: ۱۹۷ نفحات الانس/ص: ۴۱۲

....

گر بگویم شرح این بے حد شود

مثنوی هشتاد تا کاغذ شود

دفتر: ۱،مکتوب: ۲۶۰ مثنوی دفتر: ۳، بیت: ۱۴۴۳

....

گر عشق نبودی و غم عشق نبودی

چند ین سخن نغز که گفتی که شنودی

دفتر: ۳،مکتوب: ۱۲۱

....

گوئے توفیق وسعادت درمیان افگنده اند

کس بمیداں درنه نمی آید سواران راچه شد

دفتر: ۳،مکتوب: ۵۴

....

گر مصور صورت آن دلستاں خواهد کشید

حیرتی دارم که نازش راچساں خواهد کشید

دفتر: ۳،مکتوب: ۴۸

....

گر بوعلی نوائے قلندر نواختی

صوفی بدی هر آنکه به عالم قلندر است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۳۰۳

....

گر دری بسته شد ای دل دگر بگشایند

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۱۴۹

....

گلی بردند ازین دهلیزئه پست

براں درگاہ والا دست بردست

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۶

....

لا وھو زاں سرائے کے روز بھی
باز گشتہ حبیب و کیسہ تھی

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۰ کلیات باقی: ص: ۱۵۳

....

لاف بے شرکی مزن کان از نشان پائے مور
درشب تاریک برسنگ سیاہ پنھاں تراست

دفتر: ۳، مکتوب: ۴۱

....

من از تو روی نه پیچم گرم بیازاری
که خوش بود زعزیزاں تحمل و خواری

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۹ غزلهای فارسی: ۱۲۱

....

من هیچم و کم زهیچ هم بسیاری
از هیچ و کم از هیچ نیاید کاری

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸ کلیات باقی: ص: ۱۵۱

....

میپندار سعدی که راه صفا

توان رفت جز درپیِ مصطفی

دفتر: ۱، مکتوب: ۷۸ دیوان سعدی: ص: ۱۴۸

....

من شوم عریاں زتن اواز خیال

تا خرامم در نهایات الوصال

دفتر: ۲، مکتوب: ۳ مثنوی دفتر: ۶، بیت: ۴۶۱۹

....

موجب ایمان نباشد معجزات

بوی جنسیت کند جذب صفات

معجزات از بهر قهرِ دشمنست

بوی جنسیت پئے دل بردنست

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۲ مثنوی دفتر ۶: ، بیت: ۱۱۷۶

....

مصلحت نیست که از پرده برون افتدراز

ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست

دفتر: ۱،مکتوب: ۳۴ دیوان: ص: ۵۴

....

من آنچه شرط بلاغ است باتو میگویم
تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال

دفتر: ۱،مکتوب: ۲۲۴

....

من آن خاکم که ابر نو بهاری
کند از لطف برمن قطره باری
اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سبزه شکر لطفش کی توانم

دفتر: ۱،مکتوب: ۲۳۶

....

مگر نشکستی دل دربان راز
فضل جاں راهمه بکشادے

دفتر: ۱،مکتوب: ۲۰

....

ماز یاراں چشم یاری داشتیم

دفتر:۳،مکتوب: ۱۲۱

....

منم کاستاد را استاد کردم
غلامم خواجه را آزاد کردم

....

نے گفت که من نیم شکر خورد
شاخی که بلند شد ستر خورد

دفتر: ۲، مکتوب: ۹۷

....

مجموعه کون را بقا نون سبق
کردیم تصفح ورقا بعد ورق
حقا که ندیدیم و نخواندیم درو
جز ذات حق و شئون ذاتیه حق

دفتر: ۳، مکتوب: ٦۷

....

ما از پی نوری که بود مشرق انوار
از مغربی و کوکب ومشکواة گزشتیم

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۲

....

می تواند که دیداشک رامن قبول
آنکه درساخته است قطره بارانی را

دفتر: ۱، مکتوب: ٦۹

محمدٌ عربی کابروی هر دوسراست

کسیکه خاک درش نیست خاک برسراو

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۳

....

من گم شده ام مرا مجوئید

با گم شدگان سخن مگوئید

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۶

....

من همان احمد پارینه که هستم هستم

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۱

....

نه حسنش غایتی دارد نه سعدی راسخن پایاں

بمیرد تشنه مستسقی و دریا همچنان باقی

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۶۰

....

نقشبندیه عجب قافله سالا رانند

که برند از ره پنهاں بحرم قافله را

از دل سالک رہ جاذبه ای صحبتشان

میبرد وسوسه خلوت و فکر چله را

قاصری کر کند این طائفه را طعن و قصور

حاش للّٰہ که برارم بزبان این گله را

همه شیر ان جهان بستهٔ این سلسله اند

روبه از حبله چسان بگسلداین سلسله را

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۷۸ نفحات الانس/ص: ۴۱۳

....

نمی بینی که شاهی چون پیمبرؐ

نیافت او فقر کل تو رنج کم بر

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۲۳ شیخ عطار

....

نه هر که آئینه دارد سکندری داند

نه هر که سر بتراشد قلندری داند

دفتر: ۱، مکتوب: ۶

....

نه تنها آفتم زیبائی اوست

بلائے من زناپروائی اوست

دفتر: ۳، مکتوب: ۹۶

....

نیاوردم از خانه چیزی نخست

تو داری همه چیز ومن چیز تست

دفتر: ۲، مکتوب: ۱

....

نقش بند ندولی بند بهر نقش نیند

هر دم از بوالعجبی نقشی دگر پیش آرند

دفتر ۲، مکتوب ۴۲

نقشبندانی ولیک از نقش پاک

نقش ماهم گرچه پاک از لوح خام

دفتر: ۲، مکتوب: ۴۲

....

نماند بعصیاں کسی در گرو

که دارد چنین سید پیشرو

دفتر: ا ،مکتوب: ۴۴

....

ولی چون شاہ مرا برداشت از خاک
سزدگر بگذرانم سر ز افلاک

دفتر: ا ،مکتوب: ۲

....

وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے

دفتر: ۲ ،مکتوب: ۱۵ مثنوی ھفت اورنگ/ص

:۲،۶۶

....

ھرچہ گیرد علتی علت شود
(کفر گیرد کاملی ملت شود)

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۰۵ مثنوی دفتر: ا ، بیت: ۱۶۱۳

....

ھزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست
نہ ھر کہ سر بتر اشد قلندری داند

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۶۰ دیوان :ص: ۱۲۸

....

ھر کسی رابھر کاری ساختند

(میل آنر ادردلش انداختند)

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۷۳ مثنوی دفتر۳:، بیت:۱۲۱۸

....

هم چونا بینا مبر هر سوی دست

باتو زیر گلیم است هرچه هست

دفتر: ا مکتوب:۱۴۷ کلیات باقی ص:۸۳

....

هر کس افسانه بخواند افسانه است

و آنکه دیدش نقد خود مردانه است

آب نیلست و بقبطی خون نمود

قوم موسیٰ زانه خون بد آب بود

دفتر: ا ،مکتوب: ۱٦٦ مثنوی دفتر:۴، بیت: ۳۲

....

هرچه جز عشق خدائے احسن است

گرشکر خواریست آن جان کندن است

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۲۷ مثنوی دفتر: ا ، بیت:۳٦۸٦

هیچکس راتا نگردد او فنا
نیست راه دربار گاه کبریا

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۷۸ مثنوی دفتر: ٦ ، بیت: ۲۳۲

....

هنوز ایوان استغناء بلند است
مرافکر رسیدان ناپسند است

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲٦٦ کلیات باقی باللہ: ص: ۲۲۲

....

هر گدائی مرد سلطان کی شود
پشه ای آخر سلیمان کی شود

دفتر: ۱ ،مکتوب: ۲۲۴ عراقی: لمعه: ۷

....

همسایه همنشین همراه همه اوست
دردلق گدا واطلس شه همه اوست
درانجمن فرق و نهان خانه جمع
باللہ همه اوست ثم باللہ همه اوست

دفتر: ۲، مکتوب: ۱

....

هائے دو چشمی است مربی ما
هم چو الف رب حبیب خدا
لام مربی خلیل الله است
میم زتدبیر کلیم آگه است

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۱۱

....

هرچه، هستند راه تو اند
سدا سکندری همین دیدم

دفتر. ۱، مکتوب: ۲۹۰

....

هر که را روی به بهبود نه بود
دیدن روی بی سود بود

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۹۲

....

هیچ زشتی نیست کورا خوبی همراه نیست

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۰۷

....

هر چند که مطمئنه گردد

هرگز صفات خود نگردد

دفتر: ۱، مکتوب: ۴۱

....

هـزار بـار بشستم دهن بمشک و گلاب

هــنــوز نــــام تـــو گــفتــن رانـــمـــی شـــایــد

دفتر: ۱، مکتوب: ۱۸

....

همه اندر زمن بتواین أست

که تو طفلی و خانه رنگین است

دفتر: ۱، مکتوب: ۳۳۵

....

هرچه از دوست دامانی چه کفر آن حرف وچه ایمان

هر چه ازراه دور افتی چه زشت آں حرف وچه زیبا

دفتر: ۱، مکتوب: ۲۴۰

....

هم برنیم بداریم یا رب

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۲۳

....

هر که عاشق شد اگرچه نازنین عالم ست

ناز کی کی راست آید بار می باید کشید

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۷۰

....

یار نازک بدن زبار هوا می رنجد

همچو گل برگ زآسیب صبامی رنجد

دفتر: ا ،مکتوب: ۲۳۳

....

یک چشم زدن خیال پیش نظر

بهتر زوصال خوبرویان همه عمر

دفتر: ا ،مکتوب: ۱۲۲

....

(ii) عربی اشعار

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابــدا عــلــی افــق الــعــلــی لاتـغـرب

(دفتر سوم، مکتوب:۱۲۳)

....

فـــان فـــضـــل رسـول اللہ لیـــس لـــه

حـــد فیـــعـــرب عـــنـــه نـــاطـق بـفـم

(دفتر سوم، مکتوب:۱۲۱)

الـمـجـمـوعة الـنبهانية فی المدائح النبوية، لا سماعيل النبهانی، ۸/۴.

دار الکتب العلمية بيروت لبنان، طبعة اولى ۱۹۹۶، ۱۴۱۷ھ

هذا البيت للامام شرف الدين البوصيری و البيت من قصيدته الشهيرة البردة

....

ولـــو جهـــه مـــن وجهـــه قـــمـــر

ولـــعيـــنـــه مـــن عيـــنـــه كـــحـــل

(دفتر سوم، مکتوب:۱۱۱).

....

کسے در صـحـن کـاچی قلیـه جوید

اضـــاع الـعـمـر فـی طـلـب المحـال

(دفتر سوم، مکتوب:۷۹)

....

تـجـری الـريـاح بـمـالا تشتهی السفن

(دفتر سوم، مکتوب: ۲۲۵)

المتنبی شرح دیوان المتنبی للبرقوقی ۳۶۶/۴

ناشر: دار الکتاب العربی بیروت لبنان

....

مـــا کـــل مـــا یتـــمـــنـــی الـــمـــرء یدرکـــه

(دفتر سوم، مکتوب: ۲۲۵)

....

ولـــــدت امـــــی ابـــــاهـــــا

ان ذا مـــــن عـــــجـــــبـــــات

(دفتر سوم، مکتوب: ۳۳)

....

دع مـــا ادَّعتـــه الـــنـــصـــاری فـــی نبیهـــم

واحـــکـــم بـــمـــاشِـــئـــتَ مدحافیه واحتکم

(دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۳)

المجموعة النبهانية في المدائح النبوية، لا سماعيل النبهانی ۸/۴

دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۱۹۹۲م طبعة اولی.

والبیت للامام البوصیری المتوفی ۶۹۶ھ ومن قصیدته الشهیرةالبردة

....

ولـلارض مـن كـأس الـكـرام نصيـب

(دفتر اول، مکتوب:۲۸۴)

....

لانـــى فـــى الـوصـــال عبيـد نـفســى
وفـــى الهـــجـــران مـــولـى لـلـمـوالـى
و شــغـــلـــى بـــا لـحـبـيـب بـكـل حـال
احـــب الـــىّ مـــن شـــغـــلـــى بـحـــالـى

(دفتر اول، مکتوب:۲۷۳)

....

كـــفـــرت بـديـن الله والـكـفـر واجـب
لـــدى و عـــنـــد الـــمـســـلـمـيـن قبيـح

(دفتر اول، مکتوب:۲۶۸)

....

يـــراه الـــمـــومـــنـــون بـــغـيـــر كيف
و ادراک و ضـــــرب مـــــن مثـــــال

(دفتر اول، مکتوب:۲۶۸) قصیدہ بدءالامالی

....

اولئک ابائی فجئنی بمثلھم

اذا جَمَعتُنَا یا جریرا لمجامع

(دفتر اول، مکتوب: ۲۴۳) فرزدق

....

جنونی من حبیب ذی فنون

(دفتر اول، مکتوب: ۱۷۳)

....

ان المحب لمن ھواہ مطیع

(دفتر اول، مکتوب: ۱۶۵)

....

عش ما شئت فانک میت

والزم ما شئت فانک مفارقہ

(دفتر اول، مکتوب: ۱۳۸)

....

و قد کان ما خفت ان یکونا

انّا الی اللہ راجعونا

(دفتر اول، مکتوب: ۱۳۲)

....

ما ان مدحت محمدﷺ ابمقالتی

لکن مدحت مقالتی بمحمدﷺ

(دفتر اول، مکتوب: ۴۴)

....

ومن بعد هذا ما یدق صفاته

وما کتمه احظیٰ لدیه و اجمل

(دفتر اول، مکتوب: ۳۲)

....

الیک یا منیتی حجی و معتمری

ان حج قوم الی ترب و احجار

(دفتر اول، مکتوب: ۲۲)

....

قصة العشق لانفصام لها

(دفتر اول، مکتوب: ۱۱)

....

صبــت عــلــی مـصــائــب لـوانهــا

صبــت عــلـى الايــام صـرن ليــا ليــا

(دفتر اول،مکتوب:۱۹۴)

....

لــقــد طــغـنــا كـمــا طـغـتـم سـنـيـنــا

بهـــذا البيـــت طـــرا اجـــمـعـيـنـــا

(دفتر دوم،مکتوب:۵۸)

....

كيف الــوصــول الــى سـعـا دودونهـا

قــلــل الــجـبـــال و دونهــن خيــوف

(دفتر دوم،مکتوب:۴۲)

....

يـــزيـــدك وجهـــه حســنـــا

اذا مـــا زدتـــه نـــظـــرا

(دفتر دوم،مکتوب:۳۸)

....

لــو كـــان رفــضــا حب ال مـحـمـد

فـــلیشهـــد الثـقــلان انـــی رافــض

(دفتر دوم،مکتوب:۳۶)

الشـافـعی، مـحمد بن ادریس (۱۵۰ . ۲۰۴ھ) ، دیوان الامام الشافعی، جـمـع و تـعـلیـص، ڈاکـٹـر احـمـد احـمـد شتبـوی، دارالـخـلد الجدید مصـر، ۲۰۰۳/۱۴۲۴ھ ص:۱۰۰.

لیکن محقق نے شعر اس طرح نقل کیا ہے

ان کـــان رفـــضـــاحـــب آل مـحـمـد

فــلیشهــد الثــقــلان انـــی رافـضـــی

٭ بحواله معجم الا دباء جلد ۵،ص:۲۰۸

....

هــنیــئـــاً لاربــابَ الــنعیم نـعـیـمهـــا

ولـــلـــعـاشق الـمسـکیـن مـا یتـجـرع

(دفتر دوم،مکتوب:۲۲)

....

ان قـــال لـی مـت مـت سمعاً و طـاعةً

وقـلـتُ لـداعـی الـموت اهلاً و مرحباً

(دفتر دوم،مکتوب:۱۶)

....

نکات بحث:

درج بالا مباحث سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذوق مطالعہ کا باآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔جس دور میں کتابیں انتہائی نایاب تھیں، آپ نے ان کا تذکرہ کیا اہل علم کو مطالعہ کی رغبت دلائی۔ پڑھنے کی تحریک پیدا کی۔آپ کے مکتوبات میں ہرفن کی چوٹی کی کتب کے نام ملتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے ذہن میں تفسیر، حدیث، فقہ،تصوف اور شاعری کی بنیادی کتب کی معلومات کس قدر تھیں۔ بہت تھوڑے مقامات پرآپ نے دیگر کتب کے اقتباسات نقل فرمائے۔ان اقتباسات کو نقل فرما کر تشریح وتوضیح فرمائی بظاہر متضاد اقوال میں تطبیق وتوفیق کی راہ نکالی وقار علمی کے ساتھ نقد و جرح کا فریضہ انجام دیا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے مکتوبات کا شمار تالیفات کی بجائے تصانیف میں کیا جاتا ہے۔

مکتوبات کے مصادر ومراجع سے ہم اس دور کے اسلوب تعلیم وتربیت
اور نظام تعلیم وتدریس کا جائزہ بھی لے سکتے ہیں۔

مذہب اہلسنت و جماعت کی حقانیت کے بارے میں اور اِس کے ناجی گروہ ہونے کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

اگر کہیں کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہلسنت و جماعت ہی ناجی فرقہ ہیں اور یہی راہِ راست ہے اور اللہ والوں کا راستہ ہے اور باقی تمام راستے (فرقے) جہنم کی طرف جاتے ہیں اور ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ راہِ راست پر ہے اور اُسی کا مذہب برحق ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ صرف دعویٰ کر دینا برحق ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے دلیل چاہئے اہلسنت و جماعت کے برحق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ یہ دین اسلام نقل سے ثابت ہے، پرکھ کیلئے مجرد عقل کافی نہیں ہے جبکہ اہلسنت کی حقانیت متواتر اخبار کے ذریعے ثابت ہوتی ہے اور احادیث اور اثار میں غور خوض کرنے سے یہ یقین پختہ ہو جاتا ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین اور اُن سے بعد کے تمام بزرگ یہی عقائد رکھتے تھے اور اسی طریقے پر تھے اور مذہب و ارشادات اکابر میں بدعت و ہوس کی ملاوٹ صدرِ اوّل کے بعد ہوئی اور صحابہ و سلف متقدمین میں سے کوئی ایک بھی اُنکے طریقے پر نہ تھا وہ ایسے راستوں سے بری تھے۔ بزرگوں کی صحبت اور محبت کے رشتے کو دوسرے فرقوں نے توڑ دیا اور اس کا رد کیا اور صحاح ستہ و دوسری مشہور و معتمد کتب احادیث کہ اسلامی احکام کا جن پر دارومدار ہے اور چاروں مذاہب کے آئمہ مجتہدین و فقہاء وغیرہ سب زمرۂ اہلسنت و جماعت سے تھے۔ سب اِسی مذہب پر تھے اور اشاعرہ و ماتریدیہ کہ اُصول کلام کے امام تھے اُنہوں نے بھی سلف صالحین کے مذہب کی تائید کی اور اُسے عقلی دلائل سے ثابت کیا اور جو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور اجماع سلف سے ثابت ہے اُسے موکد کیا، اِسی وجہ سے اِس جماعت کا نام اہلسنت و جماعت پڑ گیا۔ اگرچہ ناجی گروہ کا یہ نام بعد میں رکھا گیا لیکن ان کا مذہب اور عقیدہ قدیم ہے اور اِن کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اتباع کرنا اور سلف صالحین کے آثار کی اقتداکرنا اور نصوص کو اُن کے ظاہر پر محمول کرنا ہے۔

اشعۃ اللمعات، جلد اوّل، ص: ۱۴۰۔۱۴۱

شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

اور

مجددیت

شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ اور مجددیت

محمد خلیل مجددی

حضرت ابوالفیض خواجہ کمال الدین محمد احسان مجددی سرہندی علیہ الرحمہ اپنی تالیف وتصنیف ''روضۃ القیومیہ'' جلد اوّل میں رقم طراز ہیں کہ ''حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تحصیل علوم اور دیگر تعلیمی علمی امور سے فارغ ہو کر عین ابتدائے عہد شباب میں مغلیہ دارالحکومت اکبر آباد کا رُخ کیا وہاں شہنشاہ ہند اکبر بادشاہ کا پایہ تخت تھا۔ چونکہ بادشاہ کے دربار اور اس شہر میں اکثر علمائے نامدار موجود رہتے تھے۔ اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو وہاں جانے کا اشتیاق پیدا ہوا جب آپ اکبر آباد تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے درباری ولشکری صاحبان علم آپ رضی اللہ عنہ کی علمیت کا مشاہدہ کر کے دنگ رہ گئے۔

اہم مقامات:

۱۔ مجتہد عصر: اکبر آباد میں علمائے کرام جوق در جوق آپ کے درس میں حاضر ہوتے رہے۔ علمائے عہد آپ کی شاگردی پر فخر کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کو مجتہد عصر تسلیم کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے تفسیر وحدیث کی سند حاصل کرنے لگے اور اکبری لشکر کے بہت سے نامور افراد بھی آپ کی زیارت کا ہی فخر حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ آپ کے اجتہاد کا شہرہ تمام اہل لشکر میں عام ہو گیا۔

۲۔ حسب بشارت: حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحب حال خلیفہ،

جب ملے تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ اہل مجلس نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ خواب میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیدارِ جمال آراء سے میں متعارف ہو چکا ہوں، انہوں نے غور سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مشاہدہ کر کے بتایا کہ یہ شخصیت ہیں جن کی خبر اکثر اولیائے امت نے دی ہے حالانکہ ابھی آپ نے تجدیدی امور کا آغاز نہیں فرمایا تھا۔

۳۔علامات وفضائل: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں بھنوؤں کے درمیان ایک سرخ لکیر چمکتی تھی، جو آپ کے ہزار سالہ تجدیدی منصب کی علامت تھی۔ خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکور نے ظاہر کیا کہ آپ کے ارشاد کا سلسلہ مشرق تا مغرب پھیلے گا اور تا بہ قیامت یہ فیضان جاری رہے گا۔ اُس دور کا ہر صاحب علم وفراست معترف تھا کہ عنقریب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امر عظیم ظاہر ہوگا۔

۴۔علمائے عصر: ملا مبارک کے بیٹے، ابوالفضل اور فیضی، اکبر بادشاہ کے مقربانِ خاص تھے۔ دونوں اس وقت علم وفضل میں سربرآوردہ اور بے مثال تھے۔ ایک دفعہ فیضی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر وشہرت سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ پھر دونوں بھائی حاضر خدمت ہوئے اور نہایت اخلاص کا اظہار کیا۔ دوسرے روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی دعوت پر ان کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے خوب عزت اور کاطر ومدارت کی اور بادشاہ کے دیئے ہوئے تحائف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کئے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تحریر ہے، کہ ابوالفضل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کو اپنے احباب میں بطور سند پیش کرتا تھا۔

۵۔ بے نقط تفسیر: انہی ایام میں فیضی نے قرآن مجید کی بے نقط تفسیر لکھنا شروع کی۔ اتفاقاً ایک مقام پر وہ دونوں بھائی اور دیگر کئی علماء بھی تحریر کو آگے بڑھانے میں عاجز آ گئے۔ مولانا جمال لاہوری تلوی سے بھی مشاورت کی گئی لیکن مسئلہ حل نہ ہوا اس محال صورت حال میں فیضی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التجاء کی تو آپ نے فی البدیہہ فصیح و بلیغ عبارات میں کئی صفحات تحریر کروادیے جس سے وہ دونوں بھائی مزید آپ کے علمی مقام و مرتبہ کے معترف ہو گئے۔

٦۔ فلاسفہ کا رد: خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر ہے کہ ایک مرتبہ ابوالفضل کی مجلس میں فلاسفہ کا تذکرہ ہوا تو ابوالفضل فلاسفہ کی تعریف میں اس قدر مبالغہ آرائی کرنے لگا جس سے علماء دین کی توہین ہوتی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جوش اسلام میں اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

> ''فلاسفہ جن علوم کا خود کو واضع و صانع قرار دیتے ہیں علم طب و نجوم اور علم تہذیب اخلاق جو ان کے تمام علوم میں بہتر ہیں وہ گذشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کی کتب اور ان کے کلام سے چرائے ہیں وہ جو علوم ان کے طبع زاد ہیں، ان میں سے ایک علم ہندسہ (جیومیٹری) ہے۔ اس کا کیا فائدہ؟'' [1]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید فرمایا:

''(علم ہندسہ) جو محض لایعنی اور بے ہودہ ولاطائل ہے بھلا

مثلث کے تینوں زاویوں کا دو قائموں کے برابر ہوتا کس کام
آئے گا اور شکل عروسی اور ماموفی جوان کے نزدیک بڑی مشکل
اور جانکاہ ہے کس غرض کے لئے ہے''۔ [۲]

ابوالفضل نے جب یہ سنا تو کہا:

غزالی نامعقول گفتہ۔ غزالی نے نامعقول کہا ہے''

یہ سن کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متغیر ہوئے اور اس کی مجلس سے اٹھ گئے۔ اٹھتے وقت فرمایا:

''اگر تم اہلِ علم کی صحبت کا ذوق رکھتے ہو تو ایسے ادب سے دور
کلمات سے زبان کو باز رکھو''۔ [۳]

اور چلے گئے اور کئی روز تک اس کی مجلس میں حاضر نہ ہوئے یہاں تک کہ اس نے خود کسی شخص کے ذریعے معذرت کی اور پھر بلا بھیجا۔

۷۔ شہادت رویت: ایک بار عید الفطر کے روز ابوالفضل نے روزے کے آثار دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسفسار کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ''واقعی میں روزے سے ہوں'' ابوالفضل نے کہا سب کی عید ہے اور آپ روزے سے ہیں۔ آپ نے روزہ کیوں رکھا۔ آپ نے فرمایا:

''آسمان ابر آلود نہیں تھا کہ کسی کو چاند دکھائی نہ دیتا اگر صرف
بادشاہ نے ہی دیکھا تو اس معاملہ میں صرف دو افراد کی شہادت
بھی منظور نہیں۔ مجمع کثیر کی شہادت درکار ہے جس کی تکذیب
عقل نہ کر سکے۔ علاوہ ازیں اس کے بارے میں بادشاہ کی

شہادت مطلق غیر معتبر ہے۔ وہ دین اسلام سے منحرف ہو کو مرتد ہو چکا ہے۔"

مزید پوچھنے پر فرمایا:

"قاضی کا علم بھی ملکی معاملات میں کفایت کرتا ہے، عبادات میں نہیں۔"

اس نے کہا شکوک چھوڑیئے۔ آج عید ہے افطار کیجئے۔ پانی منگوا کر آپ کے ہونٹوں کے پاس لے گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ مارا تو پانی اس کے کپڑوں پر پڑا اس نے محسوس تو کیا لیکن کچھ کہہ نہ سکا، کیونکہ زیادتی اسکی اپنی تھی۔ اتنے میں بہت سے اشخاص نے آ کر رویت ہلال کی شہادت دی تو آپ نے خود پانی پی لیا اور روزہ افطار فرمالیا۔

۸۔ شواہد النبوت: کچھ روز بعد پھر ملاقات ہوئی تو ابوالفضل نے دوبارہ فلاسفہ کی تعریف اور علمائے متکلمین کی توہین شروع کر دی۔ ابوالفضل نے کہا:

"خرق والتیام نہ ہونے کی وجہ سے فرشتے نازل نہیں ہو سکتے۔"

آپ نے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے ثابت کر دیا کہ فلاسفہ کے نزدیک بے خرق والتیام (آسمان کے پھٹنے اور پھر مل جانے کے بغیر) فرشتہ نازل ہو سکتا ہے کیونکہ حکیم (فلاسفہ) فرشتہ کو مجردات (غیر مادی) سے شمار کرتے ہیں اور متکلمین انہیں نور سے بیان کرتے ہیں پس اس دونوں کے لئے آسمان کا رستے میں (حائل) ہونا، زمین پر آنے سے روک نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ ان میں سے اس طرح گزر آتے ہیں جس طرح نظر عینک

میں سے یا روشنی (نور) شیشے میں سے۔"

ابوالفضل نے پھر کہا، ممکن ہے فرشتہ نزول کرے لیکن یہ کیونکر ممکن ہوا کہ ایک مقررہ شخص پر نازل ہوتا ہے اور اشارہ حضرت خاتم النبین ﷺ کی طرف کیا۔

آپ نے جواباً فرمایا، تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ ابونصر فارابی اور ابن سینا حکیم (فلاسفہ) تھے۔"

اس نے کہا "کتابیں اور ان کے علوم، ان کی حکمت (فلسفہ) پر دلالت کرتے ہیں۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا، "پس اسی طرح قرآن مجید اور احادیث (رسول ﷺ) سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ ہی نبی (ورسول) ہیں اور فرشتہ آپ پر ہی نازل ہوتا رہا۔ یہ سن کر ابوالفضل ساکت رہ گیا۔

اس پر رنجیدہ ہوکر آپ نے فرمایا "الحبُ للہ و البغضُ فِیُ للہ (مومن کی) محبت بھی اللہ تعالیٰ (کی رضا) کیلئے ہوتی ہے اور بغض (عدم محبت) بھی اللہ تعالیٰ کیلئے (ہوتا ہے)" یہ کہہ کر ابوالفضل کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی آشنائی ترک کردی۔ آپ نے رسالہ "اثبات النبوۃ اسی موقعہ وتناظر میں تصنیف فرمایا تھا۔

پاداس کردار۔ اس مناظرے کے تھوڑے عرصہ بعد شہزادہ سلیم (جہانگیر) کے اشارے پر ابوالفضل کو قتل کردیا گیا اور اس کے سر کو کوڑے دان میں پھینک دیا گیا۔ یہ اظہار مجددیت سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت وتصرف کا ظہور تھا۔ کسی شخص (خان اعظم) نے اس کے قتل پر تاریخی مصرع لکھا تھا۔ ع۔ تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید! تیغ اعجاز رسول اللہ ﷺ نے باغی کا سر کاٹ دیا (حکایتِ سیاق وسباق کو طول

دیا زیبِ داستاں کیلئے)

ردشیعہ: خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح فارسی رسالہ ردِ شیعہ کے شروع ہی میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا ہے، ''اس دوران جبکہ عبداللہ خان ازبک نے مشہد کا محاصرہ کیا تھا تو شیعہ نے علمائے ماوراالنہر کو ایک رسالہ لکھا تھا، ان علماء کے رسالے کے جواب میں جو شیعہ کی تکفیر اور انکے قتل کے مباح ہونے اور مسلمانوں کے لئے ان کے مالوں پر قبضہ کر لینے کے متعلق تھا'' جب اس حقیر قلیل البضاعت (شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو معلوم ہوا کہ شیعہ کے رسالے میں ابلہ فریب مقدمات (کم عقل افراد کو فریب میں ڈالنے والے ابتدائی امور) کی ترتیب کے بعد اس کا حاصل خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ عنھم کی تکفیر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مذمت و تشنیع ہے۔

ترسم ایں قوم کہ بر دردکشاں می خندند در سر کار خرابات کنند ایماں را

ترجمہ: میں ڈرتا ہوں کہ جو لوگ دردکشوں پر ہنستے ہیں وہ تو خود ہی اپنے ایمان کو خرابات کے کام میں صرف کرتے ہیں۔

اس وقت دل میں یہ بات طے پائی کہ ان لوگوں کے بیہودہ شکوک و شبہات کو رفع کرنے اور مذہب حق فرقہ ناجیہ (اہل سنت و جماعت) کی تحقیق میں ایک رسالہ تحریر کیا جائے تا کہ کوئی سادہ لوح شخص ان کے پُر فریب مقدمات سے غلطی میں نہ پڑے اور صراط مستقیم سے منحرف نہ ہو چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حسنِ توفیق سے اس اہم کام کو شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتا ہوں اور اسی پر بھروسہ ہے۔ ویسے بعض شیعہ طلبہ جو اس علاقہ میں آمد و رفت رکھتے تھے اور ان مقدمات پر فخر و غرور کرتے تھے اور امراء و سلاطین

کی محافل میں ان مظالطوں کو شہرت دیتے تھے۔ یہ ناچیز (مجدد الف ثانی) ہر مجلس و معرکہ میں معقول و منقول مقدمات کے ذریعے بالمشافہ ان کا بھی رد کرتا تھا اور ان کی صریح اغلاط سے ان کو مطلع کرتا تھا لیکن حمیت اسلام اور میری رگ فاروقی صرف اس قدر الزام پر کفایت نہیں کرتی تھی اور نہ اس بے کینہ سینہ کی سوزش کو اس سے تشفی ہوتی تھی۔ چنانچہ دل میں قرار پایا کہ ان لوگوں کے مفاسد کا اظہار اور بدکیشوں کے سرمایہ کا ابطال جب تک قیدِ کتابت اور معرض تحریر میں نہ آئے اس وقت تک پورا فائدہ اور نفع نہیں ہوگا۔ انتہیٰ کلامہٗ (آپ کا کلام ختم ہوا)۔ اس پس منظر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ ردشیعہ تصنیف کیا۔

۹۔ شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ کی آگرہ میں آمد: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو اکبرآباد میں کچھ مدت گزر گئی تو آپ کے والد گرامی شیخ عبدالاحد علیہ الرحمہ بے قرار ہوکر باوجود ضعفِ پیری اور بُعدِ مسافت کے اکبرآباد میں پہنچے۔ شاہی لشکر کے افراد نے آمد کا سبب پوچھا تو فرمایا اپنے فرزند کی ملاقات کیلئے آیا ہوں۔ ع۔ یوسف علیہ السلام نرود کنعان یعقوب علیہ السلام بیروں آمدہ، یوسف علیہ السلام (بیٹا) کنعان (وطن) نہ جائے تو یعقوب علیہ السلام (والد) ہی باہر آجاتا ہے۔ جدائی کا احساس کر کے حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی کے ساتھ وطن روانہ ہوئے پھر ہمیشہ والد کی خدمت میں ہی رہے۔

۱۰۔ رشتہء ازدواجیت: حضرت شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکبرآباد سے واپس آرہے تھے تو اثنائے راہ دہلی اور سرہند شریف کے مابین شہر تھانیسر میں آپ کا گزر ہوا وہاں کے رئیس شیخ سلطان رحمتہ اللہ علیہ شہنشاہ ہند اکبر بادشاہ کے بڑے مقرب تھے اور

اس کے طرف سے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے کے حاکم مقرر ہوئے۔

شیخ سلطان کو حضور ﷺ کی طرف سے خواب میں حکم ہوا کہ اپنی دختر نیک اختر کا نکاح شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیجئے وہ میرا نائب اور خلیفہ اعظم ہے۔ آپ ﷺ نے حلیہ مبارک بھی بیان فرمایا۔ اتفاقاً تھانیسر میں ہی ملاقات ہوگئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ارشاد پایا تو شیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدعا بیان کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے والد گرامی ساتھ ہیں انہیں پسند ہوگا تو میں بھی قبول کرلوں گا۔ حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد نے منظور کرلیا تو شادی کر کے اسے وطن مالوف لے آئے۔

۱۱۔ نئی حویلی: نواب شیخ سلطان علیہ الرحمہ حاکم وقت کی طرف سے بیٹی کو بکثرت مال و دولت (بطور جہیز) ملا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد بزرگوار کی اجازات سے سابقہ حویلی بھائیوں کے لئے چھوڑ کر نئی حویلی بنوائی جہاں پر اب آپکا روضہء مقدسہ ہے۔ اس کے قریب ہی ایک مسجد بنوائی یہی آپ کی اولاد کا محلّہ بن گیا۔ پرانی حویلی میں آپ کے برادران رہائش پذیر رہے۔ اس طرح حضور ﷺ کی سنت آپ کے حصے میں آئی جب حضور ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح سے بکثرت مال و دولت نصیب ہوا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ووجدك عائلاً فاغنٰی ۹۳۔۸۵ الضحٰی اور تجھے تنگدست پایا تو غنی کر دیا

حضرت شیخ سلطان علیہ الرحمہ کو خواب میں رسول ﷺ نے، مقامات و درجات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعارف فرما دیا۔ اس نعمت کو یاد کر کے اظہار تشکر میں شیخ سلطان علیہ الرحمہ نے دوگانہ (نفل) ادا فرمایا اور فقراء و

مساکین میں بہت سا مال (روپیہ) تقسیم فرمایا۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالمہ فاضلہ اور زاہدہ، عابدہ حرمِ محترمہ نے تازہ وضو کر کے دو رکعت نماز (نفل) ادا کی اور نہایت عجز و انکساری سے بارگاہ الٰہیہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شفاء کے لئے دعا کی تو جواب ملا کہ خاطر جمع رکھو ان کو شفاء ہو گی ابھی ہم نے ان سے بہت سے کام لینے ہیں۔ تلك احد عشره كاملة

رود کوثر اور شیخ سلطان رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام (ناقد) نے حاجی سلطان تھانیسری علیہ الرحمہ کے احوال کے شروع میں ایسے تنقیدی الفاظ تحریر کیے ہیں، جن کو یہاں درج کرنا مناسب نہیں۔ اگرچہ روضۃ القیومیہ اعلیٰ درجے کی مستند کتاب نہیں پھر بھی ضرورت سے زیادہ تنقید، معقول شمار نہیں ہوتی کہ ہمچو ما دیگرے نیست۔ فضائل کو عقیدت میں قبول کر لینا، نامناسب و غیر معقول نہیں۔ رود کوثر (شیخ محمد اکرام کی تالیف) میں ن سے چند امور پیش خدمت ہیں۔

۱۔ شیخ احمد سلطان کو اکبر بادشاہ کے ہاں بڑا قرب و اقتدار حاصل تھا۔ اس بنا پر جب بادشاہ کی روش دین اسلام سے گریز پا ہو گئی اور بادشاہ بتدریج اسلام سے بغاوت پر اتر آیا تو اس (بادشاہ) نے شیخ سلطان علیہ الرحمہ سے کہا، ''تم ہمارے لئے قرآن لکھو'' انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ بادشاہ نے پوچھا، ''کیا دیکھ رہے ہو''

انہوں نے جواباً فرمایا، ''آسمان سے جبرئیل علیہ السلام تمہارے لئے قرآن مجید لائے تو میں بھی لکھوں گا''۔

بادشاہ نے شرمسار ہو کر انہیں اپنے سے دور کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ جس کے لئے لاہور اور دہلی کے درمیانی علاقے (تھانیسر) کی حکومت ان کے سپرد کر دی۔

وہاں سے جتنا لگان (ٹیکس) جمع ہوتا آپ اسے بادشاہ کے پاس نہیں بھیجتے تھے بلکہ علماء وفقراء میں تقسیم فرما دیتے۔ جب بادشاہ کسی تقریب کے لئے وہاں سے گزرا اور بارہ سالہ خراج (ٹیکس) کی نسبت پوچھا تو شیخ صاحب علیہ الرحمہ نے کہا، "تو مرتد ہو گیا ہے اور مرتد کا مال اڑانا جائز ہے"۔[1]

حقیقت حال یہ ہے کہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ جو تھانیسر کے باشندے تھے، کتب تاریخ میں حاجی سلطان تھانیسری کے نام سے معروف رہے اور ایک عالم فاضل بزرگ تھے۔ حج وزیارت (روضہء رسول ﷺ) سے مشرف ہوئے۔

شیخ محمد اکرام نے زیارت کے ساتھ "روضہ رسول ﷺ" نہیں لکھا۔ اس لئے کہ اسے دین اسلام کے اہل سنت عقائد وطریقت سے زیادہ لگاؤ نہیں وہ محض ایک مؤرخ وناقد (محقق) ہے۔ اکابرین امت وملت پر تحقیق اور سیاسی تحقیق میں امتیاز (حد فاصل) ہونی چاہیے۔

شیخ سلطان مقاربت شاہی یا درباری مقربان میں شامل رہے۔ چار سال تک مہابھارت کے ترجمہ (فارسی) موسومہ "رزم نامہ" پر مصروف و مامور رہے۔ ابوالفضل اور ملا عبدالقادر بدایونی مؤلف منتخب التواریخ کے ہاں ان کی آمد ورفت رہی اور آپ بدایونی کے دلی خیر خواہ رہے۔

حریت واختلاف۔ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کی بادشاہ سے ناچاقی (اختلاف وافتراق) اس وقت شروع ہوئی جب تھانیسر کے ہندوؤں نے ان کے خلاف گاؤکشی کی شکایت

کی۔ اکبر بادشاہ اسلام سے زیادہ ہندومت (ہندو مذہب) کی رعایت کرتا تھا۔ اس لئے اس نے شیخ سلطان کو (بھکر) جلاوطن کر دیا۔ اتفاقاً خان خاناں اس علاقے کی حکومت پر معمور ہوا۔ وہ اہل علم کا خیر خواہ تھا، وہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ سے بری التفات سے پیش آیا۔ ان کے صدموں کے زخموں پر مرہم رکھا، دلاسا و سہارا دیا، فتح سندھ کے بعد انہیں ساتھ لایا۔ شیخ مخفی طور پر اپنے وطن واپس چلے گئے۔ لیکن خان خاناں نے دکن سے انکی سفارش کی اور جلاوطنی کے حکم کی تنسیخ کی درخواست کی جو منظور کر لی گئی تو شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا کام بن گیا بادشاہ نے غائبانہ حکم دیا کہ انہیں تھانیسر و کرنال کا کروڑی (محافظ و نگران) بنا دیا جائے۔ بدایونی کی منتخب التواریخ میں ایسا ہی تحریر ہے کہ

''اس وقت وہ اس خدمت پر مامور تھے''

شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا عتاب شاہی کے بعد کروڑی ہو جانا حیرت انگیز تھا اس لئے بالآخر یہی تقرر ان کیلئے جان لیوا ثابت ہوا۔ تھانیسر ہندوؤں کا ایک مقدس مقام اور ان کی احیائیت کا ایک گڑھ تھا۔ ان (ہندوؤں) سے شیخ (سلطان) کی پہلے بھی کشمکش ہو چکی تھی جس کی وجہ سے وہ بھکر جلاوطن ہوئے۔ یہ کشمکش پھر تازہ ہو گئی اور اس دفعہ ان کے (ہندو) دشمنوں کا وار بڑا کاری ثابت ہوا۔

عتاب شاہی۔ اکبر بادشاہ ۱۵۹۸ء کے آخر میں لاہور کے طویل قیام کے بعد جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں کوکبہ ء (محمل) شاہی تھانیسر میں مقیم ہوا تو لوگوں بالخصوص مقامی ہندوؤں نے شیخ کے ظلم وستم اور خلقت آزاری کی شکایت کی اور بادشاہ کو اس کا قائل کر لیا۔ اکبر بادشاہ ان کروڑیوں کے ساتھ، جن کے خلاف شکایت ثابت ہوئیں تھیں، خاص طور پر سختی کر رہا تھا۔ اس سے قبل محمد بیگ کروڑی کے خلاف ظلم وستم کی

فریادس کراس کے گلے پر چھری پھرادی تھی۔ ۸؎

یہاں بھی اس نے شیخ سلطان کو سزائے موت کا حکم دیا۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۵۹۹ء کو شیخ سلطان علیہ الرحمہ کو پھانسی دے دی گئی۔

شہادت شیخ سلطان علیہ الرحمہ۔ اس سلسلے میں اکبر نامہ (اکبری تاریخ جو بادشاہ نے خود لکھوائی) میں درج ہے:

"دریں روز شیخ سلطان را از حلق کشیدند۔ (کہ) در گروہ عمامہ دارا ے زیست، آرزوئے عمل گزاری اورا کالیوہ ساخت، تھانیسر (کہ بہ نگاہ او بود) بدو سپردند (سپردہ بودند)۔ از بدمستی دنیا کیں ہارا تازہ ساخت، بہ جانگزای نیکواں برخاست۔ چوں دادخدارا بداں شہر گزارشد، ولختے ستم گاری ءاو خاطر نشین گشت، بسزائے کردار خود رسید"۔

ترجمہ: اس روز (یکم جنوری ۱۵۹۹ء) شیخ سلطان کو گلے میں پھانسی دی گئی۔ جو کہ (علماء کی) باوقار جماعت میں زندگی بسر کرتا تھا۔ (لیکن) عملداری کی آرزو اسکے لئے خطرہ بن گئی۔ اسے تھانیسر (کی عملداری) سے الگ کر دیا گیا۔ دنیا کی بدمستی سے مذہبی خلفشار نے تازہ دم سر اٹھایا اور پُر امن لوگوں کے لئے خطرہ جان پیدا ہو گیا۔ خدائی عدل کا وہاں سے گذر ہوا اور کچھ ستمگاری (کی روئیداد) اس کے دل میں جاگزیں ہو گئی تو وہ اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ گیا۔ انتھیٰ

اقبال نامہ جہانگیری میں اس سانحہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے:

''چوں موکب اقبال بنواحی تھانیسر رسید۔ خلق انبوہ از بروئے سلطان کروڑئی انجا دادخواہ شدند و بعد از تحقیق بظہور رپیوست کہ دریں ملک تلظم بیدارداز وبفعل آمد۔ حکم شد کہ ہماں جا از حلق برکشند کہ عبرت دیگراں شود۔

ترجمہ: جب (اکبر بادشاہ کی) شاہی سواری تھانیسر کے گردو نواح میں پہنچی تو لوگوں کا انبوہ کثیر اس جگہ کے کروڑی شیخ سلطان کی وجہ سے دادخواہِ وفریادرس ہوا۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس علاقے میں ظلم و بیداری ظہور ہوا ہے تو حکم (شاہی صادر) ہوا کہ اسی جگہ اس کے گلے میں پھانسی دی جائے تا کہ دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔[۱۰]

حقائق سے مترشح یہی ہوتا ہے کہ شیخ سلطان محاصل شاہی کو فقراء و مساکین میں تقسیم کر (بانٹ) دیتے تھے لازم ہے کہ اس میں صداقت کا عنصر موجود ہو (شیخ اکرام ے بدظنی میں لکھا ہے ممکن ہے کہ اس میں صداقت کوئی عنصر نہ ہو) کیونکہ تذکرہ نگار شیخ صاحب کی سخاوت کا ذکر بالصراحت کرتے ہیں بلکہ حضرات القدس میں انہیں ''عالم و فاضل اور پرہیز گار و سخی بزرگ'' لکھا گیا ہے۔

لیکن ابوالفضل کے الفاظ ''کہن کیں ہارا تازہ ساخت۔ پرانے کینے (دشمنی) تازہ ہوگئ'' کو بدایونی کے بیان کی روشنی میں دیکھیں تو خیال ہوتا ہے کہ یہ پرانے گاؤکشی

(ذبیحہ گاؤ) والے فساد کا شاخسانہ تھا (شاید شیخ نے اپنے قدیمی مخالفین کے خلاف کوئی اقدام اٹھایا ہو۔ بلا سند بدظنی یا گمانی گناہ ہے) جس پر مخالف ہندوؤں کو موقع فراہم ہو گیا تو اکھٹے ہو کر بادشاہ سے شکایت کی ہو۔

شیخ علیہ الرحمہ کی حیات وشہادت کے اثرات:

واقعہ کی جزئیات پوری طرح واضح نہیں لیکن یہ تو ظاہر ہے کہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا کرب ناک انجام ایسا نہ تھا کہ اس سے ان کے اقرباء جن میں ان کی صاجزادی اور داماد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، اکبر بادشاہ اس کی پالیسی یا ہندوؤں سے شکایت نہ ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ اس سانحہ نے اکبر بادشاہ کے احکام، بدمذہبی اور ہندوؤں کے اثر ورسوخ کا مسئلہ ایک بھیانک صورت میں پیش کر دیا اس کا پورا پورا اندازہ دالحکومت میں نہیں ہوسکتا تھا، جس قدر زمینی حالات وماحولیاتی حقائق سے ہوسکتا تھا۔

۱۔ایوان شاہی میں تجدید: شیخ سلطان کا نقطۂ نظر دکھانے کیلئے ان کے حالات بیان کر دیئے ہیں لیکن معلوم رہے کہ اس سے پہلے انہوں نے بڑی عزو وقار کی زندگی بسر کی تھی وہ برسوں ایک اہم علاقے کے کروڑی رہے جو اس زمانے میں اعلیٰ رتبہ اور اقتدار کا نمایاں عہدہ تھا۔ علمی اور ادبی حلقوں میں بھی ان کا اپنا مقام تھا۔ اہل دربار سے ان کے پرانے مراسم تھے۔ قرین قیاس ہے کہ ان سے قریبی تعلق قائم ہونے سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حلقہ اثر کو وسعت دینے کا موقع ملا اور تجدید واحیائے دین اسلام کا مشن ایوان حکومت تک پہنچانے میں اسباب ووسائل میں تعاون واعانت ملی۔

۲۔رگِ فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: اس سے بھی اہم معاملہ نقطہ نظر کا ہے۔ معاصرانہ (اس دور کے) دینی مسائل و معاملات پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوزاویہ نگاہ شروع سے تھا وہ اثبات النبوۃ کی تصنیف سے واضح ہے۔ لیکن اس کا موازنہ ردّ روافض سے کیا جائے جو ایک لطیف فرق نظر آتا ہے اثبات النبوۃ کی تصنیف کا طرز اظہار عالمانہ بلکہ محققانہ ہے۔ دوسرے رسالے میں بھی علمیت کی کمی نہیں لیکن لہجے میں یکایک نئی گرمی اور تیزی ہے، ''رگِ فاروقیم۔ میری رگ فاروقی و رگِ حریت'' کی جوترکیب پہلی دفعہ اس رسالے میں استعمال ہوئی ہے وہ اس کا مابہ الامتیاز ہے، (اس کی ایک امتیازی حیثیت ہے) جیسا کہ واقعاتِ حیات شاید ہیں اس رگِ فاروقی (حریت اسلام) سے شیخ سلطان علیہ الرحمہ کو بھی حظ وافر ملا تھا اور یہ خیال بے جا نہیں کہ ان (شیخ سلطان) کے ساتھ ربط وضبط بڑھنے اور ان (شیخ سلطان علیہ الرحمہ) کے خیالات واحساسات جاننے سے مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا فریضہ بطریق احسن ادا کرنے میں تقویت ملی۔

۳۔امداد معتوب: شیخ سلطان علیہ الرحمہ کا خوانِ جود وسخا عام اور وسیع ہوتا تھا۔ اس لئے اپنے پسماندگان کے لئے انہوں نے بہت کچھ نہ چھوڑا۔ ممکن ہے جائیداد ضبط ہوگئی ہو جیسا کہ اکثر معتوب کروڑیوں کے ساتھ ہوتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بالکل ابتدائی عربی مکتوب جوخواجہ جہاں کے نام ہے۔ اس میں غالباً شیخ علیہ الرحمہ کے صاحبزادوں کا ذکر ہے باقی مضمون یہ ہے کہ

''شیخ سلطان مرحوم کے صاحبزادوں کیلئے گزارہ ومعیشت کی بہت تنگی وناچاری ہے اس لئے آنجناب سے التماس ہے کہ ان

کی ہر ممکن مدد و اعانت کریں کیونکہ آپ اس بات کے لائق ہیں"۔[۱۲]

اس طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولاد شیخ سلطان علیہ الرحمہ کی تنگدستی میں ان کی مالی اعانت میں کوشاں رہے اس اعانت کے بارے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوب کی متعلقہ عبارت اس طرح سے ہے۔(مؤلف)

بقیت المرام اظہار اضطرار است، فضیق معیشت مردو پسران شیخ سلطان مرحوم راپس از جناب شما امداد و اعانت اوشاں مطلوب است کہ آن شایان شان شما است بلکہ حق سبحانہ بقضاے حوائج جمیع مردم ذات شمارا موفق گرادنیدہ است۔حق سبحانہ وتعالیٰ شمار ازیں بیشتر توفیق ارزانی فرماید و خیر رار فیق شما گرداند۔والسلام علیکم و علیٰ سائر من اتبع الھدیٰ.

۴۔شیخ زکریا علیہ الرحمہ: شیخ سلطان رحمتہ اللہ علیہ کے ایک بھائی "شیخ زکریا" تھے۔[۱۳]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکتوبات میں شیخ زکریا کا بار بار ذکر ہے جو کسی پرگنہ (ضلع کا ایک حصہ) کے کروڑی تھے ان کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حقوق ہونگے کیونکہ ایک نہیں، تین مکتوب ان کی سفارش اور حاجت برآری کے لئے لکھے گئے اور شیخ زکریا یہ توقع کرتے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خاطر بُعدِ مسافت کے باوجود شاہی لشکر میں جا کر انکی مخلصی کے لئے کوشش کریں۔[۱۴] عین ممکن ہے یہ شیخ زکریا علیہ الرحمہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کے بھائی

ہی ہوں گے۔

ممکن ہے نسبی مراسم و تعلقات کے علاوہ حریت پسندی سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصلاح و احیائے اسلام میں معاون رہے ہوں اور شاہی گرفت میں آجانے سے اس حسبی و دینی تعاون میں رکاوٹ حائل ہوگئی ہو۔ اس رکاوٹ کو رفع کرنے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی رہائی کے لئے کوشاں رہے ہوں (مؤلف)

۵۔ عتاب شیخ زکریا علیہ الرحمہ: معلوم ہوتا ہے کہ شیخ زکریا علیہ الرحمہ کو عہدہ شیخ (سید) فرید کی سفارش سے ملا تھا پہلے مکتوب میں تحریر فرمایا:

"ہمچناں کہ ایشاں را نواختہ اند تا آخر دستگیری فرمایند واز گرگان حوادث محفوظ فرمایند" ۱۵

ترجمہ: جس طرح آپ نے ان کو نوازا ہے آخر تک انکی دستگیری کرتے رہیں گے اور حوادث زمانہ کے بھیڑیوں سے محفوظ رکھیں گے۔

دوسرے مکتوب میں شیخ (سید) فرید کو لکھا ہے۔

"بہ دیوان جدید نیز ظاہر شود کہ ایشاں از خادمان درگاہِ عالی اند" ۱۶

ترجمہ: نئے دیوان پر بھی ظاہر کردیا جائے کہ شیخ زکریا آپ کے آدمی ہیں۔

یہاں شیخ محمد اکرام نے ادھوری عبارت درج کی ہے کہ اس تفہیم میں کوتاہی

اور ترجمہ میں بھی الزامی خطا کی لغزش کھائی ہے اور اپنے ذہنی لگاؤ کے مطابق ترجمہ کیا ہے متعلقہ پوری عبارت مع ترجمہ درج ذیل ہے (مؤلف)

بقیۃ التصدیق آنکہ فضائل مآب شیخ زکریا درین سن وسال گرفتار کروری گری است۔ باجوداین گرفتاری ہموار از امحاسبہء عاجلہ کہ درکمال آسانی است، نسبت بمحاسبہ آجلہ ہراسان ست۔ وثیقہ عظمٰی در عالم اسباب توجہ شریف میداند امیدوار است کہ بدیوان جدید نیز ظاہر شود، کہ ایشان از خادمان آن درگاہ عالی اند

تو مرا دل وہ و دلیری بین
روبہء خویش خوان و شیری بین

دولت صوری ومعنوی محصل باد۔ بحرمۃ النبی الامی والہ الا مجاد علیہ وعلیھم من الصلوات افضلھا و من التسلیمات اکملھا۔ [1]

ترجمہ: باقی یہ تکلیف دی جاتی ہے کہ فضائل مآب شیخ زکریا علیہ الرحمہ اس عمر اور اس سال میں کروڑی گری میں گرفتار ہے اس گرفتاری کے باوجود ہر وقت دینوی محاسبے کو اخروی محاسبے سے بہت آسان جانتا ہے اور اخروی محاسبے سے ہر وقت ہراساں رہتا ہے۔ اس عالم اسباب میں وسیلہء عظمٰی آپ کی توجہ شریف کو ہی جانتا ہے اور اس بات کا امیدوار ہے کہ نئے دیوان

(دفتر کاغذات) میں بھی اس کا نام درج کرلیا جائے گا کیونکہ شیخ مذکور آپ کی درگاہ عالی کے خادموں میں سے ہے۔

تو مرا دل وہ و دلیری بین
روبہء خویش خوان و شیری بین

آپ مجھے دل عطا کریں پھر میری دلیری دیکھیں (بیشک) مجھے لومڑی کہہ کر پکاریں لیکن میری شیری دیکھیں بحرمت النبی الامی اور بحرمت آپ کی آل بزرگ کے بحرمة النبی الامی والہ الا مجاد علیه وعلیهم من الصلوات افضلها و من التسلیمات اکملها.

آپ کو ظاہری و باطنی دولت و نعمت حاصل ہو۔

ماحصل: تجدید واحیائے دین کی تحریک ہر طبقہ فکر میں ہونی چاہئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عوام وخواص، علماء وصوفیا اور غربا و امراء میں بھی تحریک جاری رکھی۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت وتعمیل مصطفےٰ ﷺ پر عمل کا تقاضا بھی یہی ہے۔ ہر عام وخاص سے ملنے میں امتیاز وعذر پیش وحائل نہیں رکھتے رہے۔ علماوصوفیاء بلا حجاب استفادہ کرتے رہے۔ علماء کو اجتہادی فیصلوں سے آگاہی فراہم کرتے اور صوفیاء کے تصوف وطریقت میں حائل حجابات کو رفع وزائل فرماتے رہے۔

ایک عام محاورہ زباں زدِ خاص وعام ہے۔ الناس علیٰ دین ملوکھم۔ عوام اپنے بادشاہوں اور حکمرانوں کے دین کو زیادہ اپناتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ

نے قبائلی سرداروں اور ملوک عصر کو اتباع ہدایت الٰہیہ کی ترغیب میں مکتوبات تحریر فرمائے۔ اسی تعمل مصطفےٰ ﷺ کو اختیار کرتے ہوئے، شہنشاہ ہند اکبر بادشاہ کے اردگرد اور قرب و جوار میں حکومتی فرائض و عملداری قائم رکھنے والے امراء وزراء، مشیران، کروڑیوں اور دیوان خاص و عام کے عاملین کو بلا ہچکچاہٹ، بلکہ کسی کے عہدہ و منصب سے متاثر ہوئے بغیر مکتوبات تحریر فرمائے۔ ان مکتوبات کی تحریر میں بھی اتباع و تعمیل مصطفےٰ ﷺ کا دامن چھوٹنے نہیں پایا۔ حق کلمات کی تحریر اور تبلیغ (پہنچانے) میں کسی کے منصب کی فکر نہیں کی۔ حق گوئی اور حق بیانی میں کسی کی حیثیت کو خاطر میں نہیں لائے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

تجدیدی دور کے آغاز (۱۰۰۱ھ) سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دارالحکومت اکبر آباد میں تشریف لے جانا اور وہاں تادیر قیام رکھنا یا تو اسی سلسلے کی تمہیدی و ابتدائی کڑی یا تقدیمی اقدام ثابت ہوئی۔ وہاں پر ہر طبقہ و ہر مرتبہ و منصب کے امراء سے شناسائی و واقفیت اور آگاہی حاصل ہوئی اور ان میں سے ہر ایک کے دینی لگاؤ، دینی دلچسپی اور دین پر عمل واحکام دین کی بجا آوری کی منزل سے آگاہی فراہم ہوئی جس سے بعد میں ہر امیر و مشیر و وزیر کے انفرادی ذوق و آگاہی کی منزل و معیار کے مطابق ان کو مکتوبات تحریر کرتے رہے بعض نے رابطہ قائم رکھا، بعض نے عقیدت قائم رکھی اور بعض نے بیعتِ طریقت اختیار کر کے منازل و مناصب طریقت اختیار کئے۔

بعض اکابر صوفیائے کرام بالخصوص سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ تو عوام سے رابطہ بہت کم رکھتے تھے۔ زیادہ تر سلاطین اور بادشاہوں سے ہی میل ملاقات رکھتے تھے جب سلاطین اور ان کے امراء کے قلوب و اذہان کی تطہیر و تزکیہ وقوع پذیر ہو جائے گا تو ان

کے اخلاق و کردار اور عقاید ان کے ملنساروں اور ملاقاتیوں کو زیادہ متاثر کریں گے۔ اس طرح سلاطین کے اثر و رسوخ سے دین کی عوام کی نسبت بہتر اشاعت ہو جائے گی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف خواص بلکہ عوام سے بھی روابط قائم فرمائے اور عوام و خواص کی اصلاح میں ہر ممکن سعی کاملہ اختیار فرمائی۔ تجدید و احیائے دین سے کار نبوت کا اہم ترین فریضہ سرانجام دیا۔ اگرچہ شیخ سلطان علیہ الرحمہ کی شہادت اور ان کے برادر شیخ زکریا علیہ الرحمہ پر آفت سے تحریک تجدید قدرے متاثر ہوئی لیکن جب شیخ سلطان علیہ الرحمہ اور ان کے بھائی یا کسی اور دست و بازو اور معاونِ طریق تجدید پر آفت پڑی تو اس کی دادرسی کے لئے ترغیب دلائی تاکہ وہ احباب و حضرات پھر سے متعاون کردار ادا کر سکیں۔ اس کو شیخ محمد اکرام (ناقد) نے کج فہمی و عقل معاش سے وہ رنگ دیا ہے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے۔ کردار و تعمل مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تفہیم و ادراک کے لئے مجددی منصب کی معرفت لازم ہے جس سے وہ بے بساط و بے بضاعت رہا۔ اس طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر وہ عمل و تعمل اختیار فرمایا جس سے تحریک تجدید و احیائے دین کو جاری و ساری رکھا جا سکے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں تائد الٰہیہ سے ہر انداز و ہر اقدام میں کامل طور پر کامیاب و کامران رہے۔ **ذلک فضل اللہ یوء تیہ من یشاء ط و اللہ واسع علیم.o (۵:۵۴)**

والسلامِ علیٰ من اتبع الھدیٰ.o (۲۰:۴۷)

ماخذ و مراجع

۱۔ روضۃ القیومہ، جلد اوّل

۲۔ مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۲۶۶، دفتر اوّل

۳۔ المنقذ من الضلال از امام غزالی علیہ الرحمہ

۴۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، از اثبات النبوۃ

۵۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تصنیف ردّ شیعہ

۶۔ شیخ محمد اکرام، رودِ کوثر صفحہ نمبر ۲۳۸

۷۔ ملا عبدالقادر بدایونی، منتخب التواریخ

۸۔ خلاصۃ التواریخ، صفحہ نمبر ۵۲۶

۹۔ اکبر نامہ از بادشاہ اکبر۔ اکبر نامہ جلد سوم صفحہ ۴۸۷، بحوالہ رودِ کوثر صفحہ ۲۴۰

۱۰۔ اقبال نامہ جہانگیری جلد سوم صفحہ ۴۵۹

۱۱۔ حضرات القدس۔ صفحہ ۲۶

۱۲۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۵

۱۳۔ حضرات القدس۔ صفحہ ۲۶

۱۴۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۴۷

۱۵۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۴۳

۱۶۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل مکتوب نمبر ۵۰

۱۷۔ مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۵۰

”یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقوق اللہ اور حقوقِ مسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے“

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

صدارتی خطبہ

نحمدہ، و نصلی علی رسولہِ الکریم

خطبہ صدارت

نبیرہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد

نائب شاہی امام ، مسجد جامع مسجد فتح پوری ، دہلی۔

مقام صد مسرت وانبساط ہے کہ آج ہم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی یاد میں اس کانفرنس میں شریک ہیں جو محترم و مکرم صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور ان کے معاونین نے نہایت خلوص و محبت سے سجائی ہے اور خاندان مظہریہ مسعودیہ کے فرزندانِ طریقت نے بھی تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین!

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پیر طریقت حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی تحریک سے پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ذکر وفکر کا چرچا ہوا اور آپ کی مساعی جمیلہ سے امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی کو بھی تحریک ملی۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ جو ۹۷۱ھ میں سرہند شریف میں پیدا ہوئے ۱۰۳۴ھ میں سرہند شریف میں وصال فرمایا۔ آپ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں۔ جیسا کہ فاضل مقالہ نگاروں کے مقالات اور دانش وروں کی تقاریر سے

اندازہ ہوتا ہے۔حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا لاہور سے خاص تعلق رہا ہے۔آپ نے اس شہر کو 'بلدۂ معظمہ لاہور'' تحریر فرمایا

گورنر پنجاب مرزا قلیچ خان کے نام ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں

وآن بُلدہ بزد فقیر ہمچو قُطب ارشاد است ،نسبت سائر
بِلادِ ہندوستان ، خیر و برکتِ آن بلدہ بجمیع بلاد ہندوستان
دساری است'' ۱؎

مرزا قلیچ خاں صاحبِ سیف وقلم تھے۔سرکاری کاموں میں مشغول ہونے سے پہلے درس حدیث دیا کرتے تھے اور درس سے فارغ ہوکر امورِ مملکت میں مشغول ہوتے ۔آپ کی کوششوں سے شریعت کا رواج عام ہوا اور دین اسلام کو تقویت ملی جس کا شکریہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوب مذکورہ میں ادا کیا ہے۔شیخ فرید بخاری جو جہانگیر بادشاہ کے اہم وزیر تھے انہوں نے جب لاہور میں اپنی حویلی میں جامع مسجد بنوائی تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس پر اپنی دلی مسرت کا اظہار فرمایا۔۲؎

اسی طرح لاہور میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ءاجل اور آپ کے صاحبزادگان کے استاد محترم شیخ طاہر بندگی کا مزارِ مبارک بھی میانی مشہور قبرستان میں آج بھی فیض رساں ہے۔جس زمانے میں ہندوستان میں طاعون پھیلا ، اسی زمانے کے حوالے سے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

۱۔مکتوبات امام ربانی: جلد اوّل ،مکتوب ۷۶،ص ۶۵،امرتسر اڈیشن ۲۔(جلد اوّل ،مکتوب:۹۳،ص ۸۳)

"میاں شیخ طاہر نقل می کردند کہ در لاہور در ایام طاعون دیدہ
بود کہ گویند ہر کہ دریں ایام نمرُ وحسرت خواہد کشید [۳]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی شان میں ڈاکٹر محمد اقبال لاہوری نظم مشہور ہے جس کا مطلب ہے:

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

الحمدللہ! گزشتہ ساٹھ سال سے پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا چرچا ہو رہا ہے اور اس سلسلے میں میاں جمیل احمد شرقپوری اور صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اب جدید انداز سے چند سالوں سے پھر کانفرنسیں شروع ہوئی ہیں اور کراچی میں محترم مولانا جاوید اقبال مظہری کی سرپرستی میں امام ربانی فاؤنڈیشن نے ۱۲ جلدوں پر مشتمل ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا "جہان امام ربانی مجدد الف ثانی" پیش کر کے ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ ۲۰۰۵ء جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کی سات جلدیں پیش کیں پھر ۲۰۰۷ء میں مزید پانچ جلدیں پیش کیں اور اب ۲۰۰۸ء میں "باقیات جہان امام ربانی" کے نام سے تین جلدیں اور پیش کی جا رہی ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر پندرہ جلدیں ہو گئیں جن کے صفحات کی مجموعی تعداد تقریباً دس ہزار ہے۔ جہان امام ربانی پر تبصرہ کرتے ہوئے نیوزی لینڈ کی وکٹوریہ یونیورسٹی کے

۳۔ جلد اوّل، مکتوب ۱۷۷، ص ۴۵

فاضل ڈاکٹر آرتھر بیوہلر کے یہ تأثرات قابل توجہ ہیں:

''سچی بات یہ ہے کہ کسی بھی زبان میں کسی بھی صوفی پر اتنا عظیم کام نہیں ہوا''

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایک تاریخ ساز عظیم شخصیت ہیں، آپ کی تعلیمات ملت اسلامیہ کو متحد کرسکتی ہیں کیونکہ معاشرے میں ہر طبقہ آپ کو چاہتا ہے، آپ کے خلاف کوئی تحریک نہیں۔ آپ کا مسلک، مسلک اہل سنت و جماعت ہے۔ جو دنیا کے تمام مسلمانوں کا مسلک ہے۔

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے متحد و متفق فرمائے اور بانی مجلس صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور ان کے تمام معاونین نیز خاندان مظہریہ مسعودیہ کے فرزندانِ طریقت کو اجر عظیم عطا فرمائے

(آمین)

روئیداد

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

روئیداد

امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منعقدہ ۹ مارچ ۲۰۰۸ء

بروز اتوار بوقت دو بجے بعد دوپہر

بمقام سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور سرہند شریف میں ہی ۱۰۳۴ھ میں وصال فرمایا۔ آپ تاریخ اسلام کی ایک عظیم شخصیت ہیں جیسا کہ فاضل مقالہ نگاروں کے مقالات اور دانشوروں کی تقاریر سے اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور سے خاص تعلق رہا ہے آپ نے اس شہر کو ''بلدۂ معظّمہ لاہور'' تحریر فرمایا ہے۔

مرزا قلیج خان صاحبِ سیف و قلم سرکاری کاموں میں مشغول ہونے سے پہلے درس حدیث دیا کرتے تھے اور درس سے فارغ ہو کر امورِ مملکت میں مشغول ہوتے آپ کی کوششوں سے شریعت کا رواج عام ہوا اور دین اسلام کو تقویت ملی جس کا شکریہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات امام ربانی میں ادا کیا ہے۔ شیخ فرید بخاری جو جہانگیر بادشاہ کے اہم وزیر تھے انہوں نے جب لاہور میں اپنی حویلی میں جامع

مسجد بنوائی تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اپنی دلی مسرت کا اظہار فرمایا
۔ان خیالات کا اظہار نبیرہ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد نائب امام جامع مسجد
فتح پوری دہلی (بھارت) نے ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار سماع ہال دربار حضرت داتا گنج
بخش لاہور میں منعقدہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس کے صدارتی خطبہ کے
دوران کیا۔آپ نے فرمایا کہ پاکستان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا
تقریباً ۵۰ سال سے چرچا ہو رہا ہے اس سلسلے میں حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد
شرقپوری اور صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ کراچی
میں جاوید اقبال مظہری کی سرپرستی میں امام ربانی فاؤنڈیشن نے ۱۲۔جلدوں پر مشتمل
ایک عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا "جہان امام ربانی مجدد الف ثانی" پیش کر کے ۲۰۰۵ء میں
زیر سرپرستی مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور زیر اہتمام صوفی غلام سرور نقشبندی
مجددی "جہان امام ربانی مجدد الف ثانی" کی ۷ جلدیں پیش کیں جن کی تقریب رونمائی
۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ء کو ایوان اقبال لاہور میں ایک تاریخی کانفرنس میں کی گئی۔ ۲۰۰۷ء
میں مزید ۵ جلدیں پیش کیں گئیں جن کی تقریب رونمائی صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
اور اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام ۱۸۔مارچ
۲۰۰۷ء ہمدرد مرکز، کانفرنس ہال میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی اور اب ۲۰۰۸ء
میں "باقیات جہان امام ربانی" کے نام سے ۳ جلدیں اور پیش کی جا رہی ہیں جن کی
تقریب رونمائی زیر سرپرستی مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (رحمہ اللہ) و زیر اہتمام
صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی و اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی و شیر ربانی اسلامک سنٹر

لاہور ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار سماع ہال میں ہو رہی ہے جس پر مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے زور دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک تاریخ ساز عظیم شخصیت ہیں آپ کی تعلیمات ملتِ اسلامیہ کو متحد کر سکتی ہیں کیونکہ معاشرے میں ہر طبقہ آپ کو چاہتا ہے۔ آپ کے خلاف کوئی تحریک نہیں آپ کا مسلک، مسلک اہل سنت و جماعت ہے جو دنیا کے سارے مسلمانوں کا مسلک ہے۔

حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری بانی امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ عالم ارواح سے لیکر عالم برزخ تک دربار رسالت مآب ﷺ میں مقبول ہیں۔ آپ کو یہ مقام حضورِ انور ﷺ کی اتباع کامل سے حاصل ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکاتیب میں جگہ جگہ اپنے خلفاء، مریدین اور عقیدت مندوں کو اتباع سنتِ نبوی ﷺ کی تلقین فرمائی ہے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور نے اپنے بیان میں کہا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد کی درستگی پر بڑا زور دیا ہے کیونکہ عقیدے کی صحت و درستگی قبولیت اعمال کے لیے لازمی شرط ہے۔ عقیدہ بنیاد و اساس ہے اور اعمال اسکی شاخیں ہیں۔ عقیدے ٹھیک نہ ہوں تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص سے ادا کیے جائیں نہ ان کا

قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت، نہ ان پر ثواب مل سکتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور از راہ بغض و حسد حضور ﷺ کی تعریف و فضائل و کمالات جو تورات و انجیل میں مذکور ہیں انہیں چھپاتے ہیں اور اس میں تحریف کرتے ہیں اس لیے دوسرے مشرکین کی طرح یہ بھی آتشِ دوزخ میں جلیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عذاب میں مبتلاء رہیں گے۔

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے مقالہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اہداف ۔۔ نظریات بھی ہیں اور شخصیات بھی کیونکہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اہداف بنیادی اور اصولی طور پر صرف نظریات ہی ہیں اور آپ کا مطلوب و مقصود شخصیات کو ان نظریات کے رنگ میں رنگنا اور ان کی فکری، علمی اور عملی کوتاہیوں کا ازالہ کرنا اور بھرپور اصلاح ہے اور یہی وہ نصب العین یا ہدف ہے جو مجدد دین و ملت کا خاصہ ہے وہ شخصیات کو ہدف بنائے بغیر کچھ اس انداز سے کام کرتے ہیں کہ نظریات کی بالا دستی اور سچائی خود بخود صیاد کو صید بنا دیتی ہے اور اسے اس حلقہ ءِ خیر میں مقید کر دیتی ہے کہ اسے پھڑ پھڑانے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی نے اپنے بیان میں فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا راستہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ اپنی اصلاحی تحریک کو نبوی منہاج پر استوار کیا اور قلوب و اذہان کی تطہیر کو بنیادی حیثیت دی۔ یعنی مصلحت اور حکمت و دانائی کے ساتھ اپنے دور کے فتنوں بالخصوص بہت بڑے فتنہ ''دین الٰہی'' کا خاتمہ کیا اور

امت مسلمہ کو کسی قسم کی فرقہ بازی میں مبتلا نہیں کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے دور سے ہوا اور جہانگیر بادشاہ کے دورِ حکومت میں یہ کوششیں بارآور ہوئیں۔

ممتاز محقق اور دانشور پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صدر مرکز تحقیق فیصل آباد نے اپنا مقالہ ''حضرت مجدد الف ثانی کا نظریہ جہاد'' پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس انحطاط کے حوالے سے تشخیص یہ کی کہ سب علماء جاہ پرستی اور صوفیا کی بے خبری کی وجہ سے اپنے دوراز کار بحث کو درباری روّیہ بنانے سے نت نئے مسائل جنم لینے لگے۔ اس لیے آپ نے ان دونوں گروہوں کی اصلاح کو مرکز توجہ بنایا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے جہادی مشن کے خدوخال کا جائزہ ثابت کرتا ہے کہ آپ نے زبان وقلم کو دفاعِ اسلام اور صیانت عقیدہ کے لیے بڑے مربوط اور منضبط انداز میں استعمال کیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے ایک مضبوط حکومت کمزور کرنے کا رویہ اختیار نہ کیا اس سے مسلمان حکومت کا زوال اور کفر کی حکمرانی کی راہ کھل سکتی ہے۔ یہ بڑا دانش مندانہ فیصلہ تھا جسکے اثرات بڑے دوررس رہے۔ آپ نے اگرچہ دشمنان دین سے مکمل بے زاری کا اظہار فرمایا اور دلی عداوت کا بھی ذکر کیا مگر براہِ راست تصادم سے بچے رہے۔ حکمران چونکہ خمار حکومت میں ہوتے ہیں اس لیے آپ نے انکو بھی زیادہ مخالف نہ بنایا بلکہ قوت وطاقت کے پھیلے سرچشموں کو اپنی نگاہِ ہدایت کا ہدف بنایا، خانِ اعظم، خانِ جہاں، شیخ فرید، مرتضٰی خان اور دیگر بلند قامت افراد آپکی توجہ کا مرکز رہے اور آپ نے ان سے مراسلت کا وقیع سلسلہ جاری رکھا ان کو ذہنی طور پر قائل کر لیا اور پھر

ان کے اثر ورسوخ کو اشاعت خیر کے لیے استعمال کیا۔

ممتاز ماہر تعلیم، دانشور اور محقق پروفیسر محمد اقبال مجددی نے کہا کہ حاجی سلطان تھانیسر میں رہتے ہوئے باقاعدہ گائے ذبح کرتے تھے جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی اکبر بھی اس پر پابندی لگا چکا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ذبح کرتے تھے۔ تھانیسر کے ہندوؤں نے اکبر سے شکایت کی اس نے انہیں سندھ کے علاقہ ''بھکر'' کی طرف جلاوطن کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حاجی سلطان تھانیسری گائے ذبح کرنے کے جرم میں معافی ملنے کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی سے باز نہ آئے اور اس پر برابر عمل کرتے رہے اور تھانیسر کے ہندو اسکا برا مانتے تھے۔ یہاں تک کہ اکبر لاہور میں طویل قیام کے بعد ۱۵۹۸ء کو جب براستہ تھانیسر واپس جا رہا تھا تو تھانیسر رُکا جہاں کے ہندوؤں نے ان کے خلاف شکایت کی۔ اکبر چونکہ ذبیحہ گاؤ کے سلسلہ میں سخت رویہ رکھتا تھا برداشت نہ کر سکا اور وہیں تھانیسر میں ہی انہیں پھانسی دینے کا حکم صادر کر دیا۔

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی (پرنسپل جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والہ لاہور، بانی ادارہ صراط مستقیم) نے اپنے مقالہ ''وحدت الشہود گرہ کشائے وحدت الوجود'' پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ انوار تجلیات توحید کے لحاظ سے صوفیا کے دو نظریات ہیں پہلا نظریہ وحدت الوجود کا ہے اس کے بانی ہسپانیہ کے مشہور صاحب طریقت حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپکو شیخ اکبر کہا جاتا ہے۔ وحدت الشہود کے بانی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھا جاتا ہے جو پہلے وحدت الوجود کے قائل تھے اور باطنی ترقی سے وحدت الشہود کی طرف منتقل ہوئے۔ جسطرح کہ مکتوبات

امام ربانی کے متعدد مقامات گواہ ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شیخ اکبر کے نظریے پر جو الفاظ کے ظاہری معانی کے لحاظ سے جو اعتراضات وارد ہوئے ان کا جواب بھی دیا اور وحدت الشہود کی تشریحات کو وحدت الوجود کے لیے آئینہ قرار دیا اور اس طرح سے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے والوں کے راستے مسدود کر دیئے۔

ممتاز ریسرچ سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس نے اپنے مقالہ ''مکتوبات امام ربانی کے ماخذ'' پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مکتوب نگاری کی ابتداء کب سے ہوئی؟ تاریخی طور پر اسکے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا البتہ قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکتوب مبارک کا ذکر کر کے مکتوب نویسی کی اہمیت و افادیت کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے بعد ازاں مکاتیب نبویہ نے ان کی ضرورت واضح کی۔ نقشبندی سلسلہ کے صوفیاء نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں اس طریقہ تبلیغ کو اپنایا۔ اس ''سلسلۃ الذہب'' میں حضرت شیخ احمد سرہندی کے مکاتیب کو بعض علمی و فکری حوالہ سے اہمیت حاصل ہے یہ مکاتیب ہی ہیں جنہوں نے ایک فکری اساس مہیا کی جس کے اثرات نے سیاسی رُخ کو تبدیل کر کے تین جلدوں پر مشتمل یہ مکاتیب علوم و معارف کا خزینہ ہیں۔ مکاتیب کے عموماً ماخذ تلاش نہیں کیے جاتے کیونکہ وہ تو صرف دو افراد کے باہمی تبادلہ خیال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ مکاتیب علم و فن کی دنیا میں خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لیے علمی و تحقیقی حوالہ سے ان کے ماخذ تلاش کرنا ضروری ہے تاکہ اسلامی علوم و فنون میں ارتقاء کی جان کاری ہو جس سے ان مکاتیب کا علمی مقام سمجھنے میں مدد

ملے گی لیکن یہاں اس سلسلہ میں دو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے پہلی مشکل کا اندازہ خواجہ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف واسرار چار قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جن کا اظہار نہیں فرمایا۔ دوسری قسم کا اظہار صاحبزادگان سے کیا، تیسری قسم کا اظہار صرف اصحاب کاملین سے کیا، چوتھی قسم یہ ہے کہ سائل کچھ دریافت کرتا تو عام فائدے کیلئے تحریر کردیتے اس سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مکتوبات کے ماخذ کی تلاش دشوار گزار گھاٹی کوعبور کرنے کے مترادف ہے دوسری مشکل یہ کہ اس دور کے اندازِ تحریر میں دورِ حاضر کی طرح حوالہ جات اور تخریج کا اہتمام نہ تھا اس لیے دیئے گئے اقتباسات کے حوالہ جات کی تلاش ممکن نہیں رہتی۔ بعض مقامات پر حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کتاب کے حوالے سے کوئی بات نقل کی یا کسی کتاب کا تذکرہ فرمایا تو ان امور سے اس وقیع علمی ذخیرہ کے ماخذ تلاش کرنے میں مدد ملتی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی نے اپنا مقالہ ''حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی مجددانہ تبلیغ سے جہانگیر کے رویئے میں تبدیلی'' پیش کرتے ہوئے کہا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس ولولہ انگیز تحریک کا نتیجہ تھا کہ پورے معاشرے میں ایک بار پھر انقلاب برپا ہوگیا اور جہانگیر آپکی تحریک کا زبردست ممدومعاون بن گیا ایک وقت وہ تھا کہ اس نے حضرت مجدد کو خودسر قرار دے کر پس دیوار زندان کردیا تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ وہ اور اسکا بیٹا شہزادہ خرم حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے ارادت مندوں میں شامل ہوگئے چنانچہ شاہ جہاں اور عالمگیر کے عہد تک سربراہان سلسلہ مجددیہ کے بیعت تھے۔ جہانگیر کے عقائد

میں اتنی بڑی تبدیلی آگئی کہ وہ اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دینے گیا تو وہاں کے مندر کو فوری طور پر گرانے کا حکم دے دیا۔ اس نے ہندو تحریک کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی اور اس نے اس طرف بھی اپنی توجہ مبذول کی کہ عوام الناس کو قرآن پاک کی تعلیمات سے روشناس کرایا جاسکے۔

یہ کانفرنس حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات، حالات و افکار اور انکی اصلاحی تحریک اور انقلابی کارناموں کے حوالے سے شائع ہونیوالے عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی مزید ۳ جلدوں ''باقیات جہان امام ربانی'' کی اشاعت و اجراء کے موقع پر صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی و شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور کی مساعی جمیلہ سے منعقد کی گئی تھی۔ یہ تقریب سعید زیر سرپرستی مسعود ملّت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہٗ العالی، سرپرست اعلیٰ مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و امام ربّانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی وزیر صدارت نبیرہ مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد نائب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی بھارت ۹ مارچ ۲۰۰۸ بروز اتوار بمقام سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور ۲ بجے بعد دوپہر منعقد ہوئی۔

جگر گوشہ مسعود ملت حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد اپنی ذاتی مصروفیات اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے بیرون ملک دورہ دہلی (بھارت) میں ممتاز عالم دین وریسرچ سکالر مفتی ڈاکٹر مکرم احمد صاحب کے زیراہتمام ۸ مارچ ۲۰۰۸ء کو جامع مسجد فتح پوری دہلی میں منعقدہ ''امام ربانی

کانفرنس'' میں شمولیت کی بنا پر اس کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے۔ امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی کے بانی جناب مولانا جاوید اقبال مظہری نے حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب کی نمائندگی کرتے ہوئے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ صدر شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور علالت کے باعث اس تقریب سعید میں تشریف نہ لا سکے۔ ممتاز قانون دان ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی اور پروفیسر راغب الیاس شاہ بوجوہ اس عظیم کانفرنس میں اپنے مقالات پیش نہ کر سکے۔ جناب جمیل اطہر سرہندی سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور نے اپنی علالت اور ضعف کی وجہ سے کانفرنس میں شمولیت کرنے سے معذرت کی جملہ احباب کی عدم شرکت کو شرکاء کانفرنس نے شدت سے محسوس کیا۔

ادارہ مسعودیہ کراچی اور حلقہ مسعودیہ لاہور کے اراکین نے بھاری اکثریت میں شرکت کی۔ ملک کے طول و عرض سے تشریف لائے ہوئے علماء و مشائخ عظام، پروفیسرز، ریسرچ سکالرز اور دانشوروں نے اپنے فاضلانہ اور محققانہ مقالات پیش کیے۔

اس محفل تشکر کے دوران حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد، حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری، حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری، صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی، مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی، جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق جلالی، پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس اور کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی سٹیج پر رونق افروز تھے جبکہ محمد ناظم بشیر نقشبندی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔

اس کے علاوہ سٹیج کی پشت پر کانفرنس سے متعلقہ انتہائی پرکشش بینرآویزاں تھا جبکہ ڈائس اور سامعین کی درمیانی جگہ پر ''جہان امام ربانی'' اور ''باقیات جہان امام ربانی'' کے ۱۵ جلدوں پر مشتمل عظیم انسائیکلوپیڈیا کو بھی انتہائی خوبصورت انداز میں ڈسپلے کیا گیا تھا۔

قاری نصیر احمد نقشبندی شرقپوری نے تلاوت قرآن حکیم سے اس روحانی علمی تقریب کا آغاز فرمایا اور اسکے بعد سرورکونین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالی جناب میں عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے نعت پیش کی۔ جناب اصغر علی نقشبندی نے کلام اقبال بحضور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور پھر سوسائٹی کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجدد الف ثانی سوسائٹی آج سے ۳۲ برس قبل قائم کی گئی تھی جس کا مقصد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، عقائد ونظریات اور اصلاحی کارناموں کو جدید میڈیا کے ذریعے عالمی سطح پر متعارف کروانا ہے۔ سوسائٹی ہر سال لاہور میں امام ربانی کانفرنس کا اہتمام کرتی ہے اور ملک بھر کے انگریزی اور اردو اخبارات میں ایڈیشن شائع کراتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کی امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منفرد ہے کہ اس میں ممتاز محقق، دانشور اور عظیم روحانی پیشوا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی زیر نگرانی مرتبہ ''باقیات جہان امام ربانی'' کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے وہ اندرون ملک اور بیرون ملک علمی، تحقیقی اور ادبی حلقوں میں جانی پہچانی جاتی ہے۔ آپ

جیسے لوگ قوم وملت کا گراں مایہ سرمایہ ہوتے ہیں۔ محمد ناظم بشیر نقشبندی نے کہا کہ حضرت مسعود ملت، حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے اور پکے عاشق ہیں انکا یہ کارنامہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ میں یاد رکھا جائے گا۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی، صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی و ناظم اعلیٰ شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور نے "جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی" انسائیکلوپیڈیا کی ۱۲ جلدوں اور "باقیات جہان امام ربّانی" کی ۳ جلدوں کی تکمیل پر حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے اس عظیم کارنامے پر شاندار انداز میں خراج تحسین پیش کیا اور مرتبین حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد، حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری اور ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کو مبارکباد پیش کی اور کراچی اور لاہور سے تشریف لائے ہوئے مسعودی برادران کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے کہا کہ دور حاضر اکبری دور کا نقشہ پیش کر رہا ہے اور حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، افکار ونظریات اور پیغام کو اندرون ملک اور بین الاقوامی سطح تک عام کرنے اور پہنچانے کی اشد ضرورت ہے صوفی صاحب موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی زیر سرپرستی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، عقائد ونظریات اور کارہائے نمایاں کو عام کرنے کا سلسلہ ۱۹۶۰ء سے شروع ہوا اور بفضلہٖ تعالیٰ آج تک جاری وساری ہے اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت امام ربانی پر ایک علمی،

تحقیقی جامع سوانح حیات، علمی و ادبی خدمات، عقائد و نظریات پر مشتمل عظیم شاہکار ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' اور ''باقیات جہان امام ربانی'' انسائیکلوپیڈیا کی ۱۵ جلدوں میں اسکی تکمیل فرمائی۔ اس ضمن میں اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور کے زیر اہتمام عظیم الشان تاریخی ''جہان امام ربانی قومی کانفرنس' ایوان اقبال' لاہور میں ۲۴۔ اپریل ۲۰۰۵ء کو اور اس عظیم انسائیکلوپیڈیا کی مزید ۵ جلدوں کی تکمیل پر اظہار تشکر کیلئے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' ہمدرد مرکز کانفرنس ہال لاہور میں ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ء کو اور ''باقیات جہان امام ربانی'' کی ۳ جلدوں کی تکمیل پر اظہار تشکر کیلئے ۹ مارچ ۲۰۰۸ کو سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں تیسری ''امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' منعقد کروانے کی انہیں سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ان عظیم تاریخی کانفرنسوں کا انعقاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت اور حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے اس عظیم کارنامے کو خراج تحسین اور انکا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنے کی غمازی کرتا ہے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی نے بالخصوص صدر مجلس نبیرہ ٔ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد نائب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی (بھارت) کا دہلی سے تشریف لانے پر اور جملہ مشائخ عظام، علماء کرام، محققین اور دانشوروں کا اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس کانفرنس کے لئے اپنا قیمتی وقت نکالنے اور حوصلہ افزائی فرمانے پر انکا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اسکے علاوہ دیگر مہمانانِ گرامی جن میں

جناب جاوید اقبال مظہری بانی امام ربّانی فاؤنڈیشن کراچی، پروفیسر قاری مشتاق احمد ڈائریکٹر شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور، پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صدر مرکز تحقیق فیصل آباد، عظیم مورخ پروفیسر محمد اقبال مجددی صدر شعبہ تاریخ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور، حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور، حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اہلسنت و جماعت مانگا منڈی، کنزالعلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی پرنسپل جامعہ جلالیہ مظہر الاسلام لاہور، عظیم ریسرچ سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس جی سی یونیورسٹی لاہور، پروفیسر ڈاکٹر اشفاق احمد جلالی (جہلم)، پروفیسر محمد احسان ہاشمی (ملتان)، پروفیسر راغب الیاس شاہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور جنہوں نے اپنی گوناں گوں مصروفیات سے قیمتی وقت نکال کر پُر مغز علمی اور تحقیقی مقالات مرتب کیے اور اس عظیم الشان کانفرنس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا، کا بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا۔

معزز شرکاء مجلس جناب شیخ عبدالقیوم صدر نایاب سنٹر انارکلی لاہور، جناب اعجاز احمد خان، چوہدری مسعود احمد کاہلوں، جناب پرویز اختر، چوہدری محمد صفدر گھمن، چوہدری محمد ندیم، ڈاکٹر شیر محمد مسعودی، پروفیسر قاری محمد رفیق احمد مسعودی، جناب شاہد احمد مسعودی، جناب محمد سعید مجاہد آبادی، جناب شیخ محمد ناظم نقشبندی مجددی صدر انجمن غلامان مصطفٰے لاہور، شیخ محمد شاہد شیخ محمد زاہد اور زبیر الٰہی اور دیگر اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی اور اراکین و معاونین شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور، جن کی شب و روز محنت اور کاوش سے یہ عظیم الشان کانفرنس بحسن خوبی انجام پائی، کا بھی شکریہ ادا کیا گیا۔

آخر میں صدر مجلس مفتی محمد معظم احمد صاحب نے اس کانفرنس کے معاونین و اراکین اور جملہ احباب مقررین و حاضرین کیلئے دعا فرمائی کہ مولا تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہمیں متحد و متفق فرمائے اور بانیٔ مجلس صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی اور ان کے تمام معاونین، محبین اور مخلصین نیز خاندانِ مظہریہ کے فرزندانِ طریقت کو اجرِ عظیم عطا فرمائے آپکی دعا کے بعد یہ عظیم الشان کانفرنس اختتام کو پہنچی اور حاضرین مجلس کی مجددیہ لنگر سے تواضع کی گئی۔

کراچی اور بیرون شہر سے تشریف لانیوالے مہمانوں کو عشائیہ کی دعوت دی گئی اس پُر تکلف دعوت کا اہتمام جناب شیخ عبدالقیوم کی قیام گاہ پر کیا گیا۔ شیخ صاحب اور آپکے صاحبزادگان طاہر قیوم، ظاہر قیوم، ثقلین قیوم اور حسنین قیوم نے دعوت کا اہتمام بڑی محبت، خلوص اور مہمان نوازی کے جذبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا۔ اس دعوت میں حلقہ مسعودیہ کراچی اور لاہور اور اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور میں سے کثیر مہمانوں نے شرکت کی جن کا راقم الحروف نے تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

''شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن وکفیل ہے اور کوئی ایسا مطلب مقصود نہیں جو شریعت سے الگ ہو اور انسان کو اسکی محتاجی ہو طریقت وحقیقت جس کے ساتھ صوفیاء کرام ممتاز ہیں دونوں شریعت کی خادم ہیں''

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اول حصہ اوّل، مکتوب ۳۲)

سابقہ کانفرنسز میں
پیش کئے جانے والے
مقالات کے عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام **فلیٹیز** ہوٹل، تحریک کارکنانِ پاکستان شاہراہ قائداعظم، لاہور اور کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں ہر سال ماہ صفر المظفر میں منعقدہ ''مجدد الف ثانی کانفرنسز'' میں پیش کیے جانے والے مقالات اور اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی
۲۔	حضرت امام ربانی	جمیل اطہر سرہندی
۳۔	صاحب اسرار	جمیل اطہر سرہندی
۴۔	بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی	جمیل اطہر سرہندی
۵۔	مسلم قومیت کا داعی	جمیل اطہر سرہندی
۶۔	اکبر کا دین الٰہی	جمیل اطہر سرہندی
۷۔	وحدت الوجود سے وحدت الشہود	جمیل اطہر سرہندی
۸۔	مجدد سے قائد تک	جناب زیڈ اے سلہری
۹۔	سرمایہ ملت کا نگہبان	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
۱۰۔	نفس گرم کی تاثیر	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔	گرمئی احرار	ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

۱۲۔	مکتوبات کے آئینے میں	صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
۱۳۔	احیائے دین کا نور	سید انور علی ایڈووکیٹ
۱۴۔	نرالی شان کا مجدد	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۱۵۔	دانائے راز	پروفیسر انیس احمد شیخ
۱۶۔	ولولہ حق	عبدالکریم ثمر
۱۷۔	تجدید دین	پروفیسر محمد عارف اظہر
۱۸۔	خواجہ باقی باللہ کی نظر میں	پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۱۹۔	آفتاب درخشاں	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی
۲۰۔	اقبال کی نظر میں	ڈاکٹر رحیم بخش شاہین
۲۱۔	بہترین جہاد	پروفیسر سعید احمد خاں
۲۲۔	صراط مستقیم	پروفیسر حافظ اعتبار احمد خاں
۲۳۔	مرید سے مراد تک	پروفیسر عبدالعزیز خان نیازی

قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کو کتاب بعنوان ''شیخ سرہند'' مرتبہ جمیل اطہر سرہندی (سیکرٹری جنرل مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و چیف ایڈیٹر روزنامہ جرآت وتجارت) میں موجود ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ناشرین سے حاصل کر سکتے ہیں:

(۱)۔ادارہ اسلامیات:۔۱۹۰۔انارکلی لاہور (۲)۔دار اشاعت:۔اردو بازار کراچی ۱۔

(۳)۔ادارہ المعارف:۔ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۴ (۴)۔مکتبہ دارلعلوم:۔کراچی ۱۴

مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائیٹل) ملاحظہ فرمائیے:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

شیخِ سرہند رحمۃ اللہ علیہ

جمیل اطہر سرہندی

ادارۂ اسلامیات
پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ ـــ دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور
فون ۷۲۳۲۷۸۸، فیکس ۹۲-۴۲-۷۲۲۴۷۸۵

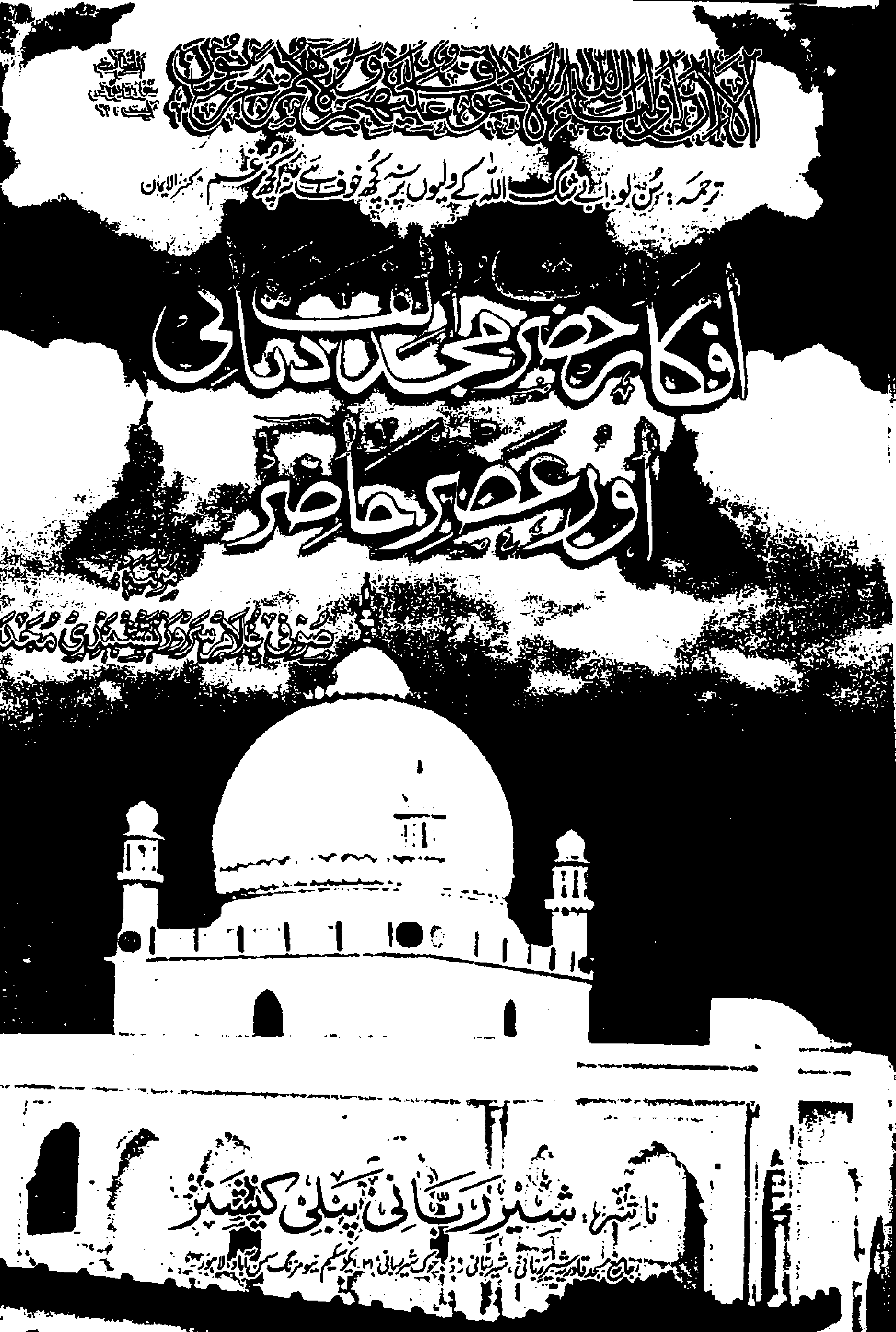
★ ـــ ۱۹۰ انارکلی، لاہور، پاکستان
فون ۷۳۵۳۲۵۵ - ۷۳۲۴۹۹۱

★ ـــ موہن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی

مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور ۱۷۔اپریل ۲۰۰۴ بروز ہفتہ بوقت ۴ بجے سہ پہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں منعقدہ ''مجدد الف ثانی کانفرنس'' میں پیش کیے جانے والے مقالات مع اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۲۔	دو قومی نظریہ اور تحریک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کے اوّلین بانی	مجیب الرحمٰن شامی
۴۔	فکر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے آئینے میں	مفتی محمد صدیق ہزاروی
۵۔	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۷۔	اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

نوٹ: قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کتاب بعنوان ''افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر'' مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی میں موجود ہیں جو کہ ناشر شیر ربانی پبلیکیشنز چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائیٹل) ملاحظہ فرمائیے:


اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
القرآن سورۂ یونس آیت ۶۲
ترجمہ: سُن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ـ کنزالایمان
افکارِ حضرت مجدد الف ثانی
اور عصرِ حاضر
مرتبہ
صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
ناشر: شیر ربانی پبلی کیشنز
جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، شیر ربانی روڈ، چوک شیر ربانی ۲۱۔ ایکو سکیم نیو مزنگ سمن آباد لاہور

زیر اہتمام اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد، لاہور ۲۴۔اپریل ۲۰۰۵ بروز اتوار بوقت ۱۰ بجے دن ایوان اقبال ایجرٹن روڈ لاہور میں منعقدہ ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' اور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی مرتبہ ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلو پیڈیا کی پہلی سات جلدوں کی تقریب رونمائی'' کے موقع پر پیش کیے جانے والے مقالات مع اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	نام مقالہ نگار
۱۔	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ	حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔	جہان امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کا اجمالی جائزہ، اظہار تشکر و امتنان	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی
۳۔	تعارف امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۴۔	تعارف جہان امام ربانی	علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی
۵۔	امام ربانی مجدد الف ثانی	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
۶۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لاہور سے رابطہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۷۔	شریعت، طریقت اور حقیقت امام ربانی کی نظر میں	پروفیسر قاری مشتاق احمد

۸۔	حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور ترویج شریعت	پروفیسر محمد احسان ہاشمی
۹۔	امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت فقیہہ اسلام	علامہ مفتی صدیق ہزاروی
۱۰۔	حضرت مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات	ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس
۱۱۔	حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
۱۲۔	عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد
۱۳۔	نقشبندی مشائخ اور تحفظ ناموس رسالت	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۱۴۔	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی نگارشات	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۱۵۔	بلوچستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی ممتاز خانقاہیں	ڈاکٹر سلطان الطاف علی
۱۶۔	خانوادۂ مجددیہ سے قائداعظم کے اجداد کی عقیدت	سید صابر حسین شاہ بخاری
۱۷۔	حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور مستشرقین	ڈاکٹر سلطان شاہ
۱۸۔	شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک احیاء دین	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۱۹۔	سرہند شریف، اللہ والوں کی سرزمین	جمیل اطہر سرہندی

۲۰۔	خطبہ صدارت	مفتی اعظم ہند علامہ ڈاکٹر محمد مکرم احمد

نوٹ: قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کتاب بعنوان ''ارمغانِ امام ربّانی'' مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ناشر شیر ربانی پبلیکیشنز چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائیٹل) ملاحظہ فرمایئے:

جہانِ امامِ ربّانی مجدد الفِ ثانیؒ قومی کانفرنس کے موقع پر پڑھے جانے والے
علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

ارمغانِ امامِ ربّانی

مرتبہ:

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر:

شیرِ ربّانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیرِ ربّانی، شیرِ ربّانی روڈ، چوک شیرِ ربّانی
۲۱۔ ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد، لاہور

زیر اہتمام اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد، لاہور ۱۸۔ مارچ ۲۰۰۷ بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر کانفرنس ہال ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور منعقدہ ''امام ربّانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' اور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی مرتبہ ''جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا کی پہلی سات جلدوں کے بعد مزید ۵ جلدوں کی تقریب رونمائی'' کے موقع پر پیش کیے جانے والے مقالات مع اسمائے گرامی مقالہ نگاران درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	عنوان مقالہ	مقالہ نگار
۱۔	آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ)	مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی
۲۔	دو قومی نظریہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ	پروفیسر قاری مشتاق احمد
۳۔	حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نظام تبلیغ	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
۴۔	حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے تجدیدی کارنامے اور عصر حاضر	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
۵۔	حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے روابط	پروفیسر محمد اقبال مجددی
۶۔	حضرت مجدد کا تصور اجتہاد	ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی
۷۔	حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمایہ ملت کی نگہبانی	ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

۸۔	اشاعت مسلک اہل سنت اور حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے اولاد واحفاد	صاحبزادہ سید محمد نوید الحسن شاہ المشہدی
۹۔	صدارتی خطبہ	صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

نوٹ: قارئین حضرات مندرجہ بالا عنوانات کتاب بعنوان ''فکر امام ربانی'' مرتبہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی میں موجود ہیں جو کہ ناشر شیر ربّانی پبلیکیشنز چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ ۲۱۔ا یکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ مزید سہولت کیلئے عکس (اندرونی ٹائیٹل) ملاحظہ فرمایئے:

نوٹ

''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا'' کی کل پندرہ جلدوں میں سے آخری تین جلدوں ''باقیات جہان امام ربانی'' کی تقریب رونمائی (سالانہ) ''امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس'' زیر اہتمام اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور منعقدہ ۹ مارچ ۲۰۰۸ء کے موقع پر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں ہوئی اور اس کانفرنس میں پیش کیے جانے والے مقالات زیر نظر کتاب بعنوان ''نذرِ مجدد'' میں شائع کر دیے گئے ہیں۔

جہان امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منعقدہ ۱۸ مارچ ۲۰۰۷ء بمقام کانفرنس ہال، ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور کے موقع پر پیش کیے جانے والے

علمی و تحقیقی مقالات پر مبنی

فکرِ امامِ ربانی

مرتبہ:

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

ناشر:

شیرِ ربانی پبلی کیشنز

جامع مسجد قادریہ شیرِ ربانی، شیرِ ربانی روڈ، چوک شیرِ ربانی ۲۱- ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد، لاہور

کانفرنس کے بارے میں
اہل علم حضرات کے
تأثرات

مکتوب گرامی

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد

(ڈائریکٹر شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور)

بنام صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ناظم اعلیٰ شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور

آستانہ عالیہ نقشبندی شرقپور شریف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ مجدد ہزارہ دوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سیدی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں اور انکی دینی و ملی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنے کا نہ صرف بانی ہے بلکہ اس حوالے سے سرفہرست ہے اس تحریک کے بانی اور محرک صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی ہے جو اپنی شخصیت میں ہمہ تن انجمن ہیں پچھلی نصف صدی سے یہ سلسلہ انقلابی تحریک کی صورت میں جاری و ساری ہے صوفی غلام سرور نقشبندی جو گلستان جمیلی کا گل سرسبد ہیں اور حوضہ نقشبندیہ کا سدابہار کنول ہیں۔اپنے مرشد کے شانہ بشانہ اس تحریک میں شریک ہیں اور اب اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور اپنی پیہم مساعی جمیلہ سے اس کار عظیم کے روح رواں بن چکے ہیں جس کا اعتراف اپنوں بیگانوں سب کو ہے یہ مرشد کامل کی عنائت اور صوفی صاحب کے خلوص و عمل کا ثمرہ ہے۔

اسی کار عظیم کے حوالے سے ایک اور عظیم عبقری علمی و روحانی شخصیت

مسعودِ ملت حضرت مخدوم علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کی ہے جو امام ربانی فاؤنڈیشن (انٹرنیشنل) کراچی اور مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ صوفی غلام سرور صاحب ان کے بھی انتہائی معتمد اور فعال ساتھیوں میں سے ہیں بالخصوص لاہور میں ''جہانِ امام ربانی'' نامی عظیم انسائیکلو پیڈیا کے محرکین میں سے ہیں صوفی صاحب حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے روحانی نائب اور ڈاکٹر صاحب کی خصوصی نوازشوں اور توجہات کے امین ہیں ایسا کیوں نہ ہو یہ دونوں بزرگ ہستیاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عظیم روحانی شخصیت شیخ المشائخ حضرت پیر سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (مکان شریفی) کے باغ کے سدا بہار گلاب ہیں جن کی خوشبو سے مرغزار نقشبندیہ مہک رہا ہے۔

یومِ مجددیوں تو ہر سال بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے لیکن پچھلے تین سالوں سے بالعموم اور ۲۰۰۵ء سے بالخصوص مذکورہ انسائیکلو پیڈیا ''جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی ۷ جلدوں کی تقریب رونمائی ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہوئی تو یہ یادگاری یوم ایک نئی جہت سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا ہے اور اسکی اہمیت نہ صرف دو چند ہوئی ہے بلکہ یہ ایک علمی ادبی اور تحقیقی کام کی عملی جلوہ گری کا مؤثر سٹیج اور سمبل بن گیا ہے اور یہ تحریک ہر دو مذکورہ بزرگوں کی برکت سے خوب برگ و بار لا رہی ہے۔

۲۰۰۷ء میں ہمدرد سنٹر لٹن روڈ لاہور میں انسائیکلو پیڈیا کی مزید پانچ جلدوں کی رونمائی ہوئی اور ان تمام ''ایام مجدد'' کی روداد کتابی صورت میں شائع ہو کر ہمارے سامنے موجود ہے جو اس تحریک کا انقلابی، تعمیری اور تحریری پہلو ہے جو دن بدن ایک نئی

صورت میں بکمال آن وشان جلوہ گر ہورہا ہے۔

اس سال یہ پاکیزہ اجلاس مخدوم امت حضرت علی بن عثمان جیلانی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف المشہور حضرت داتا گنج بخش کے دربار گوہر بار کے زیر سایہ "سماع ہال" میں ۹ مارچ ۲۰۰۸ء بروز اتوار منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کے

۱۔ یہ اجلاس مخدوم داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر سایہ منعقد ہوا

۲۔ حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ کے تعاون سے نبیرہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد معظم احمد نائب شاہی امام جامع مسجد فتح پوری دہلی بھارت نے اس اجلاس میں بطور صدر مجلس شرکت فرمائی۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد صاحب اور جناب جاوید اقبال مظہری صاحب کے علاوہ نامور پروفیسران، علماء، صحافی، محققین اور دانشوروں نے اپنے تحریری مقالات جنکی کم وبیش تعداد سولہ تھی کانفرنس میں پیش کئے۔ جملہ احباب نے بڑی وابستگی، تیاری اور بکمال خلوص کے ساتھ شرکت کی۔

ایک عظیم روحانی شخصیت کے مزار پُرنوار کے سایوں میں اس اجلاس کا آغاز ہوا۔ اجلاس کا انتظام ہر سال جشن انتظام کے حوالے سے پچھلے سالوں سے سبقت وترقی کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔ یہ سب صوفی غلام سرور صاحب کی خدمات اور قائدانہ صلاحیتوں کا بھرپور عملی اور بہتر سے بہتر مظاہرہ ہے۔ نظم وضبط، آمد ورفت، نشست وبرخاست، صدارت ومہمان داری، سٹیج پرضبط، مربوط اور مؤثر انتظام غرضیکہ ہر شے خود بول رہی تھی

تمام مقالہ نگار حضرات نے اپنے اپنے عنوانات سے پورا انصاف کیا لیکن

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے مقالہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ تقریر مزید کے طور پر جو پُرمغز اور تحقیقی گفتگو فرمائی اس کی لذت اور چاشنی ہر سامع نے نہ صرف محسوس کی بلکہ بھرپور داد دی (اللہ اکبر)۔

حاضرین مجلس کو مزید برکات سے نوازے کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب بھی تشریف لائے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ھے کہ انہوں نے اقدار مجلس کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور شائد ہی کوئی مقالہ نگار ہو جو انکے نشترِ تنقید سے نڈھال نہ ہوا ہو اور دخل در معقولات سے پریشان نہ ہوا ہو لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ مہمانانِ گرامی قدر، قبلہ صوفی صاحب اور جملہ مقررین اور مقالہ نگاروں نے جس صبر جمیل کا مظاہرہ کیا وہ نہ صرف قابل صد ستائش بلکہ مجلسی آداب پھر اتنی اہم عظیم مجددی تقریب کی بھرپور اور پُروقار رعائت ادبی اور حفاظت تھی۔

مخدوم گرامی قدر مفتی محمد معظم احمد صاحب کا خطبہ صدارت انتہائی باوقار اور راہنما نکات پر مبنی تھا انکا تبحر علمی، متین، گفتگو اور مصلحانہ انداز ایک یادگار سرمایہ ہے۔ جملہ مقالہ نگاروں نے اپنے انفرادی مقالات میں اپنی موضوعاتی گفتگو کو دلائل و براہین اور ٹھوس حوالوں سے پیش کیا جنکا تفصیلی ذکر یہاں ممکن نہیں اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کے سامعین نے ابتداء سے انتہا تک ہر مقرر مقالہ نگار کو پوری دلجمعی کیساتھ سنا اور کسی قسم کی اکتاہٹ یا عدم توجہ کا مظاہرہ مطلقاً نظر نہیں آیا جو روحانی برکات اور تصرف کا آئینہ دار تھا۔

اس دفعہ اس مجلس پر روحانی اثرات بھی بخوبی عیاں تھے اور مجھے صوفی غلام

سرور صاحب کو یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ انکی انقلابی تحریک نہ صرف برگ و بار لا رہی ہے بلکہ جگمگا رہی ہے۔

اہل مجلس کا ہمہ تن گوش ہو کر سننا کوئی معمولی انقلاب نہیں اور مقالہ نگاروں اور مقررین نے اب اس یوم کو علمی و ادبی ،فکری و نظری اور تحقیقی و تحریری آہنگ دیا ہے۔اب یہ تحریک عام لوگوں سے نکل کر خواص کی سر پرستی میں یعنی نامور علماء ،دانشوران پروفیسران، محققین اور مفکرین کے ہاتھوں میں آ چکی ہے۔

اس حسین شجرِ طیبہ کو صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری اور مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب علیہ الرحمہ نے بڑی کاوش سے بویا اور آبیاری کی تھی اور صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی مجددی کی محنت شاقہ اور عاشقانہ لگن اسے وہاں تک لے گئی ہے جہاں کئی سال پہلے ایسا سوچا بھی نہ جا سکتا تھا اللہ تعالیٰ اس گلشن کو آباد اور سدا بہار رکھنے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔امین

والسلام

پروفیسر قاری مشتاق احمد

شیر ربانی اسلامک سنٹر حسن آباد لاہور

اغراض ومقاصد

1۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنا

2۔ محفل میلاد النبی ﷺ، محفل گیارہویں شریف اور اولیاء اللہ کے اعراس کو ذریعہ تبلیغ بنانا۔

3۔ محافل کو بامقصد بنانے کے لیے عنوانات کا تعین اور مقررین اور مقالہ نگار کو پُر مغز اور تحقیقی تقاریر اور مقالہ جات ... کی درخواست پیش کرنا

4۔ مجدد ہزارہ دوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور کارہائے نمایاں اور دینی و ملی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنا

5۔ باعث تخلیق کائنات، فخر موجودات، شہنشاہ کونین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی تعلیمات، اسوۂ حسنہ ... اولیاء اللہ کی تعلیمات کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اخبارات ورسائل، ٹی وی، آڈیو ویڈیو کیسٹس ... کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچانا۔

6۔ قرآن حکیم کی تفسیر، علم حدیث، فقہ اور عربی کی تعلیم کو فروغ دینا۔

7۔ حفظ و ناظرہ کی تعلیم سے بچوں کو آراستہ کرنا۔

8۔ محفل ذکر کے ذریعہ سے روحانی بالیدگی اور درس قرآن کی صورت میں روزمرہ زندگی کے مسائل کا حل ... روشناس کرانا۔

- جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر
- ہفت روزہ محفل ذکر
- ہفت روزہ درس قرآن
- ماہانہ محفل میلاد
- ماہانہ محفل میلاد میں خواتین کی شمولیت کا باپردہ اہتمام
- سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ تقریبات کا انعقاد
- جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی
- شیر ربانی پبلیکیشنز
- شیر ربانی لائبریری
- مجلہ شیر ربانی
- مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر
- آڈیو/ویڈیو کیسٹس/سی ڈیز

رابطہ

مرکزی دفتر شیر ربانی اسلامک سنٹر چوک شیر ربانی، شیر ربانی روڈ 21۔ ایکڑ سکیم ... لاہور
(092-42)-7562424/7571809 0300-4299321/0300-4866654